Presented by: Rana Jabir Abbas

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

إِنِّی تَارِكٌ فِیکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِی أَهْلَ بَیْتِی

کتابُ الثقلین

مؤلف

میر مراد علی خان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

jabir.abbas@yahoo.com

Printed By

SALMAN
BOOK CENTRE

Opp. Ibadath Khana-e-Hussaini,
Darulshifa, Hyderabad-24 A.P. India.

Ph: 24560156, Cell: 9348496898
Visit us at: www.salmanbookcentre.com
E-mail: info@salmanbookcentre.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِنّی تارِکٌ فیکُمُ الثّقلَین

کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی

کتاب الثقلین

قرآن اور اہلبیت علیہما السلام

مؤلف

میر مراد علی خان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : کتابُ الثقلین

کاوش : میر مُراد علی خان

تعداد :

ناشر : سلمان بک سنٹر، حیدر آباد (انڈیا)

ھدیہ :

ملنے کا پتہ:

سلمان بک سنٹر

روبرو عبادت خانہ حسینی، دارالشفاء، حیدر آباد۔۲۴

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

Index

تعارف ـــــــــــــــــــــــ ۵
تقریظ ڈاکٹر منظور نقی رضوی ـــــــــــــــ ٦
تقریظ حجۃ الاسلام مولانا سید تلمیذ حسنین رضوی مدظلہ العالی ـــ ۱۱
قرانِ مجید کی ترتیب نزولی ـــــــــــــــ ۱۴
حدیث ثقلین ـــــــــــــــــــــ ۱٦
کیا معاویہ کاتب وحی تھا؟ ـــــــــــــــ ۵۵
Quranic version المصاحف ـــــــــــ ۸٦
وحی کا ظہور ـــــــــــــــــــــ ۹۰
علوم قرآن کی اصطلاح ـــــــــــــــ ۹۸
قرآن اور علم ـــــــــــــــــــ ۱۱۰
مسئلہ تحریف ـــــــــــــــــــ ۱۴۱
قرآن کے بارے میں قرآن کی زبانی ـــــــ ۱۴۹
امام اور قرآن ـــــــــــــــــــ ۱۸۰
تلاوت قرآن میں غلطیاں ـــــــــــــــ ۱۹٦
اسباب نزول ـــــــــــــــــــــ ۱۹۹
آیات قرانی بشان علی ابی طالب علیہ السلام ـــــ ۲۰۷
آیت تطہیر میں اہلبیتؑ کون؟ ـــــــــــ ۲۲۲
بنات نبی ﷺ سے مراد کون؟ ـــــــــــ ۲۹۱
حدیث کساء کی تحقیق ـــــــــــــــ ۳۱٦

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آیت مباہلہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۵۴
عترتی واہلبیتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۶۱
تفسیر آیہ ولایت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۷۴
حی علیٰ خیر العمل (نماز) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۸۵

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قران مجید

تعارف

قرآن مجید واحد ایسی کتاب ہے جو پوری انسانیت کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ ہے اللہ تعالی نے اس کتابِ ہدایت میں انسان کو پیش آنے والے تمام مسائل کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے جیسے کہ ارشاد گرامی ہے کہ ونزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شيء قرآن مجید سیکڑوں موضوعات پر مشتمل ہے۔مسلمانوں کی دینی زندگی کا انحصار اس مقدس کتاب سے وابستگی پر ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اسے پڑھا اور سمجھا نہ جائے۔قرآن واحادیث میں قرآن اور حاملین قرآن کے بہت فضائل بیان کے گئے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے اپنی زبانِ رسالت سے ارشاد فرمایا» :خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ «صحیح بخاری :5027)اور ایک حدیث مبارکہ میں قوموں کی ترقی اور تنزلی کو بھی قرآن مجید پر عمل کرنے کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ارشاد نبوی ہے » :إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ« صحیح مسلم :817) تاریخ گواہ کہ جب تک مسلمانوں نے قرآن وحدیث کو مقدم رکھا اور اُن پر عمل پیرا رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو غالب رکھا اور جب قرآن سے دوری کا راستہ اختیار کیا تو مسلمان تنزلی کا شکار ہوگئے۔زیر تبصرہ کتاب میں میں نے قرآن کریم،احادیث مبارکہ اقوال کی روشنی میں قرآن مجید کے فضائل بیان کیے ہیں۔اور احادیث کی مکمل تخریج وتحقیق بھی پیش کردی ہے جس سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم سبحانہ

تقریظ جناب ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر　　مرد ناداں کو کلام نرم و نازک بے اثر

اقبالؔ

اشاعت کتب سے ہمارا مقصد صاحبان زیرک کو صحیح مواد فراہم کرنا ہے اور صاحبان توفیق کی توفیقات میں اضافہ کرنا ہے۔ بے وجہ بحث مباحثے دور رہنے کے ہر مواد قرآن یا مستند حوالے سے پیش کئے جاتے ہیں۔

رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں، اور یہ شریعت خدا کی آخری شریعت ہے نہ اس کے بعد کوئی شریعت آنے والی ہے اور نہ رسول، اس لئے اللہ سبحانہ تعالی اس شریعت کے لئے جو دستور بھیجا تھا یعنی قرآن اس کی حفاظت کا جو وعدہ کیا تھا پورا کیا۔ آج بھی قرآن میں زیر وزبر کا فرق نہیں اور انشاء اللہ تا قیامت یونہی قائم رہے گا۔

اسلام چونکہ ایک طریق زندگی ہے اس لئے جہاں اس کے لئے ایک CONSTITUTION دستور قرآن کی شکل میں بھیجا گیا وہیں اس پر رسول اکرم نے عمل کر کے دکھایا اور اپنے بعد عمل کرنے والوں کی ایک جماعت ۱۴ معصومین پر مشتمل بھی چھوڑ دی تا کہ بعد کے آنے والوں کو شکایت نہ رہ جائے۔ نشانات عمل نہیں تو ہم عمل کیوں کر کرتے۔

انتظامات چونکہ منجانب اللہ تھے اس لئے نقص کا کوئی امکان نہیں، لہذا رسول ﷺ بار بار اسکی یاددہانی بھی کرادی۔ آنحضرت ﷺ کی مشہور حدیث ثقلین ہے اس کی ضامن ہے اس حدیث مبارک پر یہ کتاب پیش

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدمت ہے۔

برادر گرامی ودرجناب میر مراد علی خاں دام ظلکم کی یہ پانچویں کتاب ہے اللہ سبحانہ تعالی اِن کے قلم میں طاقت اور توفیقات میں اضافہ عنایت فرمائے مختلف موضوعات پر انھوں نے قلم اُٹھائے ہیں اور خوب لکھا ہے۔ نئے نئے انکشافات اور نئے مضامین پیدا کئے اور اُنکی کتب بینی داد کے قابل ہے کہ کوئی بات بغیر دلائل اور بنا حوالات کے کہیں نہیں لکھی۔

خوگر پرواز کو پرواز کا ڈر کچھ بھی نہیں
موت اس گلشن میں جز سنجیدہ پر کچھ بھی نہیں

زیرنظر کتاب پرواز کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے۔

قرآن پر کچھ لکھنا جس پر ہزاروں کتابیں تحریر ہو چکی ہیں ایک کارِدارد ہے وہ بھی پورے وثوق اور دلائل سے یہ ایک مردمومن کا کام ہوسکتا ہے جس کو اللہ سبحانہ نے توفیق سے نوازا ہو۔

قرآن دراصل اہل اسلام کے لئے نہ صرف ایک دستور ہے بلکہ ایک عملیہ بھی ہے جس پر عمل کر کے ہی عظیم سعادت حاصل کی جاسکتی ہے یہ جو بار بار واقعہ کا تذکرہ یا شخصیات کا بیان قرآن میں آیا ہے یہ رنگینیٔ عبارت نہیں بلکہ ایک لائحہ عمل ہے کہ اچھی باتوں کا اپنائیں اور بری باتوں سے اجتناب کریں۔

عمل کے لئے انسانوں کی ضرورت ہے اسی لئے نبیوں اور صالحین کے تذکروں سے قرآن بھرا پڑا ہے، رسولؐ کے بعد اللہ سبحانہ تعالیٰ اُن کے جانشین مقرر کئے ہیں ظاہر ہے اُن کا تذکرہ بھی قرآن میں آنا چاہئے اور آیا۔ برادرم مراد علی خاں نے اسی نظریہ کے تحت یہ کتاب بمع حوالات کے پیش کی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی، جہنم بھی
یہ خاکی اپنی قسمت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

میری نظر میں اسلام ایک ایسے صاف وشیریں چشمہ کا نام ہے جس تک آنے اور سیراب ہونے کے لئے کسی دعوت کی ضرورت نہ تھی۔ پیاسا ڈھونڈ کر خود پہنچ جاتا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں خوب سے خوب تر پانے کی خواہش ودیعت فرمائی ہے۔ اور معذرت کے ساتھ دل میں یہ کسک اور زبان پر یہ شکایت ہے اپنے معتقدین خصوصاً صدر اسلام کے اکابرین سے کہ انہوں نے صاف شفاف پانی کو گندلے پانی سے ملنے دیا جس کا نتیجہ آج یہ ہے کہ پانی اتنا گندہ ہو گیا ہے پینا تو درکنار اس کی طرف دیکھنا بھی بار خاطر ہوتا ہے۔

بات یہاں تک پہنچی تو فطرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شفاف پانی کہیں موجود بھی ہے یا سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ کہیں شفاف چشمہ موجود ہی نہ ہو کیونکہ احکم الحاکمین، خداوند عالم کی توہین اور قرآن کریم کی صریحاً مخالفت ہے کیونکہ قرآن مین آج بھی موجود ہے کہ ایک گروہ ہے جو امر بالمعروف کا حکم دیتا ہے اور نہی عن المنکر سے روکتا ہے اور وہ فرقہ ناجیہ ہے۔

گمان کی پگڈنڈیوں کو چھوڑ کر اگر کوئی یقین کے شاہراہوں پر چلے تو یہ بات ظاہر ہو جائے گی، اس طرح دو گروہ ہوں گے۔ ایک کا گمان اور ہو گا کہ اس کی تفسیر قرآن، اُس کا عمل رسول پر گامزن ہونا اس کی اپنی قابلیت اہلیت اور گمان پر ہو گا۔۔ ظاہر ہے اس کا آخری نتیجہ یہ ہو گا کہ اسلام کے اصل ڈگر سے ہٹ کر وہ من مانی کرے گا۔ اب وہ یہی کہے گا کہ جو ہم کرتے ہیں یا کہتے ہیں وہی صحیح ہے باقی سب ناحق بدعت

jabir.abbas@yahoo.com

اورخارج ازاسلام ہےاوراس پرعمل کرنے والے واجب القتل ہے۔دوسراوہ گروہ وہ ہوگا جس نے قرآن رسول سے لیا ہے اور قرآن کے اس قول پرعمل پیرا ہے کہ جورسول دیدیں لےلواور جس سے تمھیں منع کریں اس سے تم بازرہو۔

وما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا ۔سورحشر آیت ،

قرآن اللہ کا حکم ہےاوررسول اُس کے پیغامبر۔قرآن بیان کرتا ہےاور رسولؐ عمل کرکے دکھاتے ہیں۔

اس کی نظر میں رسول سب کچھ ہیں صادق، وامین بھی اور قابل یقین بھی۔ وہی اسلام کا مرکز بھی اور محور بھی۔ اُن کے قدم بہ قدم چلے تو یقین سیدھے راستہ پر چلے اور اُمید قوی ہے کہ منزل مقصود جنت کے دروازے تک پہنچ جائیں گے۔اورقدم ڈگمگائے گئے۔رستے سے جدا ہونے لگے تو جہنم کی ضلالت آمیز وادی میں پہنچ جائیں گے۔

اب اگر یہ رسولؐ کہے کہ یہ قرآن کی آیت ہے تو وہ قرآن ہو گیا اور یہ فرمائے کہ یہ حدیث قدسی ہے اور اگر اور کوئی حدیث عنایت فرمائے تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ یہ قول رسولؐ ہے یا نہیں۔اگر قول رسولؐ ہے تو اس کا تقابل قران سے کریں قرآن کی آیت کے مطابق ہے تو قبول ورنہ دیوار پر مارنے کے لئے ہے۔اور اگر ہے تو اُسکا ماننا ناگزیر ہے کوئی مفر نہیں۔

مطلع صاف ہے اور مقصد واضح ہے کہیں بھی کوئی جھول نہیں،ایک گروہ جو رسولؐ دیتا ہے س کا مانتا ہے جس سے رسول منع کرتے ہیں اس سے دوری اختیار کرتا ہے اُس کے عقائد درست ہیں اپنی صلاحیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔عمل میں کوتاہی کے لئے اللہ سے طالب مغفرت

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے اور یقین کرتا ہے کہ رب کریم کے کریم رسولؐ اور اُن کے کریم نمائندے اللہ سے اُس کے لئے سفارش کریں گے اور جنت کا پروانہ دلادیں گے۔ دوسرا گروہ اپنی من مانی کرتا ہے۔ کسی کو خاطر میں نہ لاتا تو ایک طرف اس کو واجب القتل سمجھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے، اس کا یہاں نہ کوئی قائد ہے نہ اللہ سبحانہ کے یہاں کوئی سفارشی۔

یہ کتاب اسی نظریہ پر مبنی ہے اور قابل مطالعہ ہے اس میں قرآن مجید کے بارے میں بڑی دقیق تحقیقات درج ہیں۔ بڑی تفصیلات اور اطلاعات مہیا کی گئی ہیں۔ اس سے اہلبیت کے تعلقات کا تذکرہ، رسول کی احادیث خصوصاً حدیث ثقلین سے بحث کی گئی۔

کتاب نہایت مدلل ہے، ہاں پڑھنے والے کے لئے شرط ہو کہ صحیح الدماغ ہو اور حق کا متلاشی ہو۔ بقول اقبال کے اُن کے لئے جسے

وہی نگاہ کہ ناخوب و خوب سے محرم
وہی ہے دل کہ حلال و حرام سے آگاہ

خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے
بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے
خرد بیزار دل سے دل خرد سے

آخری دو شعر ہمارے پرانے لوگوں کے لئے ہیں:۔

ہر چند کہ ہے عالم پیری کی نقاہت
باقی ہے مگر جسم میں ایماں کی حرارت

اور

دنیا سے جب اُٹھائے بستر غلام تیرا
یا رب زباں پہ جاری اسدم ہو نام تیرا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم سبحانہ

تقریظ حجۃ الاسلام مولانا سید تلمیذ حسنین رضوی مدظلہ العالی

میر مراد علی خان صاحب کا تعلق علم و ادب کی سرزمین حیدر آباد دکن سے ہے۔ وہ کافی عرصے سے امریکہ کے ایک اسٹیٹ نیوجرسی میں مقیم ہیں اور دینی و مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

پہلے ان کا گھر مجالس کا محافل کا مرکز بنتا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے مومنین کے ساتھ مل کر ایک وسیع و عریض زمین پر بیت القائم کے نام سے ایک امام بارگاہ بنایا۔

مراد صاحب علماء کا احترام ملحوظ رکھتے ہیں اور اُن سے محبت و الفت کا برتاؤ کرتے ہیں۔

علامہ ذیشان جوادی اعلی اللہ مقامہ سے انھوں نے کافی استفادہ کیا ہے۔ انھوں نے باقاعدہ عربی کا درس حاصل نہیں کیا لیکن عربی کتابوں کے مطالب آسانی سے سمجھ لیتے ہیں انھیں کتابوں کا ذوق بہت ہے اور وہ مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں۔ ان کی لائبریری میں تفاسیر، احادیث، تواریخ اور دیگر علمی کتب کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے، اور پھر اس دور میں انٹرنیٹ پر ہر کتاب ستیاب ہے۔ وہ ہر مضمون سے متعلق روایات کتابوں سے نکال کر انھیں صفحۂ قرطاس پر رقم کرتے ہیں۔ انھوں نے ہر موضوع پر لکھا اور اُن کی کئی کتابیں شائع ہو کر پذیرائی حاصل کر چکی ہیں۔ میں نے "لغات الحدیث" علامہ وحید الزماں کی کتاب کا انتخاب ان کی توسط سے شائع کیا ہے جس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔

مراد علی خاں صاحب کی کتابوں میں، اظہار حق و حقیقت، آئینہ حق نما، اور راویان حدیث نے کافی شہرت حاصل کی ہے۔ کچھ کتابیں پیام امن نے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ڈاکٹر سید منظور رضوی صاحب کی وساطت سے شائع کی ہیں۔
انھوں نے مختلف عنوانات پر خامہ فرسائی کی ہے اور وہ لکھ لکھ کر مومنین کو فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔
ان کی یہ نئی کتاب "قران و اہل بیت (علیھم السلام)" کے عنوان منظر عام پر آرہی ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے جس موضوعات پر تحقیق کی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کا تعارف، قرآنی معلومات، آیتوں کی تفسیر، ابالاسود دئلیؓ کا تذکرہ، قرآن پر اعراب اور نقطے کی گفتگو۔
۲۔ وحی کا ظہور، اس اقسام۔ اُن کے حوالہ جات۔
۳۔ اہمیت و فضیلت تلاوت قرانِ کریم
۴۔ اسباب نزول
۵۔ مسئلہ تحریف قرآن
۶۔ قرآن مجید سوروں کی موجودہ اور نزوی ترتیب
۷۔ قرآن کے بارے ۲۹ عنوانات کا تذکرہ
۸۔ قرآن اور علم، علم ذرہ، علم طبعیات، علم جغرافیہ، علم نباتات، علم الحیوان، تاریخ طبیع، زراعت، علم وراثت۔ ماوراء الطبیعہ، کہربائی طاقت، علم خلا، علم الافلاک
۹۔ جمع قرآن پر ایک نظر
۱۰۔ تفسیر بالرائے کا مفہوم
۱۱۔ علوم قرآن کی اصطلاح اور اس کی تقسیم بندی علوم القران کی تقسیم، علم القرآت، علم وقوف۔ علم لغات، علم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الاعراب، علم اسباب
علم ناسخ ومنسوخ، علم تاویل، علم قصص، علم استباط معانی قرآن،
علم ارشاد ونصیحت، علم معانی، علم بیان۔

۱۲۔ معرفت سبب النزول۔

۱۳۔ قرآن اور اہلبیت علیھم السلام۔اس سلسلے میں ۱۶ آیتیں، آیات کے نمبر اور حوالہ کتاب کے ساتھ دی ہیں۔

۱۴۔ آیات قرآنی بشان علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔اس ضمن میں ۴۰ آیتوں سے حوالے دئے گئے ہیں۔

۱۵۔ اقوال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برائے امام علی علیہ السلام، اس بارے میں ۱۵۷ اقوال حوالہ جات کے ساتھ موجود ہیں۔

۱۶۔ آیت تطہیر میں اہل بیت سے کون مراد ہے، مفصل بحث اور مخالفین کے دلائل کا بہترین رد۔

۱۷۔ علمائے اہل سنت کی فہرست جو آیت تطہیر کو پنجتن سے مخصوص جانتے ہیں اس ذیل میں ۳۴ حوالے ہیں۔

۱۸۔ آخر میں بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں مفصل اور مدلل بیان ہے۔

یہ کتاب معلومات سے پُر اور حوالہ جات سے مملو ہے ہر قاری اس کتاب کے مطالعے سے اپنی معلومات میں بیش بہا اضافہ کرسکتا ہے۔

خداندعالم میر مراد علی خاں صاحب کو توفیق کرامت کرے کہ وہ اپنا، مطالعہ جاری وساری رکھیں۔اور اپنی زندہ تحریروں سے قارئین کرام کو مستفید کرتے رہیں۔اور یہ شمع اسی طرح روشن رہے۔

والسلام

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قرآن مجید میں سورں کی موجودہ اور نزولی ترتیب

موجودہ	سورہ	نزول	موجودہ	سورہ	نزول	موجودہ	سورہ	نزول
۱	الفاتحة	۵	۲۳	المؤمنون	۷۴	۴۵	الجاثية	۶۵
۲	البقرة	۲	۲۴	النور	۱۰۲	۴۶	الاحقاف	۶۶
۳	اٰل عمرٰن	۸۹	۲۵	الفرقان	۴۲	۴۷	محمد	۹۵
۴	النساء	۹۲	۲۶	الشعرآء	۴۷	۴۸	الفتح	۱۱۱
۵	المآئدة	۱۱۲	۲۷	النمل	۴۸	۴۹	الحُجُرٰت	۱۰۶
۶	الانعام	۵۵	۲۸	القصص	۴۹	۵۰	قٓ	۳۴
۷	الاعراف	۳۹	۲۹	العنكبوت	۸۵	۵۱	الذّٰريٰت	۶۷
۸	الانفال	۸۸	۳۰	الروم	۸۴	۵۲	الطور	۷۶
۹	التوبة	۱۱۳	۳۱	لقمٰن	۵۷	۵۳	النجم	۲۳
۱۰	يونس	۵۱	۳۲	السجدة	۷۵	۵۴	القمر	۳۷
۱۱	هود	۵۲	۳۳	الاحزاب	۹۰	۵۵	الرحمٰن	۹۷
۱۲	يوسف	۵۳	۳۴	سبأ	۵۸	۵۶	الواقعة	۴۶
۱۳	الرعد	۹۶	۳۵	فاطر	۴۳	۵۷	الحديد	۹۴
۱۴	ابرٰهيم	۷۲	۳۶	يٰسٓ	۴۱	۵۸	المجادلة	۱۰۵
۱۵	الحجر	۵۴	۳۷	الصّٰفّٰت	۵۶	۵۹	الحشر	۱۰۱
۱۶	النحل	۷۰	۳۸	صٓ	۳۸	۶۰	الممتحنة	۹۱
۱۷	بنی اسرآئيل	۵۰	۳۹	الزمر	۵۹	۶۱	الصف	۱۰۹
۱۸	الكهف	۶۹	۴۰	المؤمن	۶۰	۶۲	الجمعة	۱۱۰
۱۹	مريم	۴۴	۴۱	حٰمٓ السجدة	۶۱	۶۳	المنٰفقون	۱۰۴
۲۰	طٰهٰ	۴۵	۴۲	الشورٰى	۶۲	۶۴	التغابن	۱۰۸
۲۱	الانبيآء	۷۳	۴۳	الزخرف	۶۳	۶۵	الطلاق	۹۹
۲۲	الحج	۱۰۳	۴۴	الدخان	۶۴	۶۶	التحريم	۱۰۷
ترتیب موجودہ	سورہ	ترتیب نزول	ترتیب موجودہ	سورہ	ترتیب نزول			
۶۷	الملك	۷۷	۹۱	الشمس	۲۶			
۶۸	القلم	۲	۹۲	اليل	۹			
۶۹	الحآقة	۷۸	۹۳	الضحٰى	۱۱			
۷۰	المعارج	۷۹	۹۴	الم نشرح	۱۲			

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

۷۱	نوح	۷۱	۹۵	التین	۲۸			
۷۲	الجن	۴۰	۹۶	العلق	۱			
۷۳	المزمل	۳	۹۷	القدر	۲۵			
۷۴	المدثر	۴	۹۸	البینۃ	۱۰۰			
۷۵	القیمۃ	۳۱	۹۹	الزلزال	۹۳			
۷۶	الدھر	۹۸	۱۰۰	العدیٰت	۱۴			
۷۷	المرسلٰت	۳۳	۱۰۱	القارعۃ	۳۰			
۷۸	النباء	۷۳	۱۰۲	التکاثر	۱۶			
۷۹	النّٰزعٰت	۸۱	۱۰۳	العصر	۱۳			
۸۰	عبس	۲۴	۱۰۴	الھمزۃ	۳۲			
۸۱	التکویر	۷	۱۰۵	الفیل	۱۹			
۸۲	الانفطار	۸۲	۱۰۶	قریش	۲۹			
۸۳	المطففین	۸۶	۱۰۷	الماعون	۱۷			
۸۴	الانشقاق	۸۳	۱۰۸	الکوثر	۱۵			
۸۵	البروج	۲۷	۱۰۹	الکٰفرون	۱۸			
۸۶	الطارق	۳۶	۱۱۰	النصر	۱۱۴			
۸۷	الاعلیٰ	۸	۱۱۱	اللھب	۶			
۸۸	الغاشیۃ	۶۸	۱۱۲	الاخلاص	۲۲			
۸۹	الفجر	۱۰	۱۱۳	الفلق	۲۰			
۹۰	البلد	۳۵	۱۱۴	الناس	۲۱			

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حدیث ثقلین

حدیث ثقلین کا شمار مشہور ترین احادیث میں ہوتا ہے کہ جس میں نبی پاک نے امت کو قرآن وا ہلبیت سے تمسک رکھنے کا حکم دیا۔

یہ وہ حدیث ہے کہ جس کو چھپانے کی بھی کوشش کی جاتی ہے، اور مختلف تاویلات کے ذریعے بھی سادہ لوح برادران اہلسنت کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔

مگر انتہا تو یہ ہے کہ علمائے اہلسنت اس میں تحریف کرتے بھی نہیں جھجکتے مشہور سنی عالم، شیخ حسین سلیم اسد، مسند الحمیدی کے جلد ا، صفحہ ۱۱: پر ایک روایت کی تحقیق کرتے ہیں کہ جس میں آتا ہے کہ نبی پاک نے کہا کہ میں تم میں قرآن وسنت چھوڑے جاتا ہوں، اس کی تحقیق میں موصوف حاشیہ میں رقمطراز ہیں کہ:

یہ حدیث صحیح ہے، اور مسلم نے اپنی صحیح میں فضائل الصحابہ (۲۴۰۸) کے باب فضائل علی میں درج کیا ہے— نیز دیکھئے مسند الموصلی، حدیث ۱۰۲۱، ۱۱۴۰

دلچسپ بات یہ ہے کہ جب ہم ان دونوں کتب میں یہ احادیث دیکھتے ہیں، تو وہاں قرآن وسنت کی جگہ ہمیں قرآن واہلبیت ملتا ہے۔

صحیح مسلم میں یہ روایت جلد ۴، صفحہ ۲۱۶، روایت ۲۴۰۸ پر ہے۔

مسند ابی یعلے الموصلی میں یہ جلد ۲، صفحہ ۲۹۷ اور صفحہ ۳۷۶ پر ہے۔

شیخ سلیم واحد عالم نہیں کہ جنہوں نے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہو۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس فہرست میں شیخ صالح الفوزان بھی شامل ہیں
وہ اپنی کتاب محاضرات فی العقیدۃ والدعوۃ, جلد ۴، صفحہ ۲۵۳ پر قرآن وسنت کے الفاظ پر مشتمل روایت کی تحقیق میں حاشیہ پر رقمطراز ہیں کہ ترمذی نے اس کی روایت کی، حدیث ۳۷۸۸ پر جب ہم ترمذی پڑھتے ہیں، تو شیخ البانی کی تحقیق شدہ، صحیح ترمذی کے جلد ۳، صفحہ ۵۴۳ — ۵۴۴؛ پر یہ حیدث ہمیں ملتی ہے، اور وہاں بھی قرآن وسنت کے نہیں، بلکہ قرآن وعترت اہلبیت کی بات ہوئی ہے۔
جیسے علمائے اہلسنت نے تو تہیہ کیا ہوا ہے کہ بس یہ اہلبیت کو ہٹا کر، سنت ڈال دو۔
اب جب یہ دوڑ چل ہی رہی تھی تو صالح بن غانم السدلان کیسے پیچھے رہتے؟
وہ بھی کود پڑے
بحوث أثر ندوۃ القرآن فی تحقیق الوسطیۃ ودفع الغلو نامی کتاب میں، جو کہ پی—ڈی—ایف فارمیٹ میں ہے، اس میں ایک باب ہے، الغلو فی الدین بدعۃ حرمھا الإسلام، اس کتاب کے صفحہ ۱۴۶، اسی باب میں وہ لکھتے ہیں
وفی الحدیث بإسناد حسن :"إنی تارك فیكم الثقلین: كتاب الله، وسنتی" أخرجه أحمد فی مسنده: ۷۱/۳
کہ سند کی حدیث ہے میں تم میں ۲ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ احمد نے اپنی مسند کی جلد ۳، صفحہ ۱۷؛ پر درج کی ہے
اب جب مسند احمد میں یہ حدیث دیکھیں، تو سنتی کی بجائے عترتی

jabir.abbas@yahoo.com

اھلبیتی کے لفظ ملتے ہیں۔
اﷲ جانے علمائے اہلسنت کو ایسی کیا آفت آن پڑی تھی کہ تحریف کرنے پر تل گئے ہے۔
سند کی حدیث ہے میں تم میں ۲ چیزیں چھوڑے جا تا ہوں، اﷲ کی کتاب اور میری سنت۔ احمد نے اپنی مسند کی جلد ۳، صفحہ ۱۷؛ پر درج کی ہے
اب جب مسند احمد میں یہ حدیث دیکھیں، تو سنتی کی بجائے عترتی
اھلبیتی کے لفظ ملتے ہیں۔

حدیث ثقلین کی تحقیق

حدیث ثقلین
یقینا حدیث ثقلین (جو کہ فریقین کے درمیان مورد ارفاق ہے) نے واضح بیان کے ساتھ یہ بات روشن کر دیا ہے کہ نبی گرامی نے اپنی رحلت کے بعد امت اسلامی کو اپنے حال پر نھیں چھوڑا ہے بلکہ قرآن وعترت کے مقام ومنزلت کو بیان کرتے ہوئے امت مسلمہ پر ان دونوں سے تمسک کو واجب قرار دیا ہے۔ اور قرآن وعترت سے تمسک رکھنے والوں کو انحراف وگمراھی سے محفوظ رھنے کی ضمانت بھی لی ہے۔([1])
اور اس بات پر تاکید فرمائی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نھیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔ اس بیان کے ذریعے قرآن کی عترت کے ساتھ اور عترت کی قرآن کے ساتھ ہمراہی کو واضح اور روشن کر دیا ہے۔([2])
دوسری بات یہ کہ (صراحت کے ساتھ اپنے بعد) امت کی سیاسی اور علمی مرجعیت کو معین فرما دیا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اب تک جو کچھ بیان کیا جاچکا ہے اس سے ہٹ کر ہم کو اس بات کی طرح توجہ رہے کہ حدیث ثقلین کی افادیت کسی زمانے سے مخصوص نہیں ہے ۔بلکہ ان دونوں (قرآن وعترت) سے تمسک تمام افراد پر ہر وقت ہر مقام پر ہمیشہ ہمیشہ واجب ہے۔

ہماری اب تک کی گفتگو اور اایندہ بحث سے جو عنقریب آپ ملاحظہ فرمائیں گے یہ بات روشن ہوجائے گی کہ اس حدیث (ثقلین) میں غور و فکر اور بحث ان اہم مسائل میں سے ہے جو ہماری اور دوسرے برادران اسلامی کے لئے فائدہ مند ہیں اور اس سے بہت سارے باطل نظریات اور خیالی باتیں (جو کہ اخلاف وتفرقہ کا باعث ہوتی ہیں) ختم ہوجائے گی۔

حدیث ثقلین کے ذیل میں جن موضوعات پر تحقیق کی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔سند حدیث ۲۔عام ابلاغ کہ جس پر تاکید ہوئی ہے ۳۔نصوص حدیث ۴۔مفہوم حدیث

پھلی فصل

سند حدیث ثقلین

حقیقت امر یہ ہے کہ حدیث ثقلین تمام مسلمانوں کے نزدیک مورد اتفاق ہے۔علماء اسلام اور مفکرین نے جوامع، سنن، تفاسیر اور تاریخی کتابوں میں اس کو بہت سے طریقوں، معتبر اور صحیح سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

کتاب غایۃ المرام میں ۳۹ (انتالس) اہل سنت سے اور بیاسی حدیث علماء شیعہ کے حوالے سے درج ہیں۔([3])

علامہ سید حامد حسین ھندی طاب ثرہ (صاحب عبقات) نے مذہب

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اربعہ کے علماء میں سے ایک سونوں ایسے افراد کا تزکرہ کیا ہے جودوسری صدی ھجری سے لیکر تیرہویں صدی ھجری کے آخر تک کے علماء ہیں۔ ([4])

سید محقق عبدالعزیز طباطبائی نے دوسری صدی ہجری سے لیکر چودھویں صدی ھجری تک کے مزید ایک سو اکیس علماء کا ذکر کیا ہے۔([5])

اس طرح علماء اھل سنت کی تعداد جنھوں نے حدیث ثقلین کو نقل کیا ہے تین سو گیارہ (۳۱۱) ہوجاتی ہے۔([6])

بھر کیف مورد اعتماد اور مشھور و معروف کتابوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے ان اھم کتابوں میں سے بطور نمونہ ان کتابوں کو پیش کیا جاسکتا ہے

صحیح مسلم۔ سنن ترمذی۔ سنن الدارمی۔ مسند احمد بن حنبل۔ خصائص نسائی۔ مستدرك الحاکم۔ اسد الغابہ۔ العقد الفرید۔ تذکرۃ الخواص۔ ذخائر العقبیٰ۔ تفسیر ثعلبی وغیرہ۔۔۔ ([7])

یہ وہ سنی کتب ہیں کہ جن کو حدیث ثقلین کی سند کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے جبکہ شیعہ کتب اس کے علاوہ ہیں۔([8]) اصحاب رسول کی ایک کثیر تعداد نے حدیث ثقلین کی روایت کی ہے۔

ابن حجر نے صواعق محرقہ میں کھا ہے کہ حدیث تمسک (بہ قرآن و عترت) کی سند کے بہت سارے طریقے ہیں۔ بیس (۲۰) سے زائد اصحاب نے اس کی روایت کی ہے۔([9])

عبقات الانوار میں مرد و عورت مل کر چوتیس (۳۴) اصحاب نے اس کو نقل کیا ہے۔ اوران سب کے اسماء اہل سنت کی کتابوں سے لے گئے ہیں۔([10])

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چنانچہ (احقاق الحق وغایۃ المرام) وغیرہ میں مذکورہ روایتوں اور سندوں کو اس میں بڑھا دیا جائے تو مرد وزن راوی اصحاب کی تعداد پچاس (۵۰) سے اوپر ہو جاتی ہے۔

ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

(۱) امیر المومنین علیہ السلام
(۲) امام حسن علیہ السلام
(۳) سلمانؓ فارسی
(۴) ابوذرؓ غفاری
(۵) ابن عباسؓ
(۶) ابوسعیدؓ خدری
(۷) عبداللہ ابن حنطب
(۸) جبیر بن مطعم
(۹) براء بن عاذب
(۱۰) انس بن مالک
(۱۱) طلحہ بن عبداللہ تمیمی
(۱۲) عبدالرحمن بن عوف
(۱۳) جابر بن عبداللہ انصاری
(۱۴) ابو ھشیم فرزند تیھان
(۱۵) ابورافع صحابی رسول اکرم (ص)
(۱۶) حذیفہ ابن یمانی
(۱۷) حذیفہ ابن اسید غفاری
(۱۸) حذیفہ ابن ثابت ذوالشھادتین

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱۹) زید بن ثابت
(۲۰) ابوھریرہ
(۲۱) ابو لیلیٰ انصاری
(۲۲) ضمیرہ اسلمی
(۲۳) عامر بن لیلیٰ
(۲۴) حضرت فاطمہ زھرا سلام اللہ علیھا
(۲۵) ام سلمہ رض
(۲۶) ام ھانی رض
(۲۷) زید بن ارقم رض
(۲۸) ابن ابی دنیا
(۲۹) حمزہ سلمی
(۳۰) سعد ابن ابی وقاص
(۳۱) عمرو بن عاص
(۳۲) سھل بن سعد انصاری
(۳۳) عدی بن حاتم
(۳۴) عبقہ بن عامر
(۳۵) ابو ایوب انصاری
(۳۶) ابو شریح خزاعی
(۳۷) ابو قدامہ انصاری
(۳۸) بریرہ
(۳۹) جشی بن جنادہ
(۴۰) عمر بن خطاب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۴۱) مالک بن حویرث

(۴۲) حبیب بن بدیل

(۴۳) قیس بن ثابت

(۴۴) زید شراحیل

(۴۵) عائشہ بنت سعد

(۴۶) عفیف بن عامر

(۴۷) عبد بن حمید

(۴۸) محمد بن عبدالرحمٰن بن فلاد

(۴۹) ابوطفیل عامر بن واثلہ

(۵۰) عمرو بن مرّہ

(۵۱) عبداللہ بن عمر

(۵۲) اُبی بن کعب

(۵۳) عمّار

جو کچھ اب تک بیان کیا جاچکا ہے اس پر غور فرمائیں مذکورہ راویوں کے مستقلاً روایت کرنے کے ساتھ ساتھ جس کا سنی وشیعہ کتب میں تذکرہ موجود ہے۔

یہ حدیث غدیر خم رسول اللہ کے خطبے میں بیان کی گئی ہے۔ اسی بنا پر غدیر کی سند حدیث ثقلین کی بھی سند شمار ہوتی ہے۔

اور حدیث غدیر کو سو (۱۰۰) سے زائد اصحاب نے نقل کیا ہے انھیں اسناد پر حضرت امیرالمومنین علیہ اسلام کے اس استدلال کا اضافہ کرتے ہیں۔ جو آپ نے حدیث ثقلین کے بارے میں ایسے مجمع کے سامنے بیان فرمایا تھا جس میں اصحاب رسول بھی تھے اور اکثر صحابہ نے اس حدیث کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(رسول خدا) سے صادر ہونے کا اعتراف بھی کیا ہے۔([11])
اس کے علاوہ حدیث ثقلین کو ان افراد نے نقل کیا ہے کہ جنھوں نے اپنی کتاب کے مقدمے میں یہ بات لکھی ہے کہ ہم نے اپنی کتاب میں معتبر کتابوں سے صرف صحیح احادیث کو جمع کیا ہے۔ جیسے([12]) ملا محمد مبین (فرھنگی محلی) لکھنوی([13]) ولی اللہ لکھنوی۔ ھیثمی نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ جن افراد نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ ثقہ اور مورد اطمنان افراد ہیں۔([14])
مذکورہ مقامات کے علاوہ دوسرے بہت سارے ایسے شواہد ہیں جو اس حدیث کی صحت اور تواتر دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک گروہ نے اس کے تواتر کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک صفانی ہیں جو ابحاث المسدّدہ کے ملحقات میں یوں رقطراز ہیں۔ اس حدیث کے لئے روایات تواتر معنوی پر مشتمل ہیں۔([15])
بھر کیف حدیث ثقلین علماء اھل سنت وشیعہ کے نزدیک متفق علیہ حدیث ہے اور اس کا پیغمبر اسلام سے صادر ہونا قطعی ہے۔

دوسری فصل

حدیث ثقلین کو قطعی اور یقینی طور پر رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے متعدد مقامات پر مختلف اوقات میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کا مقصد عام لوگوں تک اس کو پہچانا اور امت مسلمہ پر اتمام حجت کرنا ہے جن مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے ان میں سے ایک مقام عرفہ ہے۔
صاحب سنن ترمذی نے اس حدیث کو اسی تمام سندوں کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

کوایام حج میں میدان عرفہ میں دیکھا کہ آپ ایک قصویٰ نامی اونٹنی پرسوار تھے۔([16])

اورخطبہ ارشاد فرمایا رہے تھے میں آپ کوارشاد فرماتے سنا: ایھا الناس میں تمھارے درمیان ایک امانت چھوڑ کر جارہا ہوں کہ اگراس کومحفوظ رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور وہ کتاب خدا (قرآن) اور میری عترت۔([17])

اورمنیٰ میں بھی حضرت ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔اس کوصاحب غیبته النعمانی نے اپنی کتاب میں اسناد کے ساتھ حریز بن عبداللہ عن ابی عبداللہ جعفر بن محمد عن آباۂ عن علی علیہ اسلام سے نقل کیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ مسجد حنیف میں رسول خدا ﷺ نے خطبہ دیا۔جس کے ضمن میں اس حدیث کو بیان کیا([18])اورفرمایا:

یقینا میں (آخرت کی جانب) تم سے پہلے جارہاہوں اورتم حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کروگے وہ ایک ایسا حوض ہے جس کا عرض بصریٰ سے صنعا تک ہے اوراس پررکھے ہوئے جام آسمانی ستاروں کے برابر ہیں آگاہ ہوجاؤ کہ تمھارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑ کر جارہاہوں۔ ا۔ثقل اکبر جوکہ قرآن ہے ۲۔ثقل اصغر جوکہ میری عترت (طاھرہ) ہے یہ دونوں تمھارے اورخدا کے درمیان کھنچی ہوئی رسی کے مانند ہیں۔لھٰذا ان دونوں سے متمسک رہےتو ھرگز گمرہ نہ ہوگے اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اوردوسراسرا تمھارے ہاتھوں میں ہے۔([19])

دوسری وہ جگہ جہاں پررسول اکرم ﷺ نے حدیث ثقلین ارشاد فرمائی غدیرخم ہے۔ چنانچہ مستدرک حاکم وغیرہ میں زید بن ارقم سے روایت ہے

jabir.abbas@yahoo.com

کہ جب رسول اکرم ﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہورہے تھے تو غدیر خم میں منزل کی (اور لوگوں کو سائے میں جانے) کا حکم دیا: اور سائبانوں کے لئے خس وخاشاک اکھٹا کئے گئے (اور لوگ سائبانوں تلے جمع ہوئے)۔

اس وقت آپ نے فرمایا: گویا مجھے اس دنیا سے کوچ کا حکم مل چکا ہے اور میں نے اس پر لبیک کہہ دیا ہے (لھٰذا میری وصیت کوغور سے سنو) بیشک میں تمھارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں جن میں سے ایک دوسرے سے بزرگ ہے کتاب خدا (قرآن) اور میری عترت لھٰذا دھیان رکھو کہ کس طرح تم ان دونوں کے سلسلے میں میری مدد کرتے ہو۔اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدانھیں ہوں گے یہاں تک کہ (روزقیامت) حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے اس کے بعد فرمایا:

یقینا خدا میرا مولیٰ ہے اور میں ہر مومن کا مولیٰ ہوں اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک کو پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں ([20])

مسلم نے صحیح ([21]) میں اور طبرنی نے معجم الکبیر ([22]) میں اور ان کے علاوہ دوسرے افراد نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

نبی اکرم نے جن مواقع پر حدیث ثقلین بیان فرمائی ہے ان میں سے ایک مدینہ منورہ ہے جب آپ سفر سے واپس آئے تھے۔

چنانچہ ابن مغازلی شافعی نے اپنی مناقب میں حاکم سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا (ﷺ) سفر سے واپس آئے تو (آپ کے چہرے کا رنگ متغیر تھا اور آپ گریہ فرمارہے تھے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اوراسی حالت میں آپ نے ایک بلیغ خطبہ دیا۔اور فرمایا: اے لوگو! دو بہت ہی قیمتی چیزیں تمھارے درمیان بطور جانشین چھوڑ کر جارھا ہوں کتاب خدا (قرآن) اور میری عترت ([23]) یہ حدیث پیغمبر اسلام آخری خطبے میں بھی ذکر کی گئی ہے۔

ینابیع المودۃ میں حموینی نے امام علی علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا: نبی اکرم نے اپنے آخری خطبے میں (جس روز خدا تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کی) فرمایا: دو چیزوں کو تمھارے سپرد کر کے جارہا ہوں اگر ان سے متسک رہے تو ھر گز گمراہ نھیں ہو گے کتاب خدا اور میری عترت۔خداوند مہربان وآگاہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ یہ دونوں ہر گز جدا نہں ہوں گے یہاں تک کہ قیامت کہ دن حوض کوثر مجھ سے ملاقات کریں گے۔اس طرح سے پھر دونوں ہاتھوں کی انگشت شھادت کو ملا کر فرمایا ایسے ([24])

اس کے بعد انگشت شھادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر فرمایا ایسے نھیں۔ لھذا ان دونوں سے متمسک رہو ان سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو (ورنہ) یقینی طور پر گمراہ ہوجاؤ گے۔([25])

غیبتہ النمانی([26]) اور ارجح المطالب ([27]) میں اس حدیث کے مثل روایت کی گئی ہے۔ان مواقع میں جہاں آپ نے حدیث ثقلین ارشاد فرمائی حالت بیماری بھی ہے جس میں آپ کی وفات ہوئی۔

چنانچہ ینابیع المودۃ میں (علاّمہ قندوزی) نے لکھا ہے کہ: ابن عقدہ نے عروۃ بن خارجہ کے طریقے سے جناب زہرا سلام اللہ علیھا سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا: کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے (اس بیماری

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی حالت میں جس میں آپ کی وفات ہوئی) سنا آپ نے فرمایا: (جبکہ آپ کا حجرۂ مبارک اصحاب سے بھرا ہوا تھا) اے لوگو! عنقریب قبض روح کے بعد تمھارے درمیان سے چلا جاؤں گا ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں تا کہ تمھارے لئے حجت رہے۔

جان لو کہ! درحقیقت تمھارے درمیان اپنے خدا کی کتاب اور اپنی عترت کو بطور جانشین چھوڑ کر جا رہا ہوں اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک کو پکڑ کر فرمایا: یہ علی علیہ السلام قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی علیہ السلام کے ساتھ ہے۔

دونوں ایک دوسرے سے جدا نھیں ہوں گے اور ان میں فاصلہ نہیں ہوگا یہاں تک کہ روز محشر حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔ اس وقت میں تم لوگوں سے سوال کروں گا کہ تم لوگوں نے ان دونوں کے بارے میں میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا ([28])

ابن حجر کا کہنا ہے کہ۔ ([29]) بعض سندوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حدیث ثقلین کو عرفہ میں بیان فرمایا ہے۔ دوسرے طریقے سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کو غدیر خم میں بھی بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح اور ایک طریقہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کو مدینے میں ذکر فرمایا ہے جبکہ آپ بستر بیماری پر تھے اور اصحاب سے آپ کا حجرۂ مبارک بھرا ہوا تھا۔ دوسری جگہ کھا گیا ہے کہ طائف سے واپسی پر آپ نے حدیث ثقلین کو بیان کیا ہے جبکہ آپ کھڑے ہوئے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مختلف طریقوں سے حدیث ثقلین کا فرمانا کسی قسم کے منافات کا سبب نہیں ہے۔ اس لئے کہ رحلت پیغمبر کے بعد لوگوں کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

ہدایت ورہبری کے لئے قرآن وعترت کی اہمیت کے پیش نظر آپ نے اس حدیث کومختلف مواقع پر متعدد بار فرمایا ہے۔([30])
اوراسی طرح سے اس کو بار بار دھرانا نہایت ہی سودمند تھا کیونکہ یہ کام:
اولاً:
قرآن وعترت کی اہمیت کی خاطر تھا۔ وثانیاً: کسی کے لئے کوئی عذر کا موقع نہ چھوڑنے کی خاطر تھا۔ جیسا کہ خود پیغمبر نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے(ایسا امر تمھارے لئے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ تمھارے لئے حجت رہے)۔
حدیث ثقلین (مختلف زمان ومکان میں مثلاً عرفہ، منیٰ، غدیر خم، اور آخری خطبہ جو کہ رسول اکرم (ﷺ) نے وفات سے پہلے ارشاد فرمایا تھا) لوگوں کے عظیم الشان رہبر کی جانب سے اس لئے بیان ہوئی کہ آپ کو اسلام ومسلمین کی حیات پر اختیار تام حاصل تھا۔ لھٰذا (رسول خداؐ کی جانب سے) اس حدیث کا بار بار دھرانا جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے خاص طور سے ایام ومقامات پر جبکہ شدت تمازت آفتاب زوروں پر تھی اور لوگوں کا اژدہام تھا (یعنی میدان غدیر خم میں) خصوصاً آپ کی حیات طیبہ کے آخری ایام میں اور آپ کا اپنی وفات کے بارے میں مطلع کرنا تا کہ مسلمان اس کی اہمیت کو محسوس کریں۔ اور برادرن اسلامی پر واجب ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس حدیث کے مطالب توجہ فرمائیں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔
ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو دیکھیں کہ آیا ہم قرآن وعترت رسول سے متمسک ہیں یا نھیں؟
خدا گواہ ہے کہ حدیث شریف مسلمان کی رہبری کی وضاحت اور اتحاد

jabir.abbas@yahoo.com

واتفاق کے مسئلہ کو آسان بنانے کے لئے کافی ہے۔
فکر کریں غور وخوص کریں اور اپنے اصلاح نفس کے لئے کوشاں رہیں اور حق حقیقت کا اعتراف کریں اس لئے کہ یہ راہ حق ہے اور پیغمبر اسلام نے (متعدد مقامات اور بڑے ہی سخت مواقع پر) اس کی وصیت وسفارش کی ہے لھٰذا اس کی مخالف نہ کریں۔
مختلف زمان ومکان میں حدیث ثقلین کی نشر واشاعت اور اس میں وقت اور تفکر ہم پر واجب ہے اور ہماری یہ عمل درحقیقت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی ہے جیسا کہ جناب ابوذر ؓ نے در کعبہ کی زنجیر کو پکڑ کر لوگوں کے سامنے کہا تھا۔ میں نے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فرماتے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:
تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ایک کتاب اور دوسرے میری عترت یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نھیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔ پس یاد رکھنا تم لوگ دو چیزوں میں میری کس حد تک مدد کرتے ہو۔([31])
حدیث ثقلین سے استدلال
تعیین خلیفہ کے لئے تشکیل دی گئی شوریٰ میں مولائے متقیان نے اپنے آپ کو خلافت کے لئے دوسروں سے زیادہ حقدار ثابت کرنے کے لئے حدیث ثقلین سے استدلال فرمایا تھا۔
ابن مغازلی نے اپنی تمام اسناد کے ساتھ عامر بن واثلہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے: شوریٰ کے دن علی علیہ السلام کے ساتھ حجرہ میں تھا میں نے خود علی (علیہ السلام) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے انھوں نے اہل شوریٰ سے مخاطب ہو کر کہا: میں تمھارے درمیان ایک ایسی چیز سے استدلال

jabir.abbas@yahoo.com

کروں گا کہ عرب وعجم میں سے کوئی بھی اس کو بدلنے کی طاقت نھیں رکھتا۔اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم لوگوں میں سے کوئی ہے جو مجھ سے پھلے وحدانیت خدا پر ایمان لایا ہو۔؟
لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا: نھیں۔(ہم آپ پر سبقت نھیں رکھتے)
یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم لوگ جانتے ہو کہ رسول اسلام نے فرمایا: تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک قرآن دوسرے میری عترت جب تک اس سے متمسک رہو گے ہر گز گمراہ نھیں ہوں گے یہ دونوں ایک دوسرے سے ہر گز جدا نھیں ہوں گے یھاں تک کہ کوثر پر ہم سے ملاقات کریں گے۔لوگوں نے کہا ہاں۔ایسا ہی ہے۔([32])
اسی طرح سے حضرت عثمان کے دور خلافت میں مسجد نبوی میں اصحاب کے درمیان آپ نے اس حدیث سے استدلال فرمایا:
لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کچھ فرمایا ہے جو کہ آپ نے کہا ہے۔([33])
امام حسن بن علی علیہ السلام نے بھی اپنے آپ کو امامت کا حقدار ثابت کرتے ہوئے اس حدیث کو بطور استدلال پیش کیا ہے۔
شیخ سلیمان قندوزی نے ینابیع المودۃ میں مناقب ہشام بن حسان سے روایت کی ہے۔جب لوگوں نے امام حسن علیہ السلام کی بیعت کرلی تو آپ نے فرمایا: ہم خدا کی فوج ہیں جو کہ غالب وفاتح ہیں۔ہم عترت رسول ہیں جو کہ ان کے نزدیک ترین افراد ہیں ہم ہی رسول کے طیب و طاہر اہل بیت ہیں ہم وہ دو گرانقدر چیزوں میں ایک ہیں جس کے بارے میں ہمارے جد محترم نے امت کے درمیان جانشینی کا اعلان کیا تھا ہم

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدا کی کتاب ثانی ہیں جس میں تمام چیزیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں باطل کسی بھی راستے سے ان میں نفوذ نھیں کرسکتا۔([34])

تیسری فصل

سلسلۂ سند حدیث ثقلین

۱۔عنقریب (موت کے لئے) بلایا گیا ہوں میں نے اس پر لبیک کہی ہے اور تمھارے درمیان دو گرنقدر چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں کتاب خدا جو آسمان سے لیکر زمین تک ایک آویزان ریسمان ہے اور میری عترت۔ خداوند علیم وخبیر نے مجھ کو اطلاع دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نھیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔پس دھیان رکھو کہ تم لوگ اس دو امر میں میری کس طرح سے حماعت کرتے ہو۔([35])

۲۔درحقیقت تمھارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑ کر جارھا ہوں کہ اگر اس سے متمسک رہے تو ھرگز گمراہ نہ ہوگے اور وہ دو چیزیں قیمتی ہیں کہ جس میں سے ایک کا رتبہ دوسرے سے بلند ہے۔

اور غدیر خم کے موقع پر رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس فقرے کا اضافہ کیا ہے۔(پس دھیان رکھو کہ ان دو چیزوں میں تم لوگ کس طرح سے میری مدد کرتے ہو یقینا یہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل جدا نھیں ہوں گے یہاں تک کہ روز محشر حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے) اس کے بعد فرمایا (خدا میرا مولا ہے میں ہر مومن کا مولیٰ ہو) اس بعد حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک کو پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔([36])

۳۔غدیر خم میں بھی رسول نے فرمایا: اپنے اھلبیت کے بارے میں تمھیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یاددھانی کراتاہوں (کہ ان کے حق کالحاظ کرنااوران کی پیروی کرنا) اور تین دفعہ اس جملہ کو دھرایا۔([37])

۴۔رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (جس دن آپ کی وفات ہوئی اسی دن آخری خطبہ میں) فرمایا: یقیناتمھارے درمیان دو چیزیں جھوڑ کرجارھا ہوں اگران سے مستمک رہےتوھرگزگمراہ نہ ہوگے۔ا۔کتاب خدا۔

۲۔میری عترت۔خدائے رحیم وعلیم نے مجھ سے وعدہ کیاہے کہ دونوں ایک دوسرے سے جدانھیں ہونگےیھاں تک کہ روزمحشرحوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گےان دونوں کی طرح اس کے بعددونوں ھاتھ کی انگشت شھادت کواکھٹاکرکےفرمایا: یوں (اورانگشت شھادت اور انگشت وسطیٰ کوملاکرفرمایا:)

ان دونوں سے اپناواسطہ جوڑلواوران سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ گمراہ ہوجاؤگے۔([38])

۵۔حتمی طور پر اپنے بعد تمھارے درمیان ایسی چیزیں جھوڑکرجارھاہوں کہ اگران سے متمسک رہوگےتوہرگزگمراہ نہ ہوں گےکتاب خداجوکہ تمھارےسامنے ہےدن ورات اس کو پڑھواورقرآن میں وہ سب کچھ ہے جوتم چاھتے ہواورپسندکرتے ہو۔

ایک دوسرے کےرقیب نہ بنوایک اوردوسرے سے حسدنہ کرودشمنی نہ کرو آپس میں برادرانہ رویہ اختیارکروکیونکہ خدانےتمھیں اس بات کاحکم دیا ہے۔آگاہ ہوجاؤ(ان نصیحتوں کے بعد) تمھیں اپنی آل علیھم السلام کے لئے وصیت وسفارش کررہاہوں۔([39])

۶۔لھٰذا ان (قرآن وعترت) سےآگے بڑھنے کی کوشش نہ کرناورنہ نتیجہ ہلاکت ہےان کوکوئی چیزنہ سکھاؤکیونکہ یہ تم سے زیادہ علم رکھنے والے اور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

دانا ہیں([40])

۷۔میری عترت سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ (گمراہ ہوکر) مرو گے اپنے آپ کو علوم و معارف اھلِ بیت میں ان سے بے نیاز نہ سمجھو کیونکہ تمھیں موت آنے والی ہے۔یقیناان کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے الگ ہوا ہلاک ہوا۔ان کی مثال تمھارے درمیان بنی اسرائیل کے باب حطہ([41]) کی سی ہے جو کوئی اس میں داخل ہوا خدا نے اس کو معاف کر دیا۔آگاہ ہو جاؤ کہ میری عترت میری امت کے لئے امان ہے۔

پس میری عترت جس وقت چلی جائے گی تو میری امت تک وہ چیز پہنچے گی جس کا وعدہ کیا جا چکا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند تعالیٰ نے ان کو گمراھی سے دور رکھا ہے برائی و کثافت و گناہ سے ان کو منزہ رکھا ہے اور تمام عالم پر ان کو فوقیت بخشی ہے۔جان لو کے خداوند کریم نے ان کی محبت کو واجب قرار دیا ہے اور ان کی موت و پیروی کا حکم دیا ہے۔([42])

۸۔درحقیقت تمھارے درمیان دو قیمتی چیزیں چھوڑ کر جا رھا ہوں۔

ا کتاب خدا۔۲۔میری عترت۔جان لو کہ یہ دونوں میرے بعد تمھارے درمیان میرے جانشین ھیں اور دونون ہرگز ایک دوسرے سے جدا نھیں ہوں گے یھاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔([43])

۹۔یقینا تمھارے درمیان اپنے دو جانشین چھوڑ رہا ہوں۔کتاب خدا جو کہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نھیں ہوں گے یہاں تک کہ (روز محشر) حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔([44])

jabir.abbas@yahoo.com

۱۰۔درحقیقت امت کے درمیان دو جانشین چھوڑ کر جارہا ہوں۔قرآن اور میرے اھلبیت علیہم السلام۔یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نھیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔([45])

۱۱۔حقیقتاً میرے رحیم وخبیر خدا نے مجھ کو خبر دی ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نھیں ہوں گے یھاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔اوران دونوں کے لئے میں نے یہ خدا سے خواست کی ہے۔لھٰذا ان سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا اور اپنے آپ کو بے نیاز نہ سمجھنا۔ورنہ(گمراہ ہوکر) مروگے اوران کو کچھ سکھانے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ تم سے زیادہ علم رکھنے والے اور دانا ھیں جس پر بھی مجھے اس کے آپ سے زیادہ حق ولایت واطاعت ہے علیؑ اس کے سر پرست وولی ھیں۔خدایا جو علیؑ کو دوست رکھے اس کو دوست رکھ اور جو علیؑ سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ۔([46])

۱۲۔رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جحفہ میں دوران خطبہ ارشاد فرمایا: کیا میں تمھارے نفسوں پر تم سے زیادہ حق نھیں رکھتا؟سب نے یک زبان ہو کر کہا کیوں نھیں۔یارسول اللہ۔اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: پس یقینا تم کو دو حقیقت کے بارے میں ذمہ دار سمجھتا ہوں۔قرآن اور میری عترت۔([47])

حدیث کی افادیت

حدیث ثقلین سے حسب ذیل مطالب کا استفادہ ہوتا ہے۔

۱۔پیغمبر اکرم کا اپنی موت کے بارے میں اطلاع دینا کہ جس پر بہت ساری روایات دلالت کرتی ہیں مثلاً آپؐ نے فرمایا: (میری موت

jabir.abbas@yahoo.com

نزدیک ہے اور میں اس کے لئے آمادہ ہوں)([48])

نیز آپ نے فرمایا : (خدائے عزوجل نے مجھے بذریعہ وحی اس بات کی اطلاع دی ہے کہ میری موت کا وقت آچکا ہے ۔)([49])

اپنی موت کے بارے میں پیغمبر کا خبر دینا اس بات کا غماز ہے کہ رسول اپنی رحلت کے بعد اپنی امت کے وظیفوں اور ذمہ داریوں کو بیان فرمانا چاہتے تھے تا کہ امت مسلمہ کو ان کے حال پر نہ چھوڑیں اور ایسی باتیں قرین عقل ھیں ۔

اور حقیقت حال یہ ہے کہ نبی اکرم جیسی عظیم شخصیت کی حامل بابرکت ذات اس بات پر کیسے راضی ہوجاتی کہ ان کی وفات کے بعد امت مسلمہ کو ان کے حال پر چھوڑ دیں ۔ جبکہ آپ ؐ کو اسلام پھیلانے اور پھنچانے میں بے شمار مصائب وآلام سے دو چار ہونا پڑا ہے ۔ لٰھذا حکمت خدا اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ان باتوں کے لئے راضی ہونا بعید از عقل ہے ۔

۲ ۔ خدا کی کتاب (قرآن) اور میری عترت طاھرہ کا امت کے درمیان چھوڑنا ان کی خلافت وجانشینی کے معنیٰ میں ہے اس بنا پر قرآن وعترت رسول ، امت مسلمہ کے لئے رسول کے جانشین وخلیفہ ہیں اور ان کا آپس میں ہم آھنگ ہونا اور متضاد نہ ہونا رسول کے قائم مقام ہونے پر دلالت کرتا ہے ۔ اسی وجہ سے بعض روایات میں ان دونوں کو خلیفہ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے ۔

احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا : درحقیقت میں نے تمھارے درمیان دو خلیفہ (خلیفتین) رکھ چھوڑا ہے ۔ ([50])

ابن سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہ۔ میں تمھارے درمیان دو قیمتی چیزیں بطور جانشین چھوڑ رہا ہوں۔
قرآن اور عترت۔([51])

یا آپ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزوں کو جانشین اور خلیفہ قرار دیتا ھوں۔([52]) درحقیقت تمھارے درمیان دو بہت قیمتی امر کو خلیفہ قرار دیتا ہوں۔([53])

عترت طاھرہ کو خلیفہ بنانا اور ان کو اپنا مقام دینا اس بات کو متقاضی ہے کہ یہ (عترت رسولؐ) تمام رسالتی کمال و جمال کے حامل ہیں۔

اسی واسطے احادیث میں مفہوم (خلیفہ) عترت کی سیاسی و علمی امامت و مرکزیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور رسول ﷺ وہ کا فرمان جس میں آپ نے بغیر کسی قید و شرط کے ان کی پیروی کا حکم دیا ہے اور ان سے آگے بڑھنے اور ان سے پیچھے رہ جانے کی ممانعت فرمائی ہے اسی افادیت و مرکزیت پر دلالت کرتا ہے۔

مگر افسوس کہ پیغمبر کی اتنی تاکید کے باوجود امت مسلمہ نے اہل بیت علیھم السلام کی پیروی نہ کی اور ان کی حقوق کی مراعات نہ کی اور ان کی امامت وولایت کو قبول نہ کیا اور جس راہ پر خود چاہا چل پڑے (جب کہ متعدد مقامات اور مختلف اوقات میں رسول نے ان کی اتباع کا حکم دیا تھا خاص طور سے غدیر خم اور قبض روح کے وقت) اور امت نے ان سے احکام وآداب وسنن دینی حاصل نہ کئے اور معارف وعلوم دینی کے لئے ان کی جانب رجوع نہ کیا یہاں تک کہ مجبور ہو کر قیاس۔([54])

ابو یوسف نے اس سوال کو دوبارہ مضحکہ خیز انداز میں دھرایا اور جواب کا منتظر رھا اور کہا کہ خیمہ اور کجاوہ میں کیا فرق ہے؟ آپ نے فرمایا: ابو یوسف تم جس طرح سے اپنی فکر ونظر کے بل بوتے پر قیاس کر رہے ہو ایسا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نھیں ہے تم دین سے کھیل رہے ہو، ہم وہی کچھ انجام دے رہے ہیں جو رسول اکرم (ﷺ) نے انجام دیا۔ اور جو کچھ فرمایا اس کو کہہ رہے ہیں۔ پیغمبر جس قوت کجاوے میں سوار ہوتے تھے۔ (احرام کی حالت میں) سایہ میں نہیں جاتے تھے۔ لیکن خیمہ، گھر، دیوار ان کے سائے میں جاتے تھے۔ (معارف ومعاریف جلد ۴ صفحہ ۱۸۰۷)

استحسان ([55]) کی جانب چلے گئے اس لئے کہ ان کے پاس مکمل سنت کا وجود نھیں تھا۔

اس لئے عمر بن خطاب کی ممانعت کے سبب دوسری صدی ھجری تک احادیث نبوی ([56]) کو نھیں لکھا گیا۔ ([57])

عمر بن عبد العزیز نے جب یہ دیکھا کہ آثار حدیث نبی اکرم (ﷺ) ختم ہو رہے ہیں تو اس نے جمع حدیث کی ممانعت کا حکم ختم کر دیا اور اس زمانے کے بعد سے علماء اھل سنت میں سے، مالک، احمد بن حنبل، بخاری، جیسے افراد نے جو آثار نبوی رہ گئے تھے ان کو قلمبند کرنا شروع کر دیا۔

باوجودیکہ بہت سارے آثار رسول اکرم (ﷺ) فراموشی کی نذر ہو گئے تھے یا ان کے حفظ کرنے والے مر گئے تھے۔ یھاں تک کہ کچھ محققین کا کہنا ہے کہ اھل سنت کے پاس احکام کی پانچ سو روایات سے زیادہ نھیں ہیں۔

بھر حال دوسری صدی ھجری تک سنت رسول اکرم (ﷺ) اھل سنت کے نزدیک نہ ہی جمع ہوئی تھی اور نہ ھی پہچانی جاتی تھی۔ جب کہ آپ کی مکمل سنت مطھرہ عترت طاھرہ کے پاس محفوظ تھیں۔

پھر آخر کیا وجہ تھی کہ علوم آل محمد سے منھ پھیر لیا گیا درآن حالیکہ یہ اھل بیت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کروائے ہیں۔
پیغمبر نے اس کے تحریر کرنے اور اس کی حفاظت کرنے اور اس کو فرزندان علی (علیہما السلام) ابن ابی طالب تک جو کہ امامان امت ہیں پہچانے کا حکم دیا ہے۔
مولائے کائنات نے اس کو اپنے ھاتھوں تحریر فرمایا اور اس کو (اپنے بعد والے ائمہ) تک پہنچایا۔
ب۔ دوسرا فائدہ جو اس حدیث سے حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان علوم کو صرف علی علیہ السلام کے تحریر کروایا ہے حیات پیغمبر میں حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس سے باخبر نھیں تھا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے اس بات کی خواھش کی کہ یہ ان گیارہ فرزندوں تک جو کہ امام امت ہیں، منتقل ہو جائے۔
لھٰذا اب امت مسلمہ پر واجب ہے کہ حلال وحرام اور وہ علم جو کہ ان کے دین کی ضرورت ہے امیر المومنین (علیہ السلام) علیہ السلام اور ان کے گیارہ فرزندوں سے حاصل کریں جو اھل بیت رسول ھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ افراد اسرار او سنت پیغمبر سے باخبر ہیں خزانہ علم اور رسول کے دین مبین کے حامی ہیں۔
ج۔ وہ کتاب جو پیغمبر کی زبان مبارک سے سن کر امیر المومنین (علیہ السلام) علیہ السلام نے تحریر فرمائی ہے اماموں کے پاس رہی ہے اور اسے امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے کچھ اصحاب کو دکھایا بھی ہے تا کہ لوگوں کو اطمینان ہو اور اس طرح سے اتمام حجت ہو سکے۔
محقق عظیم آقای بروجردی فرماتے ہیں۔ لھٰذا ان سے احادیث لینا اور

jabir.abbas@yahoo.com

انھیں سیکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ ان احادیث سے زیادہ اطمینان بخش ہیں جو دوسرے افراد کے پاس ھیں۔([59])

۳۔حقیقت یہ ہے کہ قرآن وعترت سے متمسک رہنا ھر مسلمان پر واجب ہے ایک کو چھوڑ کر دوسرے سے متمسک رھنا غلطی ہے۔کیونکہ ان دونوں سے متمسک رھنے کے لئے حدیث ثقلین میں حکم آیا ہے۔

جس طرح لوگوں کو اس بات کا حکم دیا گیا کہ قرآن سے متمسک رہیں اسی طرح سے حکم دیا گیا کہ عترت سے جڑے رہیں۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ تمھارے درمیان تمام حقیقتوں کو چھوڑ کر جارہا ہوں اگر ان سے متمسک رہے اور وابستہ رہے تو میرے بعد ھرگز گمراہ نھیں نہ ہوگے۔

کتاب خدا شب وروز تمھارے پاس ہے جس میں وہ سب کچھ ہے جس سے تم محبت کرتے ہو اور جو کچھ تم چاھتے ہو۔([60])

اب قرآن کی طرف رجوع کرنے اور اس سے متمسک رھنے کا حکم اس بات کا غماز ہے کہ قرآن ایک واضح اور روشن بیان کرنے والا اور قطعی جواب دھندہ ہے۔امت مسلمہ کا قرآن سے تمسک صحیح نھیں ہے مگر صرف اس حد تک کہ ظورھر قرآن دلیل وحجت ھیں۔اور ظواہر ومحکمات قرآن ھر حال میں ہدایت ونور ھیں۔اگرچہ آیات کی تفصیل اور تفسیر پیغمبر اور عترت پیغمبر کے ذمہ ہے، لھٰذا ظاہر قرآن وضاحت اور تفصیل کی منزلوں میں نھیں ہے جیسے خصوصیات وکیفیت نماز، زکاۃ، حج وغیرہ۔

اسی طرح سے مراتب معارف کی تعیین، اخلاقی۔اجتماعی مسائل، قرآن کی (تفسیر بھی) عترت آل علیھم السلام کے ذمہ ہے۔

بھر حال آل محمد علیھم السلام سے متمسک رھنے سے قرآن کو چھوڑ دینے کا

jabir.abbas@yahoo.com

قطعی جواز نھیں بنتا۔ کیونکہ عترت آل محمد علیہم السلام نے احادیث میں اختلاف کی صورت میں قرآن ہی کو معیار بنایا ہےاور روایات واحادیث کی صحت وصواب کے لئے قرآن کی جانب رجوع کیا ہے۔ اس رو سے قرآن کی جانب رجوع کرنے اور اس سے روشنی طلب کرنے کی تاکید کی گئی ہے، اور اس طرح کی تاکید قرآن کی تلاوت اور اس کے بارے غور وفکر کرنے کی ان کی روشوں سے جدا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا بیان کافی ہوگا۔

آگاہ ہوجاؤ کہ قرآن ایسا نصیحت کرنے والا ہے جو کبھی فریب نھیں دیتا ایسا ہدایت کرنے والا ہے جو گمراہ نھیں کرتا۔ اور ایسا سخنور ہے جو جھوٹ نھیں بولتا جو کوئی اس کا ہم نشین ہوگا وہ زیادتی اور نقصان کے ساتھ اس کے پھلو سے اٹھے گا۔ ہدایت میں زیادتی ہوگی جہل اور کوردلی میں کمی۔

اس بات کو جان لو کہ جو کوئی قرآن رکھتا ہوگا وہ فقر بیچارگی سے محفوظ ہوگا، کوئی بھی اس سے قبل غنی اور بے نیاز نھیں ہوسکتا۔ لھٰذا قرآن سے اپنے لئے شفا اور بھبودی طلب کرو۔

مصائب کی برترفی اور مشکلات میں کامیابی کے لئے قرآن کی مدد حاصل کرو کیونکہ قرآن میں کفر ونفاق وگمراھی وضلالت جیسی بڑی سے بڑی بیماری کا علاج موجود ہے۔ لھٰذا جو کچھ بھی چاھتے ہو قرآن کے وسیلہ سے طلب کرو۔

اور قرآن سے دوستی کر کے خدا کی جانب متوجہ ہو۔ کتاب خدا کے توسل کے علاوہ مخلوقات سے کچھ بھی نہ مانگو۔ (قرآن کو اپنی مادّی آرزوؤں کے توسل کا وسیلہ نہ بناؤ)۔ کیونکہ بندے اس کے توسل سے جو تقرب خدا حاصل کریں گے وہ اس سے زیادہ لائق احترام ہوگا۔

jabir.abbas@yahoo.com

یہ بات جان لو کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے کہ جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور ایسا متکلم ہے جس کی باتوں کی تصدیق ہوگی۔
قرآن جس کی شفاعت کرے اس کی شفاعت ہو جائے گی اور جس کے خلاف شکایت کرے گا اس کی شکایت سنی جائے گی۔([61])
ہمارے امام اور پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: تین افراد کی شکایت خدا کے نزدیک سنی جائے گی، ۱۔وہ ویران مسجد جس میں نماز نہ ادا کی جاتی ہو، ۲۔ایسا عالم جو کہ جاہلوں کے درمیان زندگی بسر کر رھا ہو، ۳۔اور وہ قرآن جو غبار آلود ہو اور اس کی تلاوت نہ کی جاتی ہو۔([62])
نیز آپ نے فرمایا: درحقیقت قرآن رہنمائے ھدایت اور تاریکی میں روشن چراغ ہے لٰھذا تیز بین شخص کو چاہیئے کہ وہ اس میں دقت سے کام لے اور اس کی روشنی سے مستفید ہونے کے لئے اپنی آنکھیں کھولے۔
کیونکہ اس میں تفکر اور تعقل ایک اہل دل کے لئے زندگی وحیات ہے۔
اس لئے کہ اندھیرے میں چلنے والا انسان روشنی ہی کے ذریعہ منزل مقصود تک پھنچتا ہے،
اب اس بات کی طرف آپ کی توجہ ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص صرف ذکر آل محمد علیہم السلام پر اکتفا کرتا ہے اور قرآن کے اوامر ونواھی پر کان نھیں دھرتا تو گویا ایسے شخص نے اھل بیت علیہم السلام سے صحیح تمسک نھیں کیا ہے کیونکہ۔اھل بیت علیہم السلام قرآن کو ہمیشہ ہمیشہ چھوڑ دینے پر کبھی اور قطعی راضی نھیں ہیں۔
اور یہ بات بھی ذہن نشن رہنی چاہیئے کہ اھل بیت علیہم السلام نبی کو چھوڑ کر قرآن پر اکتفا کرنا بھی کسی حال میں صحیح نھیں ھوگا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس لئے کہ تاویل وتفسیر قرآن کریم آل محمد علیہم السلام کے پاس ہے اس کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ قیام عدل، تربیت وتزکیہ نفس اختلافات کی برطرفی اوران کے مانند دوسرے اموریں عترت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قطعی محتاج ہے۔

اس سے بڑھ کر یہ کہ آل محمد علیہم السلام کو چھور کرتنہا قرآن سے تمسک کافی نھیں ہے اس لئے کہ خود قرآن میں آیات ولایت ان کی اطاعت ومودت کوواجب قراردیتی ہیں۔اور (قرآن واھل بیت علیہم السلام) ان دونوں میں سے ہر ایک، جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی وضاحت کی گئی ہے، ایک دوسرے کے لئے خبر دینے والے اورایک دوسرے کوموافق و شانہ بشانہ ہیں۔([63])

بھرکیف ان دونوں سے تمسک واجب ہے اوراس پر حدیث ثقلین میں تاکید بھی کی گئی ہے اور یہ بیان کہ (اگران دونوں سے متمسک رہے تو ہر گز گمراہ نھیں ہوگے)

اوراس کے مانند دوسری روایات میں کئی مقامات پراس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۴۔قراان وعترت کوثقلین کانام دینا شاید اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ یہ دونوں قیمتی ترین، عظیم اور نھایت ہی بلند چیزیں ہیں اور لفظ۔(ثقلین) اپنے تمام تر وجود کے ساتھ عظمت قرآن اور مقام رسول کا پیغام دینے والا ہے۔

عبقات الانوار میں نہایہ ابن اثیر سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ۔ہر صاحب حیثیت جو کہ ایک بلند مقام ومنزلت کا حامل ہواس کو (ثقل) کہتے ہیں۔لھٰذا ان دونوں کو ان کی عظمت کے آشکار کرنے کے لئے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

(ثَقل) کے نام سے یاد کیا ہے۔اس لئے (ثَقل ،ث پر زبر ہے)
آسمانی تمام کتابوں میں سب سے عظیم وبرتر کتاب قرآن مجید ہےاورزندہ معجزہ ہےاوراس کی ضیاباریاں چکمتے سورج کی مانند ہیں خوداعلان پروردگار ہے کہ باطل کسی بھی راہ سے اس میں نفوذ پیدانھیں کرسکتا یہ نور ھدایت ہے۔

اورآل محمدعلیہم السلام کا بھی کسی صورت میں دوسروں سے موازنہ نھیں کیا جا سکتا۔([64])

جس طرح سے انبیاء کادیگرتمام بنی نوع بشر سے موازنہ کرنا غلطی ہے۔اسی طرح سے آل محمدعلیہم السلام کادوسروں سے موازنہ کرناایک ناقابل معافی جرم ہے۔اس لئے کہ مخلوقات پرحجت خدااوراس کے علوم کےخزانے ہیں۔

مولامتقیان امیرالمومنین علیہ السلام نےاھل بیت علیہم السلام کے مقام ومنزلت کوچندفقروں میں واضح کردیا۔آپ نے فرمایا: وہ(اھل بیت علیہم السلام مرکزاسرار،ملجافرمان،منبع علم،مرجع احکام،کتب سماوی کی پناہ گاہ اوردین خدا کی محکم دلیل ہیں)ان کی وجہ سے دین خداکی کمرمضبوط ہوئی۔یہ(دین خدا کے پشت وپناہ ہیں)ان کی وجہ سے دین کوسکون حاصل ہوا۔

آل محمدعلیہم السلام کی کسی بھی شخص کے ساتھ مثال نھیں دی جاسکتی۔اوروہ لوگ جودسترخوان آل محمدعلیہم السلام کے نمک خوارہیں کبھی بھی ان کے برابرنھیں ہوسکتے وہ اساس دین اورارکان یقین ھیں جوحد سے بڑھ گئے ھیں ان کوچاہئے کہ واپس آئیں اورپیچھے رہ جانے والوں کوچاہئے کہ وہ ان سے آکرملحق ہوجائیں۔ولایت وحکومت ان کاحق ہے،رسول اسلام

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

(ﷺ) کی وصیت وو راثت آل رسول کے پاس ہے۔اب حق حقدار کے پاس پلٹ آیا ہے اور ایک بار وہیں آ پہنچا جھاں سے کوچ کر کے گیا تھا۔([65])

بعض اوقات کیا جاتا ہے جیسا کہ زمخشری سے نقل ہوا ہے کہ ثَقَلین میں (ثا) اور (قاف) کے اوپر زبر قرآن وعترت پر اطلاق جن وانس سے ان کی شباہت کی وجہ سے ہے کیونکہ دنیا کا آباد ہونا اور باقی رہنا جنات انسان کے سبب سے ہے۔اس طرح سے دین کی سلامتی قرآن وعترت کے ذریعہ ممکن ہے۔لیکن یہ بات سرے سے غلط ہے کیونکہ کلمہ ثقلین کا قرآن وعترت پر اطلاق از باب تشبیہ ہونے کے لئے کوئی قرینہ نھیں ہے۔

اس بات کا مکان پایا جاتا ہے کہ (ثقل) سے مراد یہ ہو کہ۔ان سے متمسک ہونا ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اطاعت بجالانا ان کے حقوق پر توجہ دینا اور قرآن وعترت کا پورا پورا پاس ولحاظ رکھنا یہ ایک مشکل اور دشوار کام ہے،جیسا کہ بعض اھل لغت ومحدثین نے خیال ظاہر کیا ہے اور حموینی نے اس بارے میں ابی العباس سے روایت کی ہے۔

ابی العباس سے سوال کیا گیا کہ پیغمبر نے قرآن وعترت کو (ثقلین) کے نام سے کیوں یاد فرمایا۔ابی العباس نے جواب دیا:اس لئے کہ ان سے تمسک کرنا ایک سنگین امر ہے۔([66])

دوسری روایت میں ابی العباس سے نقل ہے۔اس لئے کہ ان سے متمسک ہونا اور اس پر عمل پیرا ہونا ایک ثقیل اور سنگین فعل ہے۔([67])

عبقات الانوار میں زھری سے اور تہذیب اللغہ وغیرہ میں اس مطلب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کوذکر کیا گیا ہے۔([68]) کلمہ ثقل کے حرف ثا پر زیر اور قاف پر سکون کے ساتھ، ثقل بھاری بھر کم اور وزنی بوجھ کے معنیٰ میں ہے جو کہ اثقال کا واحد ہے لیکن یہ معنیٰ حدیث کے ظاھر کے خلاف ہے۔

ظاھر حدیث کے مناسب یہ ہے کہ ثقل بطور وصف متعلق بحال موصوف ہے پس یہ دونوں کے واسطے اس لحاظ سے وصف ہے کہ قرآن وعترت خدا ورسول کے نزدیک متین وگرانقدر اور صاحب مقام ومنزلت ہی۔

۵۔عترت۔جیسا کہ نہایہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سب سے زیادہ نزدیکی افراد ہیں۔([69])

عترت سے مراد جیسا کہ صاحب نہایہ نے نقل فرمایا ہے۔صرف وہ افراد ھیں جو رسول اللہ کے منتخب اور نھایت ہی نزدیکی ہیں اور یہ بات یقینی طور سے کھی جاسکتی ہے کہ دوسرے اہل خاندان اس سے خارج ہیں یھاں پر موضوع سے متعلق افراد سارے اہل خاندان نھیں ہیں۔

اس لئے کہ روایت میں جو صفات بیان کی گئی ھیں کہ (وہ قرآن کے ہم پلہ سمجھنا اور معیار حق وھدایت جاننا) عموم افراد کو داخل کر کے ممکن نھیں ہے، بلکہ (عترت) سے مراد (متعدد روایات پیش نظر) صرف اہل بیت علیھم السلام ہیں۔اور یہ وہ افراد ہیں جن کی طھارت کا اعلان قرآن نے کیا ہے یہ پاک اور معصوم رہبران دین ہیں۔

ابن ابی الحدید کا کہنا ہے۔رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عترت کو لوگوں کے سامنے پہچنوا دیا کہ کون لوگ ہیں! جب آپ نے فرمایا: درحقیقت تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جارھا ہوں اس کے بعد فرمایا: (اور عترت جو کہ میرے اھل بیت علیھم السلام ہیں) اور دوسرے مقام پر اہل بیت کے مسئلہ کو واضح کر دیا جس وقت زیر کساء ان کو جمع کیا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

اور جب آیہ تطھیر نازل ہوئی۔([70]) آپ نے فرمایا: خدایا، میرے اھل بیت علیھم السلام ہیں الٰہذان سے رجس کو دور رکھ۔([71])

جرجانی شافعی متوفی ۳۶۵ھ نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ آیہ تطھیر پانچ افراد کی شان میں نازل ہوئی ہے۔رسول خدا (ﷺ)، علی علیہ السلام، فاطمہ علیہا السلام، حسن علیہ السلام حسین علیہ السلام۔([72])

ذھبی نے تلخیص مستدرک میں ام سلمہ ؓ سے روایت کی ہے کہ۔آیت تطھیر میرے گھر میں نازل ہوئی پس رسول خدا (ﷺ) نے علی علیہ السلام، فاطمہ علیہا السلام، حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام کو جمع کر کے فرمایا: خدایا یہ میرے اھل بیت علیھم السلام ھیں۔ام المومنین ام سلمہ ؓ نے عرض کی یارسول اللہ کیا میں اھل بیت میں سے نھیں ہوں۔تو آپ نے فرمایا: تم خیر پر ہو۔اھل بیت یہ ہیں (جو افراد داخل کساء ہیں) خدایا میرے اھل خاندان لائق قدر ہیں۔([73])

اس کے علاوہ بہت سی روایات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آیہٴ تطھیر کے مصداق اھل بیت علیھم السلام رسول کے خاص اہل خاندان ہیں۔

نیز آیہٴ مباھلہ کی تفسیر اھل بیت علیھم السلام کو معین کرتی ہے۔([74]) مسلم نے اپنے اسناد کے ذریعہ سے روایت کی ہے کہ جب آیہٴ مباھلہ نازل ہوئی تو رسول نے علی علیہ السلام، فاطمہ علیہا السلام حسن، حسین کو طلب کر کے فرمایا: خدایا یہ ہی میرے اھل بیت ھیں۔([75]) اسی بنا پر عبقات الانوار میں نقل ہوا ہے کہ بزرگان اھل سنت نے حدیث ثقلین کی بنا پر اھل بیت کی سر براھی کو قبول کیا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

---

[1] ان تمسکتم بهمالن تضلوا ابدا وانهمالن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

[2] قرآن وعترت ایک دوسرے کی ضرورت نہیں ہے اور ہدایت خلق میں ایک دوسرے کے ممدّ ومعاون ہیں۔ کسی ایک سے دوسرے کے بغیر انحراف وگمراھی ہے۔

[3] غاتیہ المرام ۲۱۱ طبع بیروت درالقاموس الحدیث

[4] نفحات الازھار فی خلاصة عبقات الانوار۔ ص۔۲۱۰۔۲۱۹ طبقع اولی ۴۱۴ (عبقات الانوار، ج۔ ۱ طبقع اول ص ۱۳۹۸ طبقع قم از صفحه ۱۳ تا صفحه ۲۵

[5] صواعق محرقه صفحه ۳۴۲ طبقع قاھرہ (مصر) طبقع دوم ۱۹۶۵ صفحه ۲۲۸

[6] صواعق محرقه صفحه ۳۴۲ صفحه ۱۵۰ طبقع قاھر (مصر) طبقع دوم

[7] صواعق محرقه صفحه ۳۴۲ صفحه ۱۵۰ طبقع قاھر (مصر) طبقع دوم

[8] حدیث ثقلین تواتر کے ساتھ ذکر ہے۔

[9] صواعق محرقه صفحه ۳۴۲ طبقع قاھرہ (مصر) طبقع دوم ۱۹۶۵ صفحه۔ ۲۲۸

[10] نفحات الازھار جلد ۲ صفحه ۲۲۷۔۲۳۶

[11] غایه المرام صفحه ۲۳۱

[12] نفحات الازھار جلد ۱ صفحه ۴۹۱

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

[13] نفحات الازھار جلد۱ صفحہ۴۹۳

[14] یہ بات فیض الغدیر میں جلد ۲ صفحہ ۱۵ پر ان کے حوالے سے نقل کی گئی ہے۔

[15] نفحات الازھار جلد ۱ صفحہ ۴۸۳

[16] قصویٰ۔ تیز رفتاری کے باعث اس کو قصویٰ کیا جاتا تھا۔

[17] سنن ترمذی جلد ۵ صفحہ، ۳۲۷۔ ۳۲۸ شمارۂ حدیث ۳۸۸۴

[18] یہ مشہور خطبہ ہے جو کہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا ہے۔۔

[19] بصریٰ شام کے ایک شہر کا نام ہے صنعا یمن کا ایک قصبہ ہے۔ اور وازۂ شام کا ایک گاؤں ہے۔

[20] مستدرک الحاکم جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ مسند نسائی۔ کتاب الخصائص صفحہ ۱۵۰

[21] صحیح مسلم جلد ۵ صفحہ ۲۵ ش۔ ۲۴۰۸

[22] المعجم الکبیر۔ ۵۔ صفحہ ۱۶۶۔ ۴۹۶۹ (ابن حجر نے صواعق محرقہ میں صفحہ ۴۳ پر درج کیا ہے (طبع قاھرہ)

[23] احقاق الحق جلد ۹ صفحہ ۳۵۵

[24] المسبّحہ۔ انگشت شہادت

[25] ینابیع المودۃ صفحہ ۱۱۷۔ ۱۱۶۔ طبع استنبول (ترکی)

[26] غیبۃ النعمانی صفحہ ۴۳

[27] ارجح المطالب صفحہ ۳۱۴ طبع الاھور (پاکستان)

[28] ینابیع المودۃ صفحہ ۳۸

[29] ہم نے ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ حدیث ثقلین مختلف طرق سے روایت ہوئی ہے۔ صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۸ طبع قاھرہ۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

[30] حدیث ثقلین۔آقای شیخ قوام الدین وشنوی صفحہ ۱۴۔ ۱۳۔
صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۰ طبقع قاھرہ۔

[31] ینابیع المودۃ صفحہ ۳۷۔۳۸

[32] المناقب لابن مغازلی صفحہ ۱۱۲۔۱۱۵

[33] امیرالمومنین (علیہ السلام) نے عترت نبی اکرم کے بارے میں فرمایا۔تم لوگ کہاں جارہے ہو۔تمھارارخ کس جانب ہے۔پرچم حق لہرارھاہے اس کی علامتیں آشکارہیں۔جبکہ ہدایت کے چراغ روشن ہیں لوگ بھٹک کرکہاں جارہے ہو۔کیوں سرگردان ہو۔درآں حالیکہ عترت رسول تمھارے درمیان وہ ہے (عترت رسولؐ) زمام حق، پرچم دین، اورزبان صدق ہیں۔اوروہ بہترین منزل، (پاک وپاکیزہ دل) جہاں قرآن کومحفوظ رکھتے ہیں ان کووہیں محفوظ کرلو۔پیاسوں کی مانند اس کے شفاف چشمے پرٹوٹے پڑو۔اے لوگو!اس حقیقت کوپیغمبراسلام سے سیکھو کہ (جوکوئی ہم سے مرتاہے وہ درحقیقت مرتانھیں۔) اورہم میں سے کوئی چیزپرانی نہیں ہوتی۔پس جس چیزکاعلم نھیں رکھتے اس کے بارے میں کچھ نہ کہوکیونکہ بہت سارے حقایق ایسے میں ہوتے ہیں جن کاتم انکار کرتے ہواورجس کے خلاف کوئی دلیل نھیں رکھتے ہواس سے عذرخواھی کرواوروہی ہوں۔کیامیں نے تمھارے درمیان ثقل اکبر (قرآن) پر عمل نہیں۔کیااورثقل اصغر (عترت رسول) کوتمارے درمیان زندہ نھیں رکھا؟ کیاپرچم ایمان کوتمھارے درمیان نصب نھیں کیا؟ کیاحلال وحرام سے تم کوآگاہ نھیں کیا؟ کیاایسانھیں ہے کہ لباس عافیت کو (عدل) کے ساتھ تمھارے زیب تن نھیں کیا؟ اورنیکوں کواپنے قول وفعل سے تمہارا ہے درمیان پھلایااورانسانی اخلاقی ملکہ سے تمھیں روشناس کرایا۔لھذا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اپنے وھم وگمان کو ایسی جگہ استعمال نہ کرو جس کی گھرائی تمھاری آنکھیں دیکھ نھیں سکتی۔ اور پرواز فکر پہنچ نہیں سکتی۔ ینا بیع المودۃ صفحہ ۱۱۴۔۱۱۶ باب ۳۸ المعجم المفھرس الفاظ نھج البلاغہ، صفحہ ۳۷۔ حصہ خطبات۔ خطبہ ۸۷

[34] ینابیع المودۃ صفحہ ۲۱

[35] مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۷

[36] مستدرک الحاکم جلد ۳ صفحہ ۱۰۹

[37] احمد ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۳۶۷

[38] ینا بیع المودۃ صفحہ ۱۱۷۔۱۱۶

[39] ارجح المطالب صفحہ ۳۴۱

[40] المعجم الکبیر جلد ۳ صفحہ ۶۳ حدیث ۲۶۸۱ کے ذیل میں۔

[41] باب حطہ سے مراد اریحا یا بیت المقدس ہے۔

[42] نفحات الازھار۔ نقل از کتاب الاربعین فی فضائل امیر امومنین مخطوطہ جلد ا صفحہ ۳۷۴

[43] فرائد السمطین جلد ۲ صفحہ ۱۴۴

[44] احیاء الاموات، السیوطی صفحہ ۶۴ طبع دار العلوم صفحہ ۴۸ طبع بیروت

[45] مجمع الزوائد صفحہ ۱۶۲

[46] المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۵ صفحہ ۱۶۷ حدیث ۴۹۷۱ کے ذیل میں۔

[47] حلیۃ الاولیاء جلد ۹ صفحہ ۱۶۴ حیاء المیت صفحہ ۵۷۔۵۸ طبع دار لعلوم صفحہ ۳۸ طبع بیروت

[48] إنی اوشك ان ادعیٰ فاجیب۔

[49] إن اللہ عزوجل اوحیٰ انی مقبوض۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

[50] اِنی تارک فیکم خلیفتین ۔مسند احمد بن خنبل جلد ۵ صفحہ ۱۸۲۔
۱۸۹ ینابیع المودۃ صفحہ ۳۸

[51] ایھا الناس اِنی ترکت فیکم الثقلین خلیفتین ۔نفحا الازھار جلد ا صفحہ
۱۴۵۹ از تفسیر انوری (مخلوط)

[52] اِنی مخلف فیکم الثقلین سمطۃ النجوم ۔ العوالی،
جلد ۲ صفحہ ۵۰، نفحات الازھار جلد ۲ صفحہ ۱۰۹

[53] قد خلفت فیکم الثقلین ۔ ینابیع المودۃ صفحہ ۳۹

[54] قیاس سے مراد ۔قیاس مستنبط العلۃ یعنی جب مقید آیات واحادیث میں کسی قسم کی علت نہ پائے تو اپنے پاس سے ایک علت گھڑ لے، رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: دین میں قیاس نہ کرو کیونکہ قیاس کے ذریعہ دین کو نھیں سمجھا جاسکتا اور پھلا وہ شخص جس نے قیاس کیا تھا ابلیس تھا، آپ نے فرمایا: جو کوئی دین میں قیاس کرے گا گویا اس نے مجھ پر افترا پردازی کی ۔ایک دفعہ ابو یوسف اہل سنت کے معروف فقیہ نے دوران حج امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملاقات کی اور عرض کی ۔ آپ کیا فرماتے ہیں: اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مُحرم کجاوے میں سوار ہے تو کیا سایہ میں جاسکتا ہے ۔آپ نے فرمایا: نھیں ۔
اس نے کہا: اگر خیمہ میں ہے تو کیا خیال ہے؟ آپ فرمایا: ہاں ۔

[55] استحسان کا معنی یہ ہے کہ کسی حکم کا اثبات اور صورت میں کرے کہ اس کو وہ حکم پسند ہے بغیر اس کے کہ اس پر کوئی شرعی دلیل ہو ۔

[56] ابن عبد البر نے کتاب جامع بیان العلم و فضلہ میں لکھا ہے کہ ۔عمر بن خطاب نے سنت کو لکھنا چاہا مگر پھر ان کا نظریہ تبدیل ہو گیا لھذا انھوں نے تمام (دور ونزدیک کے) شہروں میں یہ حکم لکھ بھیجا کہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جتنی چیزیں بھی سنت سے متعلق لکھی گئی ہیں ان کو مٹا دیا جائے۔ جامع بیان العلم جلد ۱ صفحہ ۶۵ نقل از کتاب۔ فاسئلو اهل الذکر۔ سماوی تیجانی صفحہ ۶۱ تا ۲۳۔

[57] عمر بن عبدالعزیز جب حکومت پر قابض ہوا تو اس نے ابو بکر حزمی سے خواہش ظاہر کی کہ احادث وسنت نبوی اور عمر بن الخطاب کی باتوں کو لکھ ڈالے۔ کتاب سنت واقعی جلد ۱ صفحہ ۹۴۔

[58] امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ ہمارے پاس ایک ایسی مکمل کتاب ہے جس کو طول ستر (۷۰) ہاتھ ہے پیغمبر کی زبانی امیر المومنین (علیہ السلام) علیہ السلام کی تحریریں ہیں اور کوئی ایسا حلال و حرام نھیں ہے کہ لوگ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوں اور اس میں نہ ہو اور ھر طرح کے حکم حتی ہلکی سی خراش کے بارے میں بھی حکم موجود ہے۔ اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۲۳۹۔ کتاب بصائر الدرجات صفحہ ۱۴۵۔ ۱۴۴۔ بخاری نے خود اپنی صحیحہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب علی علیہ السلام کے پاس تھی اور اس بات کا کئی باب میں تکرار بھی کیا ہے۔ لیکن اپنی عادت کے تحت ان مطالب کو کسی بھی فصل یا باب میں ذکر نھیں کیا ہے۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۶ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۲۱ جلد ۴ صفحہ ۶۷ صحیح مسلم جلد ۴ صفحہ ۱۱۵۔ اهل سنت واقعی جلد ۱ صفحہ ۸۴۔

[59] جامعۃ الاحادیث جلد ۱ صفحہ ۱۲۔ ۷

[60] ارجح المطالب صفحہ ۳۴۱ ھوا نقل از کتاب احقاق الحق جلد ۹ صفحہ ۱۳۷

[61] نہج البلاغہ ترجمہ فیض الاسلام خطبہ ۱۷۶۔

[62] اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۴۴۹۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

[63] غایۃ المرام صفحہ ۲۲۶ روایت ۳۶۔

[64] اس لئے کہ دوسرے افراد کسی بھی میدان میں ان کے مدمقابل آنے کی سکت نھیں رکھتے ہیں۔

[65] نھج البلاغہ خطبہ ۲ ترجمہ فیض الاسلام۔

[66] فرائد السمطین جلد ۲ صفحہ ۱۴۵۔

[67] تہذیب اللغۃ جلد ۹ صفحہ ۲۸۔

[68] نفحات الازھار جلد ۲ صفحہ ۲۵۱

[69] النھایہ۔ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۷۷ عترت الرجل۔اخص اقاربہ

[70] سورۂ احزاب آیت ۳۳۔

[71] شرح نھج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۶ صفحہ ۳۷۶۔۳۷۵۔

[72] الکمال فی الرجال جلد ۶ صفحہ ۲۰۸۷ طبع بیروت نقل از احقاق الحق جلد ۲۴ صفحہ ۶۰،۵۹۔

[73] احقاق الحق جلد ۲ صفحہ ۵۱۹ از تلخیص مستدرک۔مستدرک کے ذیل میں طبع ہوئی جلد ۳ صفحہ ۴۱۶ طبع حیدرآباد۔

[74] آل عمران آیہ ۶۱۔

[75] صحیح مسلم جلد ۴ صفحہ ۱۸۷۱۔مسلم ترمذی وابن المنذر اور حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں سعید ابن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ جب آیہ <قل تعالوا...> نازل ہوئی تو رسول نے علی، فاطمہ حسن حسین علیھم السلام کو طلب فرمایا: اور کہا: خدایا یہ ہی میرے اھل بیت علیھم السلام ہیں۔احقاق الحق جلد ۳ صفحہ ۵۹۔۵۸۔

jabir.abbas@yahoo.com

کیا معاویہ کاتب وحی تھا؟

جو چیز ہمیں روایات اور تاریخی کتب سے ملتی ہے اور ثابت شدہ ہے، وہ یہ ہے امیر المومنین علی علیہ السلام، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور کاتب وحی تھے لیکن معاویہ بن ابوسفیان کا بھی کاتب وحی ہونا ثابت نہیں ہے اور اہل سنت کے بزرگ علماء نے اس بات کو بنوامیہ کا شاخسانہ قرار دیا ہے۔

معاویہ کا کاتب وحی ہونے کی روایت کی تحقیق:

اہل سنت کے منابع میں اہم ترین روایت جو معاویہ کو کاتب وحی ہونا بتاتی ہے وہ صحیح مسلم نیشاپوری کی روایت ہے۔

روایت یہ ہے

حدثني عَبَّاسُ بن عبد الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَأَحْمَدُ بن جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قالا حدثنا النَّضْرُ وهو بن مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ حدثنا عِكْرِمَةُ حدثنا أبو زُمَيْلٍ حدثني بن عَبَّاسٍ قال كان الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إلى أبي سُفْيَانَ ولا يُقَاعِدُونَهُ فقال لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يا نَبِيَّ اللَّهِ ثَلَاثٌ أَعْطِنِيهِنَّ قال نعم قال عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أبي سُفْيَانَ ازوجكها قال نعم قال وَمُعَاوِيَةُ تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بين يَدَيْكَ قال نعم قال وَتُؤَمِّرُنِي حتى أُقَاتِلَ الْكُفَّارَ كما كنت أُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ قال نعم قال أبو زُمَيْلٍ وَلَوْلَا أَنَّهُ طَلَبَ ذلك من النبي صلى الله عليه وسلم ما أَعْطَاهُ ذلك لِأَنَّهُ لم يَكُنْ يُسْأَلُ شيئا إلا قال نعم .

ابن عباس کہتے ہیں: مسلمین ابوسفیان کا احترام نہیں کرتے تھے اور اس

jabirabbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اجتناب کرتے تھے تو ابوسفیان نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے عرض کی کہ : میں آپ سے تین چیزوں کا طلبگار ہوں اور اس کی خواہش ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہو ابوسفیان نے کہا میرے پاس میری بیٹی ام حبیبہ عرب کی خوبصورت اور جمیل ترین عورت ہے میں اس کی شادی آپ سے کرتا ہوں آپ نے فرمایا قبول ہے ۔ کہا اور معاویہ کو اپنے لئے کاتب قرار دیں۔آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مجھے امیر قرار دیں تا کہ کفار سے جنگ کروں جس طرح مسلمانوں سے جنگ کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا منظور ہے ابوزمیل کہتا ہے اگر ابوسفیان، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سے طلب نہیں کرتا تو اسے عطا نہ کرتے اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سوال کو رد نہیں کرتے ہیں۔

النيسابوری، مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيری (متوفی261ھ)، صحيح مسلم، ج 4 ص 1945، ح2501 ، كِتَاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ، 40بَاب من فَضَائِلِ أبي سُفْيَانَ بن حَرْبٍ، تحقيق : محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر : دار إحياء التراث العربي - بيروت.

نووی (متوفی676ھ) اس روایت کی شرح میں لکھتے ہیں :

واعلم أن هذا الحديث من الاحاديث المشهورة بالاشكال ووجه الاشكال أن أبا سفيان إنّما أسلم يوم فتح مكة سنة ثمان من الهجرة وهذا مشهور لا خلاف فيه وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد تزّوج أم حبيبة قبل ذلك بزمان طويل.

قال أبو عبيدة وخليفة بن خياط وإبن البرقي والجمهور:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تزوّجها سنة ست وقیل سنة سبع....
قال القاضی :والذی فی مسلم ھنا أنّه زوّجها أبو سفیان غریب جدّاً وخبرھا مع أبی سفیان حین ورد المدینة فی حال کفرہ مشھور ولم یزد القاضی علی ھذا .
وقال ابن حزم ھذا الحدیث وھم من بعض الرواۃ؛ لأنّه لا خلاف بین الناس أنّ النبی صلی اللہ علیه وسلم تزّوج أم حبیبة قبل الفتح بدھر وھی بأرض الحبشة وأبوھا کافر وفی روایة عن ابن حزم أیضاً أنّه قال :موضوع.
قال :والآفة فیه من عِکرِمَة بن عمار الراوی عن أبی زمیل....

یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جس پر اعتراض اور اشکال مشہور و معروف ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یقینا ابو سفیان فتح مکہ 8 ہجری میں مسلمان ہوا ہے جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے ام حبیبہ سے فتح مکہ سے بہت پہلے شادی کر رکھی تھی۔
ابو عبیدہ، خلیفہ بن خیاط، ابن برقی اور جمہور نے کہا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے ام حبیبہ سے 6 ہجری میں شادی کی تھی اور کہا گیا ہے سات ہجری میں قاضی نے کہا ہے کہ: مسلم کی یہ روایت انتہائی عجیب و غریب ہے اور ابو سفیان کا مدینہ میں کفر کی حالت میں آنا مشہور ہے۔
ابن حزم نے کہا ہے: یہ حدیث بعض راویوں کا وہم ہے اس لئے اس میں اختلاف نہیں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے ام حبیبہ سے عام الفتح سے کافی پہلے شادی کی تھی اور ام حبیبہ حبشہ کے مہاجرین میں سے تھیں جبکہ اسکا باپ کافر تھا اور ابن حزم سے دوسری روایت ہوئی ہے کہ اس میں

jabir.abbas@yahoo.com

کہا یہ حدیث بناوٹی اور جعلی ہے اور اسکی مشکل اس حدیث کا راوی عکرمہ بن عمار راوی ہے جس نے ابوزمیل سے روایت کی ہے۔۔۔۔

النووی، أبو زکریا یحیی بن شرف بن مری، شرح النووی علی صحیح مسلم، ج 16، ص 63، ناشر: دار إحیاء التراث العربی - بیروت، الطبعة الثانیة، 1392ھ.

شمس الدین ذہبی (متوفی 748ھ) نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے

وفی صحیح مسلم قد ساق له أصلا منکرا عن سماك الحنفی عن ابن عباس فی الثلاثة التی طلبها أبو سفیان وثلاثة أحادیث أخر بالإسناد.

اس حدیث اور دوسری تین احادیث صحیح مسلم میں منکرات نقل ہوئی ہیں۔۔۔

الذهبی، شمس الدین محمد بن أحمد بن عثمان أبو عبد الله، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج 5، ص 116، تحقیق: الشیخ علی محمد معوض والشیخ عادل أحمد عبد الموجود، ناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة: الأولی، 1995م.

وإبن ملقن شافعی (متوفی 804ھ) نے بھی اس روایت پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے:

هذا من الأحادیث المشهورة بالإشکال المعروفة بالإعضال، ووجه الإشکال: أنّ أبا سفیان إنّما أسلم یوم الفتح، والفتح سنة ثمان، والنبی کان قد تزّوجها قبل ذلك بزمن طویل. قَالَ خلیفة بن خیاط: والمشهور علی أنّه تزّوجها سنة ست، ودخل بها سنة سبع. وقیل:

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

تزّوجها سنة سبع، وقيل :سنة خمس.
یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو اشکال اور اعتراض میں مشہور ہیں اور کراہیت میں معروف ہیں اعتراض یہ ہے کہ ابوسفیان یوم فتح کو مسلمان ہوا ہے اور وہ ۸ ہجری ہے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے ام حبیبہ سے شادی کر لی تھی خلیفہ بن خیاط نے کہا ہے مشہور ہے شادی ٦ ہجری میں ہوئی اور زفاف ۷ ہجری میں کیا۔ بعض نے سات اور بعض نے پانچ ہجری کہا ہے۔

الأنصاري الشافعي، سراج الدين أبي حفص عمر بن علي بن أحمد المعروف بابن الملقن، البدر المنير في تخريج الأحاديث والأثار الواقعة في الشرح الكبير، ج 6، ص 731، تحقيق :مصطفى أبو الغيط و عبدالله بن سليمان وياسر بن كمال، ناشر :دار الهجرة للنشر والتوزيع - الرياض - السعودية، الطبعة :الاولى، 1425هـ-2004م.

ابن قیم الجوزیہ (متوفی 751ھ) ابن تیمیہ کے خاص شاگرد نے اس روایت پر تفصیلی اعتراض کیا ہے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

وقد أشكل هذا الحديث على الناس فإنّ أم حبيبة تزّوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل إسلام أبي سفيان كما تقدم. زوّجها إيّاه النجاشي، ثم قَدِمَت على رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل أن يسلم أبوها فكيف يقول بعد الفتح أزوّجك أم حبيبة.

فقالت طائفة :هذا الحديث كذب لا أصل له. قال ابن حزم : كذبه عكرمة بن عمار وحمل عليه.

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

واستعظم ذلك آخرون وقالوا :أنّى يكون في صحيح مسلم حديث موضوع وإنما وجه الحديث أنه طلب من النبي (ص) أن يجدد له العقد على ابنته ليبقى له وجه بين المسلمين وهذا ضعيف، فإنّ في الحديث أن النبي (ص) وعده وهو الصادق الوعد ولم ينقل أحد قط أنه جدّد العقد على أم حبيبة. ومثل هذا لو كان، لنقل ولو نقل واحد عن واحد فحيث لم ينقله أحد قط، علم أنّه لم يقع ولم يزد القاضي عياض على استشكاله فقال :والذي وقع في مسلم من هذا غريب جدّاً عند أهل الخبر وخبرها مع أبي سفيان عند وروده إلى المدينة بسبب تجديد الصلح ودخوله عليها مشهور.

وقالت طائفة لم يتفق أهل النقل على أنّ النبي (ص) تزّوج أم حبيبة رضى الله تعالى عنها وهي بأرض الحبشة بل قد ذكر بعضهم أن النبي (ص) تزّوجها بالمدينة بعد قدومها من الحبشة حكاه أبو محمد المنذري وهذا من أضعف الأجوبة لوجوه:

أحدها :أنّ هذا القول لا يعرف به أثر صحيح ولا حسن ولا حكاه أحد ممن يعتمد على نقله.

الثاني :أن قصة تزويج أم حبيبة وهي بأرض الحبشة قد جرت مجرى التواتر كتزويجه (ص) خديجة بمكة وعائشة بمكة وبنائه بعائشة بالمدينة وتزويجه حفصة بالمدينة وصفية عام خيبر وميمونة في عمرة القضية ومثل هذه

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الوقائع شهرتها عند أهل العلم موجبة لقطعهم بها فلو جاء سند ظاهره الصحة يخالفها عَدُّوه غلطا ولم يلتفتوا إليه ولا يمكنهم مكابرة نفوسهم في ذلك.

الثالث: أنه من المعلوم عند أهل العلم بسيرة النبي (ص) وأحواله أنه لم يتأخر نكاح أم حبيبة إلى بعد فتح مكة ولا يقع ذلك في وهم أحد منهم أصلا.

الرابع: أن أبا سفيان لما قدم المدينة دخل على ابنته أم حبيبة فلما ذهب ليجلس على فراش رسول الله (ص) طَوَتْه عنه، فقال: يا بنية ما أدري أرغبت بي عن هذا الفراش؟ أم رغبت به عني؟ قالت: بل هو فراش رسول الله (ص). قال: والله لقد أصابك يا بنية بعدي شرّ. وهذا مشهور عند أهل المغازي والسير.

الخامس: أن أم حبيبة كانت من مهاجرات الحبشة مع زوجها عبيد الله بن جحش ثم تَنَصَّر زوجها وهلك بأرض الحبشة ثم قدمت هي على رسول الله (ص) من الحبشة وكانت عنده ولم تكن عند أبيها، وهذا مما لا يشك فيه أحد من أهل النقل ومن المعلوم أن أباها لم يسلم إلا عام الفتح فكيف يقول: عندي أجمل العرب أُزوّجك إياها؟ وهل كانت عنده بعد هجرتها وإسلامها قط؟ فإن كان، قال له هذا القول قبل إسلامه، فهو محال؛ فإنها لم تكن عنده ولم يكن له ولاية عليها أصلا وإن كان قاله بعد إسلامه فمحال أيضا؛ لأن نكاحها

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لم يتأخر إلى بعد الفتح....
وقال أبو الفرج بن الجوزى :فى هذا الحديث هو وهم من بعض الرواة لا شك فيه ولا تردد وقد اتهموا به عكرمة بن عمار راوى الحديث.
قال :وإنما قلنا إن هذا وهم؛ لأن أهل التاريخ أجمعوا على أن أم حبيبة كانت تحت عبيد الله بن جحش وولدت له وهاجر بها وهما مسلمان إلى أرض الحبشة ثم تنصر وثبتت أم حبيبة على دينها فبعث رسول الله (ص) إلى النجاشى يخطبها عليه فزوجه إياها وأصدقها عن رسول الله (ص) أربعة آلاف درهم وذلك فى سنة سبع من الهجرة وجاء أبو سفيان فى زمن الهدنة فدخل عليها فثنت بساط رسول الله (ص) حتى لا يجلس عليه ولا خلاف أن أبا سفيان ومعاوية أسلما فى فتح مكة سنة ثمان ولا يعرف أن رسول الله (ص) أمر أبا سفيان آخر كلامه...
وقالت طائفة منهم البيهقى والمنذرى رحمهما الله تعالى يحتمل أن تكون مسألة أبي سفيان النبى (ص) أن يزوجه أم حبيبة وقعت فى بعض خرجاته إلى المدينة وهو كافر حين سمع نعى زوج أم حبيبة بأرض الحبشة والمسألة الثانية والثالثة وقعتا بعد إسلامه فجمعها الراوى.
وهذا أيضا ضعيف جدا فان أبا سفيان إنما قدم المدينة آمنا بعد الهجرة فى زمن الهدنة قبيل الفتح وكانت أم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حبيبة إذ ذاك من نساء النبى (ص) ولم يقدم أبو
سفيان قبل ذلك إلا مع الأحزاب عام الخندق ولولا
الهدنة والصلح الذى كان بينهم وبين النبى (ص) لم
يقدم المدينة فمتى قدم وزوج النبى (ص) أم حبيبة
فهذا غلط ظاهر.

وأيضا فإنه لا يصح أن يكون تزويجه إياها فى حال كفره إذ
لا ولاية له عليها ولا تأخر ذلك إلى بعد إسلامه لما تقدم
فعلى التقديرين لا يصح قوله أزوجك أم حبيبة
وأيضا فإن ظاهر الحديث يدل على أن المسائل الثلاثة
وقعت منه فى وقت واحد وانه قال ثلاث أعطنيهن
الحديث ومعلوم أن سؤاله تأميره واتخاذ معاوية كاتبا
إنما يتصور بعد إسلامه فكيف يقال بل سأل بعض ذلك
فى حال كفره وبعضه وهو مسلم وسياق الحديث يرده....
وبالجملة فهذه الوجوه وامثالها مما يعلم بطلانها
واستكراهها وغثاثتها ولا تفيد الناظر فيها علما بل
النظر فيها والتعرض لابطالها من منارات العلم والله
تعالى اعلم بالصواب
فالصواب أن الحديث غير محفوظ بل وقع فيه تخليط والله
اعلم.

یعنی:

یہ حدیث عوام کے لئے مورد اعتراض واقع ہوئی ہے اس لئے کہ ام حبیبہ
نے ابوسفیان کے مسلمان ہونے سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے شادی کی تھی اور یہ شادی حبشہ میں نجاشی نے کروائی تھی لھذا کیسے ہو سکتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد ابوسفیان پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے کہے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرنا چاہتا ہوں ایک جماعت نے کہا کہ یہ حدیث جھوٹی اور کذب ہے اور ابن حزم نے کہا اس حدیث کو عکرمہ بن عمار نے رسول اکرمؐ پر جھوٹ باندھا ہے

لیکن بعض نے اس حدیث کا دفاع کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح مسلم میں جعلی اور گھڑی ہوئی احادیث نہیں ہے لھذا اس کی توجیہ کی ہے اور کہا کہ:

ابوسفیان نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے درخواست کی وہ دوبارہ ام حبیبہ سے نکاح کریں تا کہ اس کی عزت مسلمانوں میں پیدا ہو لیکن توجیہ صحیح نہیں ہے اسلئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس کی درخواست کو قبول کیا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتے ہیں جبکہ کسی نے نہیں کہا ہے کہ دوبارہ نکاح کیا گیا اور ایسی کوئی بات ہوتی تو ضرور نقل ہوتی پس معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے

بعض نے یہ کہا ہے کہ محدثین اور مورخین حبشہ میں ہونے والی ام حبیبہ کی شادی کو قبول نہیں کرتے ہیں بلکہ مدینے میں ام حبیبہ کے لوٹنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ ام حبیبہ سے شادی کرتے ہیں اس قول کو ابو محمد منذری نے نقل کیا ہے لیکن یہ توجیہ ضعیف ترین قول ہے۔

ضعیف ہونے کے دلائل یہ ہے:۔

اول: اس توجیہ اور جواب کو کہیں نہیں دیکھا گیا ہے اور نہ مورد اطمینان شخص نے نقل کیا ہے۔

دوم: ام حبیبہ کا نکاح حبشہ میں تواتر سے نقل ہوا ہے جس طرح سے حضرت خدیجہ وعائشہ کا مکہ میں اور حفصہ، صفیہ، اور میمونہ کا مدینہ میں ہونا متواتر

jabir.abbas@yahoo.com

ہے اور اتنا مشہور ہے کہ جو یقین اور قطع تک پہونچ گیا ہے اور اگر کوئی اسکے خلاف ماخذ ہوتا بھی تو اس کو غلط قرار دیا جائے گا اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کی جائے گی

سوم: جو کوئی بھی سیرت اور تاریخ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے آشنا ہے وہ جانتا ہے کہ ام حبیبہ کی شادی فتح مکہ کے بعد نہیں ہوئی ہے اور کوئی ایسا گمان بھی نہیں کر سکتا ہے

چہارم: ابوسفیان مدینے آتا ہے اور ام حبیبہ کے ہاں جا کر جب مسند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ پر بیٹھنا چاہتا ہے تو ام حبیبہ مسند کو ہٹا دیتی ہیں ابوسفیان کہتا ہے کہ: بیٹی کیا یہ مسند میں لائق نہیں ہے یا میں اسکا لائق نہیں ہوں؟: ام حبیبہ کہتی ہیں یہ مسند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی مسند ہے۔ {اشارہ اس بات کی طرف ہے تم کافر اس کے لائق نہیں ہو} ابوسفیان نے کہا: تم میرے بعد شر اور بدبختی میں چلی جاوگی۔

پنجم: ام حبیبہ اپنے شوہر عبد اللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ میں مہاجرت اختیار کئے ہوئے تھے چونکہ انکا شوہر مرتد اور عیسائی ہو گیا تھا اور اسی جگہ مر گیا تھا ام حبیبہ حبشہ سے آنے کے بعد مدینے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے گھر جاتی ہیں اور اپنے باپ کے گھر میں نہیں تھی اس میں کسی کو بھی شک وشبہ نہیں ہے اور ساتھ میں ابوسفیان فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا ہے پس ابوسفیان کیسے اس حدیث میں کہتا ہے کہ میری بیٹی سے نکاح کرلو جو عرب کی خوبصورت ترین اور جمیل ترین عورت ہے کیا ام حبیبہ حبشہ کے بعد اور اسکے مسلمان ہونے سے پہلے اپنے ابوسفیان کے گھر تھی؟ جو محال ہے اس لئے انکی شادی فتح مکہ سے پہلے تھی اور ابوسفیان فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابن جوزی کہتا ہے کہ یہ روایت بلا شبہ اشتباہ ہے جو بعض راویان حدیث سے ہوا اور وہ عکرمہ بن عمار ہے اس لئے مورخوں کا اجماع ہے کہ ام حبیبہ عبداللہ بن جحش کی بیوی تھی اور ان سے ایک اولاد بھی تھی اور حبشہ ہجرت کی لیکن عبداللہ عیسائی ہو گیا اور ام حبیبہ مسلمان رہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے نجاشی کو پیغام بھیجا کہ ام حبیبہ کا نکاح مجھ سے کر دو اور ۴ ہزار درھم مہر رکھیں یہ واقعہ 7 ہجری میں پیش آیا لیکن ابوسفیان صلح کے زمانے میں مدینہ آیا اور اپنی بیٹی ام حبیبہ کے گھر گیا مسند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو ام حبیبہ نے ہٹا دیا تا کہ ابوسفیان نہ بیٹھے ابوسفیان اور معاویہ کا مسلمان ہونا بلا خلاف واختلاف ۸ ہجری فتح مکہ کے بعد ہوئے ہیں اور کوئی سند و مدرک نہیں ہے اسے امیر قرار دیا گیا ہو۔

ایک دیگر گروہ نے جیسے بیہقی اور منذری کہتے ہیں کہ: احتمال پایا جاتا ہے ابوسفیان نے اپنے مدینے کبھی آنے کے بعد جو ام حبیبہ کا شوہر مر چکا تھا شادی کی پیشکش کی ہو اور دو پیشکش مسلمان ہونے کے بعد کی ہو اور راوی نے تینوں کو جمع کر دیا ہو۔

لیکن یہ احتمال بھی ضعیف ہے اور بے بنیاد ہے اس لئے کہ ابوسفیان ہجرت اور فتح مکہ سے پہلے صلح کے زمانے میں مدینے آیا تھا جب ام حبیبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے گھر میں تھی اور اس سے پہلے جنگ احزاب کے علاوہ مدینے نہیں آیا تھا اس کے علاوہ ابوسفیان کافر تھا اور کافر مسلمان پر ولایت نہیں رکھتا ہے پس ابوسفیان کی خواہش کہ میں اپنی بیٹی آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں جھوٹ اور باطل ہے

ساتھ میں حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تینوں خواہش ایک ساتھ طلب کی گئی ہیں اور دوسری طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ کتابت وحی معاویہ اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امیر ہونے کی خواہش مسلمان ہونے کے بعد کی گئی ہیں جبکہ بعض خواہش کفر کے زمانے میں کی تھی کیا یہ قابل جمع ہیں؟

نتیجہ: وہ تمام توجیحات جو اس حدیث کے بارے میں کہی گئی ہیں سب باطل اور بے بنیاد ہیں اور علمی لحاظ سے اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ اس حدیث میں بہت اشتباہات ہیں

الزرعي الدمشقي، محمد بن أبي بكر أيوب (معروف به ابن قيم الجوزية)، جلاء الأفهام في فضل الصلاة على محمد خير الأنام، ج 1، ص 243، 249، تحقيق :شعيب الأرناؤوط -عبد القادر الأرناؤوط، ناشر :دار العروبة

معاویہ کا کاتب وحی ہونا اور علماء اہل سنت

معاویہ معمولی خطوط کا کاتب تھا:

بہت سے اہل سنت کے بزرگ علماء یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاویہ فقط معمولی خطوط رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ لکھتا تھا

شمس الدین ذہبی (متوفی 748ھ) سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں:

ونقل المفضل الغلابي عن أبي الحسن الكوفي قال كان زيد بن ثابت كاتب الوحي وكان معاوية كاتبا فيما بين النبي صلى الله عليه وسلم وبين العرب.

زید بن ثابت کاتب وحی تھے اور معاویہ عرب کو خط لکھتا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف سے.

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان أبو عبد الله، سير أعلام النبلاء، ج 3 ص 123، تحقيق :شعيب الأرناؤوط، محمد نعيم العرقسوسي، ناشر :مؤسسة

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الرسالة-بیروت، الطبعة التاسعة، 1413ھ.
ابن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) نے بھی ال اِصابۃ میں لکھا ہے کہ::
وقال المدائنی کان زید بن ثابت یکتب الوحی و کان معاویة یکتب للنبی صلی اللہ علیه وسلم فیما بینه وبین العرب.
مدائنی کہتے ہیں: زید بن ثابت کاتب وحی تھے اور معاویہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف سے عرب کو خطوط لکھتا تھا.
العسقلانی، أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل الشافعی، الإصابة فی تمییز الصحابة، ج 6، ص 153، تحقیق: علی محمد البجاوی، ناشر: دار الجیل-بیروت، الطبعة: الأولی، 1412-. 1992 ،
ابن أبی الحدید شافعی (متوفی 655ھ) لکھتے ہیں کہ:
تاریخ اور سیرت پیامبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ کے محققین لکھتے ہیں کہ علی علیہ السلام اور زید بن ثابت اور زید بن ارقم وحی کو لکھا کرتا تھے جبکہ حنظلہ بن ربیع تیمی اور معاویہ خطوط لکھا کرتے تھے جو دیگر مما لک اور قبائل کو لکھے جاتے تھے اور انکی حوائج کو لکھتے تھے اسی طرح بیت المال حساب کتاب۔
إبن أبی الحدید المعتزلی، أبو حامد عز الدین بن هبة الله، شرح نهج البلاغة، ج 1، ص 201، 202، تحقیق: محمد عبد الکریم النمری، ناشر: دار الکتب العلمیة-بیروت /لبنان، الطبعة: الأولی، 1418ھ-1998م.
محمود أبو ریة مصری (متوفی 1385ھ) اہل سنت کے عالم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

معاویہ کے کاتب وحی ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں

ذلك أنهم أرادوا أن يزدلفوا إلى معاوية فجعلوه من (كتاب الوحى) وأمعنوا فى هذا الازدلاف، فرووا أنه كتب آية الكرسى بقلم من ذهب جاء به جبريل هدية لمعاوية له من فوق العرش، وقد فشا هذا الخبر بين كثير من الناس على حين أنه فى نفسه باطل، تأباه البداهة ويدفع من صدره العقل ! إذ كيف يأمن النبى صلى الله عليه وآله لمثل معاوية على أن يكتب له ما ينزل فى القرآن ! وهو وأبوه وأمه ممن أسلموا كرها . ولما يدخل الايمان فى قلوبهم ! إن هذا مما لا يمكن أن يقبله العقل السليم ! وأما من ناحية النقل فإنه لم يأت فيه خبر صحيح يؤيده، ولقد كان على الذين (وضعوا) هذا الخبر أن يسندوه ببرهان يؤيده وذلك بأن يأتوا ولو بآية واحدة قد نزلت فى القرآن وكتبها معاوية ! على أننا لا نستعبد أن يكون قد كتب للنبى صلى الله عليه وآله فى بعض الاغراض التى لا تتصل بالوحى، لان هذا من الممكن، أما أن يكتب شيئا من القرآن فهذا من المستحيل . قال المدائنى كان زيد بن ثابت يكتب الوحى وكان معاوية يكتب للنبى صلى الله عليه وآله فيما بينه وبين العرب .

ایک گروہ نے معاویہ کی چاپلوسی اور تقرب کے لئے اس کے لئے کاتب وحی لقب جعل کیا ہے اور کہتے ہیں معاویہ نے آیت الکرسی کو اس سونے کے قلم سے لکھا ہے جسے جبرئیل آسمان سے معاویہ کے لئے ہدیہ کے طور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پر لائے تھے اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہوگئی جب کہ یہ جھوٹ اور باطل ہے اور عقل اسے تسلیم نہیں کرتی ہے اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کیسے اطمنیان ہو کہ جو معاویہ لکھ رہا ہے وہ وحی ہے اسلئے وہ خود اور اسکا باپ اور اسکی ماں نے نا چاہتے ہوئے اسلام قبول کیا ہے اور انکی دلوں میں ایمان داخل بھی نہیں ہوا ہے اسے عقل سلیم قبول نہیں کرتی ہے جہاں تک نقل کا تعلق ہے تو کوئی بھی خبر صحیح اس کی تائید نہیں کرتی ہے اور مدعین کاتب وحی معاویہ پر لازم ہے کہ وہ مثال لائے ایک آیت جسے معاویہ نے لکھی ہو وہ بتائیں۔

لیکن ممکن ہے غیر وحی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے لئے لکھا ہو لیکن قران لکھا ہو یہ محال ہے مدائنی نے لکھا ہے زید بن ثابت وحی لکھتے تھے اور معاویہ خطوط عرب کے لئے لکھتا تھا۔

محمود أبو رية، شيخ المضيرة أبو هريرة، ص 205، ناشر : منشورات مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، بيروت، الثالثة.

کتابت وحی، گناہ سے معصوم نہیں بناتی ہے

کاتب وحی کا مرتد ہو جانا:

اگر ہم فرض بھی کرلیں کہ معاویہ کاتب وحی تھا پھر بھی اس کے لئے فضیلت ثابت نہیں کرتا ہے اور باعث نہیں بنتا ہے کہ وہ گناہ سے معصوم بن جائے اس لئے عبد اللہ بن ابی سرح شیعہ سنی اتفاقی قول کے مطابق کاتب وحی تھا لیکن زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ میں مرتد ہو گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اگرچہ وہ کعبہ کے پردے تھامے ہوئے ہو۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابن آبی شیبہ نے المصنف میں، نسائی نے المجتبی میں، ذہبی نے تاریخ ال اِسلام میں، ابن کثیر دمشقی نے البدایۃ والنہایۃ میں اور دیگر علمائے اہل سنت نے نقل کیا ہے کہ

عن مصعب بن سعدٍ عن أبيهِ قَالَ :لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللَّهِ النَّاسَ إِلاَّ أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَقَالَ أُقْتُلُوهُمْ وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ: عِكْرِمَةَ بْنَ أَبِي جَهْلٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ خَطَلٍ، وَمَقِيسَ بْنَ صُبَابَةَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ ----

فتح مکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمان صادر فرمایا کہ اہل مکہ کو چھوڑ دیا جائے سوائے چار افراد کے اور دو عورتوں کے اور انھیں قتل کر دو اگر چہ انھیں کعبہ کے غلاف سے لپٹا ہوا پاؤ عکرمہ بن ابو جہل، عبد اللہ بن خطل، مقیس بن صبانہ اور عبد اللہ بن ابی سرح ---

إبن أبي شيبة الكوفي، أبو بكر عبد الله بن محمد، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، ج 7، ص 404، تحقيق: كمال يوسف الحوت، ناشر: مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة: الأولى، 1409.

النسائي، أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن، المجتبى من السنن، ج 7، ص 105، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، ناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب، الطبعة: الثانية، 1406 - 1986.

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان أبو عبد الله،

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام، ج 2،ص 552، تحقیق :د. عمر عبد السلام تدمری،ناشر :دار الکتاب العربی-لبنان/بیروت، الطبعة :الأولی، 1407هـ-1987م.

إبن کثیر القرشي، إسماعیل بن عمر أبو الفداء، البدایة والنهایة، ج 4، ص 298، ناشر :مکتبة المعارف-بیروت

سمرقندی (متوفی367ھ) تفسیر آیه 93سورہ انعام میں لکھتے ہیں:

»وَمَنْ قالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ ما أَنْزَلَ اللَّهُ« یعنی عبد الله بن أبي سرح کان کاتب الوحي فکان النبي صلی الله علیه وسلم إذا أملی علیه »سمیعاً علیماً« یکتب علیماً حکیماً وإذا أملی علیه »علیماً حکیماً« کتب هو سمیعاً بصیراً وشك وقال إن کان محمد صلی الله علیه وسلم یوحی إلیه فقد أوحی إلی وإن کان ینزل إلیه فقد أنزل إلی مثل ما أنزل إلیه فلحق بالمشرکین و کفر.

جس نے کہا کہ میں عنقریب جو خدا نازل کرتا ہے میں بھی نازل کرونگا یہ عبداللہ بن ابی سرح نے کہا تھا جو کاتب وحی تھا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اسے کہتے تھے لکھو سمیعا علیما)، وہ لکھتا تھا: سمیعا حکیما اور جب فرماتے تھے لکھو :: (علیما حکیما)، وہ لکھتا تھا: سمیعا بصیر اسی دوران اپنے عمل کی توجیہ میں کہتا تھا اگر محمد پر وحی نازل ہوتی ہے تو مجھ پر بھی وحی نازل ہوتی ہے اس کے بعد مشرکین سے جا ملا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

السمرقندي، نصر بن محمد بن أحمد أبو الليث، تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم، ج 1، ص 487، تحقيق: د.محمود مطرجي، ناشر: دار الفكر - بيروت.

کاتب وحی کی میت کو زمین نے قبول نہیں کی۔

قابل توجہ بات یہ ہے ایک کاتب وحی مرتد ہو گیا اور عیسائیوں کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا جب مرا تو زمین نے اس کی لاش قبول نہیں کی۔

مسلم نیشابوری (متوفی 261ھ) لکھتے ہیں۔

حدثني محمد بن رَافِعٍ حدثنا أبو النَّضْرِ حدثنا سُلَيْمَانُ وهو بن الْمُغِيرَةِ عن ثَابِتٍ عن أَنَسِ بن مَالِكٍ قال كان مِنَّا رَجُلٌ من بَنِي النَّجَّارِ قد قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وكان يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَانْطَلَقَ هَارِبًا حتى لَحِقَ بِأَهْلِ الْكِتَابِ قال فَرَفَعُوهُ قالوا هذا قد كان يَكْتُبُ لِمُحَمَّدٍ فَأُعْجِبُوا بِهِ فما لَبِثَ أَنْ قَصَمَ الله عُنُقَهُ فِيهِمْ فَحَفَرُوا له فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتْ الْأَرْضُ قد نَبَذَتْهُ على وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا له فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتْ الْأَرْضُ قد نَبَذَتْهُ على وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوا فَحَفَرُوا له فَوَارَوْهُ فَأَصْبَحَتْ الْأَرْضُ قد نَبَذَتْهُ على وَجْهِهَا فَتَرَكُوهُ مَنْبُوذًا.

انس بن مالک کہتے ہیں: بنو نجار کا ایک شخص جس نے سورہ بقرہ اور آل عمران کو پڑھا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے لئے لکھا تھا بھاگ گیا اور اہل کتاب سے جا ملا اہل کتاب کا اس شخص کو پناہ دینا فائدہ مند تھا اسی لئے اسکا احترام کرتے اور اسے عزت دیتے تھے کچھ عرصے میں ہی اس کا انتقال ہو جاتا ہے قبر بنائی جاتی ہے اور اسے دفن کر دیتے ہیں لیکن لاش

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فوراباہر واپس آجاتی درحقیقت اسکی لاش کوزمین قبول نہیں کررہی تھی تین مرتبہ کوشش کی گئی لیکن ناکام ہوئے اور لاش کوایسے ہی چھوڑ دیا۔

النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري (متوفاى 261هـ)، صحيح مسلم، ج 4، ص 2145، ح 2781، كِتَاب صِفَاتِ الْمُنَافِقِينَ وَأَحْكَامِهِمْ، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي- بيروت.

معاویہ کی علی علیہ السلام سے دشمنی

کاتب وحی ہونا جب عبد اللہ بن ابی سرح کے لئے کوئی فائدہ مند ثابت نہیں ہوا اور اسے واصل جہنم ہونے سے نہ بچا سکے تو معاویہ کو کیسے گناہ سے پاک کرسکتا اور اسے کیسے گناہ سے مانع بن سکتا ہے

کیا کاتب وحی ہونا اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ پر خروج کرے اور ایک لاکھ مسلمانوں کے قتل کرسکے؟؟.

کیا علی علیہ السلام کو گالیاں دینے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو گالیاں دینے کے مترادف نہیں ہیں؟ کیا اس کا کاتب وحی ہونا اس عظیم گناہ سے پاک کرسکتا ہے اسے؟

ابن تیمیہ حرانی نے اعتراف کیا ہے کہ معاویہ بن ابوسفیان نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا تھا کہ علی علیہ السلام کو گالیاں دیں۔

وأما حديث سعد لما أمره معاوية بالسب فأبى فقال ما منعك أن تسب علي بن أبي طالب فقال ثلاث قالهن رسول الله صلى الله عليه وسلم فلن أسبه لأن يكون لي واحدة منهن أحب إلي من حمر النعم الحديث فهذا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حديث صحيح رواه مسلم فيصحيحه.

معاویہ نے سعد بن آبی وقاص کو حکم دیا کہ علی {علیہ السلام} کو گالیاں دے لیکن انھوں نے ممانعت کی معاویہ نے کہا تم کو کس چیز نے روکا ہے علی [علیہ السلام] گالیاں دینے سے سعد نے کہا تین فضیلتیں علی [علیہ السلام] کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنی ہے انکی بناء پر کبھی بھی سب وشتم نہیں کرونگا اگر ایک بھی فضیلت ان تین میں سے میرے لئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ فرماتے تو میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے گران بہا ہوتی یہ حدیث صحیح ہے اور مسلم نے اسے صحیح میں نقل کیا ہے۔

إبن تيمية الحراني، أحمد بن عبد الحليم أبو العباس، منهاج السنة النبوية، ج 5، ص 42، تحقيق :د. محمد رشاد سالم، ناشر :مؤسسة قرطبة، الطبعة :الأولى، 1406 .

احمد بن حنبل نے مسند میں، نسائی نے خصائص امیر مؤمنین علیہ السلام میں اور ذہبی نے تاریخ ال إسلام ... میں صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو سب ودشنام دینا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کو سب ودشنام دینے کے برابر ہے

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ قَالَ :دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ لِي أَيُسَبُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكُمْ قُلْتُ مَعَاذَ اللَّهِ أَوْ سُبْحَانَ اللَّهِ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي.

عبداللہ جدلی کہتے ہیں: میں ام سلمہؓ کے پاس آیا تو انھوں نے کہا آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو گالیاں دی جارہی ہیں میں نے کہا معاذ اللہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۔۔۔۔ام سلمہؓ نے کہا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے
کہ جس نے علی [علیہ السلام] کو گالی دی گویا اس نے مجھے گالی دی ہے

الشيباني، أحمد بن حنبل أبو عبدالله (متوفى241هـ)، مسند أحمد بن حنبل، ج 6، ص 323، ح 26791، ناشر: مؤسسة قرطبة - مصر.

النسائی، أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن، خصائص أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، ج 1، ص 111، ح 91، باب ذكر قول النبي صلى الله عليه وسلم من سب عليا فقد سبني، تحقيق: أحمد ميرين البلوشي، ناشر: مكتبة المعلا - الكويت، الطبعة: الأولى،. 1406

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان أبو عبد الله، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، ج 3، ص 634، تحقيق: د. عمر عبد السلام تدمرى، ناشر: دار الكتاب العربي - لبنان/ بيروت، الطبعة: الأولى، 1407هـ - 1987م.

حاکم نیشابوری اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

اسکی سند صحیح ہے لیکن بخاری اور مسلم نے اپنی صحیین میں ذکر نہیں کی ہے

الحاكم النيسابوري، محمد بن عبدالله أبو عبدالله، المستدرك على الصحيحين، ج 3، ص 130، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1411هـ - 1990م.

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

هیثمی بھی کہتے ہیں

رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح غير أبي عبد الله الجدلي وهو ثقة

اسے روایت کو احمد نے نقل کیا ہے اور اسکے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں سوائے عبداللہ جدلی کے وہ ثقہ ہے۔

الهيثمي، علي بن أبي بكر الهيثمي، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 9، ص 130، ناشر: دار الريان للتراث/دار الكتاب العربي - القاهرة، بيروت - 1407

معاویہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل

بنی امیہ کا معاویہ کے بارے میں جعلی روایت سازی کی کمپنی یہاں تک ترقی کر گئی تھی کہ معاویہ کو اولوالعزم انبیاء سے بھی افضل بنا دیا

أبو سعد آبي (متوفی 421ھ) محاضرات میں اور صیرفی حنبلی (متوفی 500ھ) الطیورات میں لکھتے ہیں

أن ثلاثة من المشايخ حضروا الجامع. فقال واحد لآخر: جُعلت فداك، أيهما أفضل: معاوية بن أبي سفيان أم عيسى بن مريم؟ فقال: لا والله ما أدري. فقال الثالث: يا كشخان، تقيس كاتب الوحي إلى نبيّ النصارى؟

مشائخ کے تین افراد جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک نے کہا معاویہ افضل ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام؟ دوسرے نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ تیسرے نے کہا کاتب وحی کو عیسائیوں کے نبی سے تقابل کرتے ہو؟۔

الآبي، أبو سعد منصور بن الحسين، نثر الدر في المحاضرات، ج 7، ص 209، تحقيق: خالد عبد الغني

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محفوظ، ناشر : دار الكتب العلمية - بيروت/لبنان،
الطبعة : الأولى، 1424هـ - 2004م .
الصيرفي الحنبلي، أبو الحسين المبارك بن عبد الجبار
الطيوري بن عبد الله، الطيوريات من انتخاب الشيخ أبي
طاهر السلفي، ج 1، ص 113، تحقيق : دسمان يحيي معالي
، عباس صخر الحسن، ناشر : أضواء السلف - الرياض/
السعودية، الطبعة : الأولى، 1425هـ - 2004م .
تقی الدین حموی (متوفی 838ھ) طیب المذاق میں لکھتے ہیں
۔
ومن ذلك أن رجلاً سأل بعضهم وكان من الحمق على
الجانب عظيم فقال أيما أفضل عندك؟ معاوية أو
عيسى بن مريم؟ فقال ما رأيت سائلا أجهل منك، ولا
سمعت بمن قاس كاتب الوحي إلى نبي النصارى!!!
ایک احمق نے دوسرے سے پوچھا معاویہ افضل ہے یا عیسی بن مریم:
اس نے کہا میں نے تم سے بڑا احمق نہیں دیکھا ہے اس لئے میں آج تک
کسی کو نہیں دیکھا ہے کہ کاتب وحی کا مقابلہ عیسائیوں کے نبی سے کرے
۔
الحموي، تقي الدين أبي بكر بن علي بن عبد الله التقي
المعروف ابن حجة، طيب المذاق من ثمرات الأوراق، ج
1، ص 157،، تحقيق : أبو عمار السخاوي، ناشر : دار
الفتح - الشارقة - 1997م.

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

معاویہ ازلی انسان ۔
انکی فضائل سازی کہاں تک پونچ گئی تھی کہ لوگ گمان کرتے تھے معاویہ بن ابوسفیان ازلی ہے اور مخلوق خدا نہیں ہے {معاذ اللہ}. آبوالقاسم اصفہانی (متوفی 502) محاضرات الآدباء میں لکھتے ہیں:

وقال بعض عوام الناصبة معاوية ليس بمخلوق. فقيل: كيف؟ قال :لأنه كاتب الوحي والوحي ليس بمخلوق وكاتبه منه

بعض ناصبی عوام یہ کہتے ہیں کہ معاویہ مخلوق {اللہ نے اسے پیدا } نہیں کیا ہے اس لئے کہ وہ کاتب وحی تھا اور وحی مخلوق نہیں ہے پس کاتب بھی مخلوق نہیں ہے

.الأصفهاني، أبو القاسم الحسين بن محمد بن المفضل، محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء، ج 2، ص 500، تحقيق :عمر الطباع، ناشر :دار القلم - بيروت - 1420هـ - 1999م.

أبو اسحق برهان الدين معروف الوطواط (متوفی 718ھ) غرر الخصائص میں لکھتے ہیں

وسئل بعضهم ما تقول في خلق القرآن؟ فقال :دعونا من القرآن وهو مخلوق غير مخلوق. وسئل آخر وكان ناصبياً عن معاوية؟ فقال :معاوية ليس بمخلوق لأنه كاتب الوحي والوحي ليس بمخلوق وكاتب الوحي من الوحي.

بعض نے سوال کیا : تم قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو مخلوق ہے یا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

نہیں اس نے کہا ہمیں قرآن سے کیا کام مخلوق ہو یا غیر مخلوق ایک ناصبی سے سوال کیا معاویہ بارے میں :اس نے کہا معاویہ پیدا نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہمیشہ سے تھا اس لئے کہ کاتب وحی تھا اور وحی مخلوق نہیں ہوتے پس کاتب بھی مخلوق نہیں ہے اور وحی کا حصہ ہے

الوطواط، أبو إسحق برهان الدين محمد بن إبراهيم بن يحيي بن على، غرر الخصائص الواضحة، ج 1، ص 124

عیسائی اور کاتب وحی:

اگر ہم فرض بھی کرلیں کہ معاویہ کاتب وحی تھا تب بھی اسکی فضیلت نہیں بنتی ہے اس لئے اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق عیسائی افراد بھی کاتب وحی تھے یہ اس وجہ سے کہ لکھنے والے کم تھے۔

أبو القاسم بغوی (متفای 317ھ) »محيي السنة« کے لقب سے نوازا کیا گیا وہ لکھتے ہیں۔

وسأل رجل أحمد وأنا أسمع، بلغني أن نصاري يكتبون المصاحف فهل يكون ذلك؟ قال :نعم، نصاري الحيرة كانوا يكتبون المصاحف وإنما كانوا يكتبونها لقلة من كان يكتبها

ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے سوال کیا میں نے سنا ہے کہ عیسائی بھی قرآن لکھا کرتے تھے کیا یہ بات صحیح ہے؟ امام احمد نے کہا بالکل صحیح ہے حیرہ کے عیسائی قرآن لکھا کرتے تھے اس لئے کہ لکھنے والوں کی کمی تھی۔

البغوی، أبو القاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزيز، جزء في مسائل عن الإمام أحمد بن حنبل، ج 1، ص 21

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابن قیم الجوزیہ(متوفی 751ھ) نے بدائع الفوائد میں اور شمس الدین زرکشی (متوفی 772ھ) نے شرح مختصر الخرقیم. میں اور آبوالقاسم اصفہانی (متوفی 502) نے محاضرات الآدباء میں لکھا ہے::

وقال رجل لأحمد بلغني أن نصارى يكتبون المصاحف فهل يكون ذلك؟ قال :نعم، نصارى الحيرة كانوا يكتبون المصاحف وإنما كانوا يكتبون لقلة من كان يكتبها فقال رجل :يعجبك ذلك؟ فقال لا يعجبني

ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے سوال کیا: کیا عیسائی قران لکھا کرتے تھے یہ بات صحیح ہے؟

کہا جی ہاں صحیح بات ہے حیرہ کے نصاری قران لکھا کرتے تھے اور وہ اس وجہ سے تھا لکھنے والوں کی کمی تھی دوسرے شخص نے پوچھا کیا تمھیں تعجب ہوا ہے؟ اس نے کہا نہیں مجھے تعجب نہیں ہوا ہے

الزرعی الدمشقي، محمد بن أبي بكر أيوب أبو عبد الله (مشهور به ابن القيم الجوزية) بدائع الفوائد، ج 4، ص 851، تحقيق :هشام عبد العزيز عطا - عادل عبد الحميد العدوي - أشرف أحمد الج، ناشر :مكتبة نزار مصطفى الباز - مكة المكرمة، الطبعة :الأولى، 1416 - .1996

الزركشي المصري الحنبلي، شمس الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله، شرح الزركشي على مختصر الخرقي، ج 1، ص 49، تحقيق :قدم له ووضع حواشيه :عبد المنعم خليل إبراهيم، ناشر :دار الكتب العلمية - لبنان/ بيروت، الطبعة :الأولى، 1423هـ-2002م.

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس بناء پر کاتب وحی ہونا کوئی انوکھی فضلیت نہیں معاویہ کے لئے اگر ہے تو نصاری اور عبداللہ بنی ابی سرح کے لئے بھی ہونی چاہئے تھی؟

معاویہ کے مسلمان ہونے کی تاریخ

شیعہ سنی اتفاق ہے کہ معاویہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی رسالت کے پہلے بیس سالوں میں مشرک تھا اور مسلمان کا کٹر دشمن تھا 8 ہجری فتح مکہ کے وقت اسلام کے دوسرے بڑے دشمنوں کے ساتھ تلوار سے ڈر کر اسلام لایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے ان لوگوں کا لقب طُلقاء رکھا اور انکے قتل سے صرف نظر کی امیر المومنین علی علیہ السلام کا عقیدہ تھا کہ یہ لوگ اسلام نہیں لائے ہیں بلکہ تسلیم ہوئے ہیں آپ نہج البلاغہ نامہ 16 میں فرماتے ہیں

فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا أَسْلَمُوا وَلَكِنِ اسْتَسْلَمُوا وَأَسَرُّوا الْكُفْرَ فَلَمَّا وَجَدُوا أَعْوَاناً عَلَيْهِ أَظْهَرُوه

خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جاندار اشیاء کو پیدا کیا یہ لوگ کبھی اسلام نہیں لائے لیکن تسلیم ہوئے اور کفر کو چھپا رکھا اور جب ساتھی مل گئے تو اپنے کفر کا آشکار اظہار کر دیا۔

عمار یاسر بھی امام علیہ السلام کی پیروی کرتے ہوئے ان لوگوں کے بارے میں کہتے ہیں:

فقال واللہ ما أسلموا، ولكن استسلموا وأَسَرُّوا الْكُفْرَ فَلَمَّا رأوا عليه أَعْوَاناً عَلَيْهِ أَظْهَرُوهُ

خدا کی قسم یہ لوگ کبھی اسلام نہیں لائے لیکن تسلیم ہوئے اور کفر کو چھپا رکھا اور جب ساتھی مل گئے تو اپنے کفر کا آشکار اظہار کر دیا

الهيثمي، علي بن أبي بكر الهيثمي، مجمع الزوائد ومنبع

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

الفوائد، ج 1 ص 113، ناشر :دار الريان للتراث/دار الكتاب العربي-القاهرة، بيروت-1407

ابن ابی الحدید معتزلی لکھتے ہیں

لما نظر علی علیه السلام إلی رایات معاویة وأهل الشام، قال :والذی فلق الحبة، وبرأ النسمة، ما أسلموا ولکن استسلموا، وأسروا الکفر؛ فلما وجدوا علیه أعواناً، رجعوا إلی عداوتهم لنا

جب امام علی علیہ السلام نے معاویہ اور اہل شام کے پرچم دیکھے تو فرمایا: خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جاندار اشیاء کو پیدا کیا یہ لوگ کبھی اسلام نہیں لائے لیکن تسلیم ہوئے اور کفر کو چھپا رکھا اور جب ساتھی مل گئے ہماری عداوت پر دوبارہ لوٹ گئے۔

إبن أبي الحديد المعتزلي، أبو حامد عز الدين بن هبة الله، شرح نهج البلاغة، ج 4 ص 18، تحقيق :محمد عبد الكريم النمري، ناشر :دار الكتب العلمية-بيروت/لبنان، الطبعة :الأولى، 1418هـ-1998م.

اس بناء پر کیسے ایسے شخص پر اعتماد کرتے اور اسے کاتب وحی قرار دیتے؟

اس بات سے تو قطع نظر کہ معاویہ بن ابوسفیان فتح مکہ میں اسلام لایا اور اسی مکہ میں رہا اور رسول اکرم ص مدینے لوٹ گئے اس بناء پر کوئی خاص موقع نہیں ملا کہ معاویہ وحی کو لکھتا

کتابتِ وحیِ معاویہ کتب شیعہ میں:

کتب شیعہ میں بھی روایت پائی جاتی ہے معاویہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے لئے لکھتا تھا لیکن اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ وحی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

کو لکھتا تھا

شیخ صدوق رضوان اللہ تعالی علیہ (متوفی 381ھ) معانی الآخبار میں لکھتے ہیں

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (علیه السلام) يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله وسلم) وَ مُعَاوِيَةُ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ أَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى خَاصِرَتِهِ بِالسَّيْفِ مَنْ أَدْرَكَ هَذَا يَوْماً أَمِيراً فَلْيَبْقُرْ خَاصِرَتَهُ بِالسَّيْفِ فَرَآهُ رَجُلٌ مِمَّنْ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ص يَوْماً وَ هُوَ يَخْطُبُ بِالشَّامِ عَلَى النَّاسِ فَاخْتَرَطَ سَيْفَهُ ثُمَّ مَشَى إِلَيْهِ فَحَالَ النَّاسُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ فَقَالُوا يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا لَكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ع يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ هَذَا يَوْماً أَمِيراً فَلْيَبْقُرْ خَاصِرَتَهُ بِالسَّيْفِ قَالَ فَقَالَ أَ تَدْرِي مَنِ اسْتَعْمَلَهُ قَالَ لَا قَالُوا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ فَقَالَ الرَّجُلُ سَمْعاً وَ طَاعَةً لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ.

ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ: معاویہ رسول کے پاس لکھنے میں مشغول تھا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی تلوار سے معاویہ کے پیٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: جو کوئی اس آدمی کو حاکم دیکھے لازم ہے کہ اس کا پیٹ تلوار سے پارا کر دے ایک شخص جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی یہ حدیث سنی تھی جب شام میں معاویہ کو دیکھا کہ لوگوں سے خطاب کر رہا ہے تو تلوار لیکر معاویہ کی طرف دوڑا لیکن لوگوں نے اسے روک دیا اور معاویہ تک جانے نہیں دیا لوگوں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا کر رہے ہو اس نے کہا میں

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے جو کوئی اسے حاکم دیکھے اس کا پیٹ تلوار سے پھاڑ دے لوگوں نے کہا پتا ہے معاویہ کو کس نے امیر بنایا ہے؟ کہا معلوم نہیں ہے لوگوں نے کہا: اسے، امیرالمومنین عمر نے بنایا ہے تب اس شخص نے کہا میں دل وجان سے عمر کا مطیع ہو۔

الصدوق، أبو جعفر محمد بن علي بن الحسين، معاني الأخبار، ص 347، ناشر: جامعه مدرسين، قم، اول، 1403ق

نتیجہ۔

اولا: معاویہ کا کاتب وحی ہونا ثابت نہیں بلکہ شدت سے اس کی نفی کی گئی ہے

ثانیاً: فرض بھی کرلیا جائے معاویہ پر کاتب وحی ہونے کا عنوان آتا ہے تب کوئی امتیاز اور فضیلت نہیں ہے اس لئے اپنی زندگی میں ایسے کام انجام دیئے ہے اور بدعات انجام دی ہیں جو کاتب وحی کا عنوان کا ختم کر دیتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

المصاحف:

Quranic Version

1-مصحف عمر بن الخطاب :طبعا عمر بن الخطاب رضى الله عنه هو الصحابي المعروف وعاصر النبى صلى الله عليه وسلم

یہ معروف صحابی تھے اور زمانہ رسول ﷺ میں موجود تھے

2-مصحف علی بن أبي طالب :رضى الله عنه هو الصحابى المعروف وعاصر النبى صلى الله عليه وسلم

یہ معروف صحابی تھے اور زمانہ رسول ﷺ میں موجود تھے

3-مصحف أبي بن كعب :رضى الله عنه هو الصحابى المعروف وعاصر النبى صلى الله عليه وسلم

یہ معروف صحابی تھے اور زمانہ رسول ﷺ میں موجود تھے

4-مصحف عبد الله بن مسعود :رضى الله عنه هو الصحابي المعروف وعاصر النبى صلى الله عليه وسلم

یہ معروف صحابی تھے اور زمانہ رسول ﷺ میں موجود تھے

5-مصحف عبد الله بن عباس :رضى الله عنه هو الصحابى المعروف وعاصر النبى صلى الله عليه وسلم

یہ معروف صحابی تھے اور زمانہ رسول ﷺ میں موجود تھے

6-مصحف عبد الله بن الزبير :رضى الله عنه هو الصحابى المعروف وعاصر النبى صلى الله عليه وسلم

یہ معروف صحابی تھے اور زمانہ رسول ﷺ میں موجود تھے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

7-مصحف عبد الله بن عمر :رضى الله عنه هو الصحابي المعروف وعاصر النبى صلى الله عليه وسلم

یہ معروف صحابی تھے اور زمانہ رسول ﷺ میں موجود تھے

8-مصحف عائشة زوجة النبى :رضى الله عنها هى أم المؤمنين الصحابية المعروفة كانت زوجة للنبى صلى الله عليه وسلم

یہ صحابیہ معروف ہیں اور زوجہ رسول ﷺ ہیں

9-مصحف حفصة زوجة النبى :رضى الله عنه هى أم المؤمنين الصحابية المعروفة كانت زوجة للنبى صلى الله عليه وسلم

یہ صحابیہ معروف ہیں اور زوجہ رسول ﷺ ہیں

10-مصحف عبيد بن عمير الليثى :عبيد بن عمير عبيد بن عمير ابن قتادة الليثى الجندعى المكى، الواعظ المفسر كان من ثقات التابعين وأئمتهم بمكة فهو تابعى وليس صحابى فكيف يكتب مصحفا فى عهد النبى صلى الله عليه وسلم

یہ صحابی نہیں تھے مگر ثقہ تابعین اور مکہ کے ائمہ میں ان کا شمار کیا جاتا تھا۔

11-مصحف عطاء بن أبي رباح :من أجلاّء الفقهاء والتابعين فى القرن الأول والثانى الهجريين. فهو تابعى وليس صحابى فكيف يكتب مصحفا فى عهد النبى صلى الله عليه وسلم

یہ اجل فقہاء تابعین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ اس نے کیسا عہد رسول میں

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

قرآن لکھا۔

12-مصحف عكرمة :عكرمة مولى ابن عباس تابعي وليس صحابي فكيف يكتب مصحفا في عهد النبي صلى الله عليه وسلم

یہ عبداللہ ابن عباس کا غلام تھا تابعین میں شمار کیا جاتا تھا صحابی ہرگز نہیں تھا۔ نہ معلوم اس نے کیسا عہد رسول میں قرآن لکھا۔

13-مصحف مجاهد :الامام مجاهد تابعي وليس صحابي فكيف يكتب مصحفا في عهد النبي صلى الله عليه وسلم

تابعین میں شمار کیا جاتا تھا صحابی ہرگز نہیں تھا۔ نہ معلوم اس نے کیسا عہد رسول میں قرآن لکھا۔

14-مصحف سعيد بن جبير :تابعي وليس صحابي فكيف يكتب مصحفا في عهد النبي صلى الله عليه وسلم

تابعین میں شمار کیا جاتا تھا صحابی ہرگز نہیں تھا۔ نہ معلوم اس نے کیسا عہد رسول میں قرآن لکھا۔

15-مصحف الأسود بن زيد لم أجد له تعريفا

ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں

16-مصحف محمد بن أبي موسى :هناك اثنان بهذا الاسم والاثنين لم يلقو النبي عليه السلام أصلا فكيف سيكتب مصحفا في عهده صلى الله عليه وسلم

اس نام کے دو حضرات گذرے ہیں انہوں نے کبھی رسول ﷺ کو نہیں دیکھا۔

17-مصحف حطان بن عبد الله الرقاشي :لم يلق النبي

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علیہ السلام أصلا فکیف سیکتب مصحفا فی عھدہ
صلی اللہ علیہ وسلم
انھوں نے کبھی رسول ﷺ کو نہیں دیکھا۔نہیں معلوم انھوں نے قرآن
کیسے لکھا

18-مصحف صالح بن کیسان تابعی ولیس صحابی لم یلق
النبی علیہ السلام فکیف یکتب مصحفا فی عھد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
انھوں نے کبھی رسول ﷺ کو نہیں دیکھا۔نہیں معلوم انھوں نے قرآن
کیسے لکھا۔یہ تابعین میں شمار ہوتے تھے

19-مصحف طلحۃ بن مصرف لم یلق النبی علیہ
السلام فکیف یکتب مصحفا فی عھد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم
انھوں نے کبھی رسول ﷺ کو نہیں دیکھا۔نہیں معلوم انھوں نے قرآن
کیسے لکھا۔

20-مصحف الأعمش لم یلق النبی علیہ السلام فکیف
یکتب مصحفا فی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انھوں نے کبھی رسول ﷺ کو نہیں دیکھا۔نہیں معلوم انھوں نے قرآن
کیسے لکھا

21-مصحف علقمۃ بن قیس لم یلق النبی علیہ السلام
فکیف یکتب مصحفا فی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انھوں نے کبھی رسول ﷺ کو نہیں دیکھا۔نہیں معلوم انھوں نے قرآن
کیسے لکھا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

وحی کا ظہور

وحی کے بارے میں گفتگو اس لحاظ سے اہمیت رکھتی ہے کہ یہ کلام الٰہی کی شناخت کا ذریعہ ہے بلکہ شاید ابحاثِ قرآنی میں سب سے مہم ترین بحث وحی کے بارے میں ہی ہو یعنی وحی کی پہچان اور آسمان سے زمین کے درمیان ارتباط کی پہچان ان سوالات کے جوابات مطالب قرآنی کو سمجھنے میں خاصی مدد دیتے ہیں۔

وحی کے لغوی معنی:

لفظ وحی معانی کے اعتبار سے کئی معانی میں استعمال ہوا ہے من جملہ ان میں سے اشارہ، کتابت، پیغام، پوشیدہ گفتگو، مخفی اعلان، جلدی، جو بھی کلام ہو، وہ پیغام یا اشارہ جو دوسرے کی طرف بھیجا کیا جائے دوسروں کی توجہ سے بچاتے ہوئے، کسی بات کا سمجھانا ان سب کو وحی کہا جاتا ہے، ماہر لغت راغب اصفہانی لکھتے ہیں:۔"وحی یعنی وہ پوشیدہ پیغام جو اشارہ کے ذریعے جلدی انجام پائے۔(۱)

ابواسحاق نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔

قرآن میں وحی کے معانی:۔

لفظ وحی قرآن میں چار معنی میں استعمال ہوا ہے:

۱۔ پوشیدہ اشارہ: یہ وہی لغوی معنی ہے جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب خاموش رہنے کا روزہ رکھا ہوا تھا جس کا ذکر قرآن میں کچھ اس طرح سے ہے۔

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا>([2])

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ـــ"یعنی وہ محراب عبادت سے لوگوں کی طرف آئے اور لوگوں کو اشارے کے ذریعے کہا کہ صبح وشام اللہ کی تسبیح کرو (نعمات پروردگار کے شکرانے میں)ـــ"۔

۲۔فطری ہدایت: یہ وہ فطری وطبیعی ہدایت ہے جو تمام موجودات میں ودیعت کی گئی ہے چاہے جمادات ہوں یا نباتات، حیوانات ہوں یا انسان فطری طور پر ہر ایک اپنی بقا اور بقائے حیات کو چاہتا ہے اس ہدایت طبیعی وفطری کو قرآن میں وحی کے نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا

وَاَوْحٰی رَبُّكَ إِلَی النَّحلِ اَنِ اتَّخِذِی مِنَ الْجِبَالِ بُیُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُونَ۔ثُمَّ كُلِی مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِی سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً ...<[3])

ـــ"یعنی تمھارے پرودگار نے شہد کی مکھی کو وحی کی (یعنی اس میں فطری طور پر الہام کیا) کہ پہاڑوں اور درختوں اور گھروں کی بلندیوں میں گھر بنائے۔اس کے بعد مختلف پھلوں سے غذا حاصل کرے اور نرمی کے ساتھ خدائی راستہ پر چلےـــ"۔

۳۔الہام اور غیبی فرمان: کبھی انسان کو ایسا پیغام ملتا ہے کہ اس پیغام آنے کی وجہ کو وہ سمجھ نہیں پاتا ہے (یہ خصوصاً اضطرار کے عالم میں انسان سمجھتا ہے کہ کوئی راہ موجود نہیں ہے) ناگہاں اس کے دل میں امید کی ایک لہر دوڑتی ہے جس سے اس کے لئے راہ روشن ہوجاتی ہے اور اسے اس وحشت ناک کیفیت سے نکال دیتی ہے یہ وہی راہ ہے جو پس پردہ انسان کی مدد کرتی ہے اسے قرآن میں وحی سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن مادر موسی (علیہ السلام) کے بارہ میں ارشاد فرماتا ہے:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

<وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرَىٰ ۝ اِذْ اَوْحَيْنَا اِلَىٰ اُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ اَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝ اِذْ تَمْشِي اُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ فَرَجَعْنَاكَ اِلَىٰ اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ۔۔۔>([4])

"یعنی اور ہم نے تم پر ایک اور احسان کیا ہے۔ جب ہم نے تمھاری ماں کی طرف ایک خاص وحی کی کہ اپنے بچے کو صندوق میں رکھ دو اور پھر صندوق کو دریا کے حوالے کردو موجیں اسے ساحل پر ڈال دیں گی اور ایک شخص اسے اٹھالے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور موسیٰ کا بھی دشمن ہے پھر ہم نے تمھیں تمھاری ماں کی طرف پلٹا دیا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور رنجیدہ نہ ہو۔"

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کی ولادت ہوئی تو ان کی ماں پریشان ہوئیں اچانک ان کے ذہن میں خیال آیا کہ خدا پر توکل کرتے ہوئے اسے دودہ دو اور جب بھی تم نے خطرہ محسوس کیا اسے لکڑی کے صندوق میں بند کرکے دریا میں چھوڑ دو اسی طرح ان کے ذہن میں آیا کہ ان کا بچّہ دوبارہ ان کی طرف لوٹ آئے گا اور اس مسئلے میں پریشان نہ ہو یہ وہ فکر تھی جو مادر موسیٰ کے ذہن میں آئی اس طرح کی نجات دہندہ اور خوف وہراس دور کرنے والی افکار کو الہام رحمانی اور عنایت ربّانی کہتے ہیں جن سے خدا کے صالح بندوں کو ضرورت کے وقت نجات ملتی ہے البتہ قرآن نے وحی کے اس طرح کے معانی کو وسوسہ شیطانی کے لئے بھی استعمال کیا ہے مثلاً ارشاد ھو اللہ۔ وَاِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ اِلَىٰ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اَوْلِیَآءِهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ...>([5])

ـــ”یعنی، شیاطین اپنے دوستوں کی طرف ایسی باتوں کوالہام وسوسہ ڈالتے ہیں کہ وہ تم لوگوں سے جھگڑیں ـــ“۔

۴۔وحی رسالی: یہ وہ قسم ہے جونبوّت کو مشخّص کرتی ہےاوراس طرح کی وحی کاذکرقرآن میں ستّرمرتبہ آیاہے مثلاًارشادہوا:

>وَ كَذَلِكَ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ قُرْآنًا عَرَبِیًّا لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا...>([6])

ـــ”یعنی اوراسی طرح ہم نے آپ کی طرف قرآن کی وحی کی تاکہ آپ مکہ والوں اوراس کے اطراف والوں کوڈرائیے ـــ“۔

انبیاءایسے انسان کامل ہوتے ہیں جووحی دریافت کرنے کی کامل آمادگی رکھتے ہیں امام حسن عسکری (علیہ السلام) اس بارہ میں فرماتے ہیں:

ـــ”خدانےقلوب انبیاء کووحی کے قبول کرنے لئے بہترین پایاتوانھیں نبوّت کے لئے منتخب کیاـــ“۔([7])

پیغمبراسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ارشادفرماتے ہیں:ـــ”خدانےکوئی ایساپیغمبر نہیں بھیجامگراسےجس نےاپنی عقل کوکمال تک پہنچایاہواتھااوراس کی ذکاوت پوری امّت سے برترتھی ـــ“۔([8])

صدرالدّین کہتے ہیں:ـــ”قبل اس کے کہ کسی نبی کونبوّت ملےاس کے باطن نےحقیقتِ نبوّت کوسمجھ لیاتھاـــ“۔([9])

وحی کاظہورالہام کی مانندباطن کے خاص مواردمیں پاک اوصاف ہونے پراستعمال ہوتاہےاس فرق کےساتھ کہ منشأالہام اس شخص سے پوشیدہ رہتا ہےجس کی طرف وحی ہوتی ہےلیکن وحی کی مرضی اسے معلوم ہوتی ہےاسی لئے انبیاءپیام آسمانی کوحاصل کرتے وقت حیرت وپریشانی میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

گرفتار نہیں ہوتے ہیں کیونکہ انہیں وحی کے سبب علّت اور کیفیت سے پوری آشنائی ہوتی ہے۔

زرارہؓ، امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے سوال کرتے ہیں کہ:

__"کس طرح پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مطمئن ہوئے کہ جو کچھ انہیں پہنچ رہا ہے وہ وحی ہے نہ کہ وسوسۂ شیطانی تو امام نے جواب دیا: جب بھی اللہ تعالی اپنے بندے کو رسالت کے لئے انتخاب کرتا ہے اُسے اطمینان قلب وسکون عطا کرتا ہے اس طرح سے کہ جو کچھ اُسے اللہ کی جانب سے پہنچتا ہے وہ ایسا ہے گویا وہ اسے آنکھوں سے دیکھ رہا ہے__"۔(10)

اور خدا پیغمبر کے انتخاب میں ہر طرح کے تعّجب اور بیجا توہم کو دور کرنے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: __"ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی نازل کی ہے جس طرح نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد کے انبیاء کی طرف وحی کی تھی اور ابراہیم (علیہ السلام)، اسماعیل (علیہ السلام)، اسحاق (علیہ السلام)، یعقوب (علیہ السلام)، اسباط (علیہ السلام)، عیسی (علیہ السلام)، ایّوب (علیہ السلام)، یونس (علیہ السلام)، ہارون (علیہ السلام)، سلیمان (علیہ السلام) کی طرف وحی کی ہے اور داوٗد (علیہ السلام) کو زبور عطا کی ہے۔ کچھ رسول ایسے ہیں جن کے قصےّ ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور کچھ رسول ایسے ہیں جن کا تذکرہ ہم نے نہیں کیا ہے۔ اور اللہ نے موسیٰ سے باقاعدہ گفتگو کی ہے۔ یہ سارے رسول بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اس لئے بھیجے گئے تاکہ رسول کے آنے کے بعد انسانوں کی حجت خدا پر قائم نہ ہونے پائے اور خدا سب پر غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔ (یہ مانیں یا نہ مانیں) لیکن خدا نے جو کچھ آپ پر نازل کیا ہے وہ خود اس کی گواہی ہے کہ اس نے اپنے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

علم سے نازل کیا ہے اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہیں اور خدا خود بھی شہادت کے لیے کافی ہے۔ بیشک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور راہ خدا سے منع کردیا وہ گمراہی میں بہت دور تک چلے گئے ہیں۔"۔(11)

لہٰذا اس مسئلے میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کی انسانوں میں سے بعض افراد وحی کے لئے منتخب ہوں کیونکہ وحی کا سلسلہ ایسا ہے جس سے بشر آشنا ہے کیونکہ یہ سلسلہ ابتدائے بشریت سے چلا آرہا ہے۔

وحی رسالی کی اقسام

قرآن کے مطابق وحی رسالی تین قسم کی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا:

>وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ز وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا...<([12])

"یعنی کسی سے اللہ تعالی نے کلام نہیں کیا مگر یا وحی کے ذریعے یا حجاب کے ذریعے یا بھیجے ہوئے فرشتے کے ذریعے جس ذریعے سے بھی وہ جو چاہتا ہے وحی کرتا ہے بیشک وہی بلند مرتبہ والا دانا ہے۔ اسی طرح سے اے رسول ہم نے اپنی طرف سے آپ کی طرف روح الامین کے ذریعے وحی کی۔"۔

۱۔ وحی مستقیم: یعنی قلب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر مستقیم اور بلاواسطہ وحی کا نازل کرنا جیسا کہ اس سلسلے میں خود پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے:"

ان روح القدس ینفث فی روعی"۔([13])

یعنی روح القدس نے میرے اندر پھونکتے ہیں (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس جبرئیل کے علاوہ کوئی اور ہے)

۲۔ آواز کا ایجاد کرنا: پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف اس طرح سے آواز کے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ساتھ وحی کا پہنچنا کہ ان کے علاوہ کسی اور کا نہ سننا اس طرح سے آواز کا سننا اور صاحب آواز کا دکھائی نہ دینا ایسا ہے کہ گویا کوئی پردے کے پیچھے سے بولے اس لئے آیت <اٴو من وراء حجاب> ذکر ہوا، حضرت موسیٰ کی طرف کوہ طور میں جو وحی ہوئی شب معراج پیغمبر کو بھی اسی طرح کی وحی ہوئی۔

۳۔وحی کا فرشتہ کے ذریعہ سے بھیجنا: جس طرح جبرئیل امین پیغامات الٰہی کو پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس لایا کرتے تھے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا: <نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاٴَمِينُ عَلَی قَلْبِكَ..> ([14]) ”یعنی روح الامین نے اس قرآن کو آپ کے قلب پر نازل کیا“۔

نزول وحی کی کیفیت:۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف جب مستقیم بلا واسطہ وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کو سنگینی کا احساس ہوتا تھا آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جسم گرم ہوجاتا تھا اور آپ کی پیشانی پر پسینہ جاری ہوجاتا تھا اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اونٹ یا گھوڑے پر سوار ہوتے تو اس حیوان کی کمر جھکنے لگتی تھی اور زمین سے نزدیک ہوجاتی تھی، حضرت علی (علیہ السلام) ارشاد فرماتے ہیں:

”جب قلب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر سورہ مائدہ کا نزول ہوا تو اس وقت آپ ”شھباء“ نامی سواری پر تھے کہ حیوان کی کمر خم ہوگئی اور نزدیک تھا کہ زمین سے لگ جائے ایسے وقت میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حالت متغیر ہونے لگی اور آپ نے اپنے ہاتھ کو قریب صحابی کے کندھے پر رکھ دیا“۔([15])

عبادہ بن صامت کہتے ہیں ”نزول وحی کے وقت پیغمبر کا رنگ متغیر ہونے لگتا تھا اور پیغمبر کی کمر جھکنے لگتی تھی اور پیغمبر سر کو جھکا لیتے تھے یہ دیکھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرصحابہ بھی جھک جایا کرتے تھے ۔“([16])

بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نزول وحی کے وقت پیغمبر کے زانو برابر میں بیٹھے ہوئے دوسرے شخص کے زانوں پر پڑ جاتے وہ پیغمبر کے زانوئں کی سنگینی کو تحمّل نہ کر پاتا تھا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ پیغمبر پر اس طرح کی حالت کیوں طاری ہوتی تھی شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ہم وحی کی حقیقت سے آشنا نہیں ہیں، مزید تفصیل کے لئے دوسری کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے جو خاص وحی اور اس کی کیفیت کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔

([17])۔اس نظریے کہ برعکس امیرالمومنین حضرت علی ابی طالب علیہ السلام وحی کے بارے میں فرماتے ہیں:

أَرَىٰ نُورَ الْوَحیِ وَالرِّسالَة، وأشُمّ ریح النبوة۔ میں وحی اور رسالت کے نور کو دیکھ رہا تھا اور میں نبوت کی خوش بو سونگھ رہا تھا۔ خطبہ نہج البلاغة ۱۹۰ خطبہ قاصعہ۔

jabir.abbas@yahoo.com

[1] المفرادات فی غریب القرآن، ص ۵۱۵۔

[2] سورہ مریم، آیت ۱۱۔

[3] سورہ نحل، آیہ ۶۸ و ۶۹۔

[4] سورہ طٰہٰ آیہ ۳۷۔۴۰۔

[5] سورہ انعام، آآیہ ۱۲۱۔

[6] سورہ شوریٰ آیت ۷۔

[7] بحار، ج ۱۸، ص ۲۰۵ ح ۳۶۔

[8] اصول کافی، ج ۱، ص ۱۳۔

[9] شرح اصول کافی، ج ۳، ص ۴۵۴۔

[10] بحار، ج ۱۸، ص ۲۶۲، ح ۱۶۔

[11] سورہ نساء آیہ ۱۶۳ سے ۱۶۷۔

[12] سورہ شوری آیہ ۵۱۔۵۲۔

[13] الاتقان ج ۱، ص ۴۴۔

[14] سورہ شعراء آیت ۱۹۴۔۱۹۳۔

[15] تفسیر عیاشی، ج ۱ ص ۳۸۸۔

[16] طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۱۳۱۔

[17] التمہید فی علوم القرآن ج ۱ ص ۲۶۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علوم قرآن کی اصطلاح

(یہ مضمون میں نے ایک کتاب سے حاصل کیا ہے ناظرین کی لئے پیش خدمت ہے۔مراد)

علومِ قرآن کی اصطلاح اوراسکی تقسیم بندی

صدرِ اسلام ہی سے اہلِ علم ودانش صحابہ تابعین اور تبع تابعین علوم قرآن میں سے کسی ایک یا چند علوم میں مہارت رکھتے تھے اور انہوں نے خاص موضوعات میں تحریریں اور کتب یادگار چھوڑی ہیں مثلاً ابوعبید قاسم بن سلام (متوفی ۲۲۴) نے بقول ابن ندیم کے درج ذیل کتب تحریر کی ہیں غریب القرآن، معانی القرآن، القرائات، کتاب عدد آلقران، کتاب ناسخ ومنسوخ اور فضائل القرآن یہ تمام موضوعات اصطلاحاً علوام القرآن کہلاتے ہیں۔

ابن ندیم نے ابن کامل کے حالاتِ زندگی بیان کرتے ہوئے انہیں "احد المشھورین فی علوم القرآن" قرار دیا ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ چوتھی صدی اور ابن ندیم کے زمانہ سے ہی علوم قرآنی کی اصطلاح رائج رہی ہے البرھان فی علوم القرآن اور الاتقان میں بنیادی طور پر انھیں علوم پر بحث کی گئی ہے۔

متقدمین نے اپنے ذوق اور سلیقہ کے مطابق علوم قرآن کی تقسیم بندی کی ہے مثلاً جلال الدین سیوطی نے نزول قرآن کو رات دن، سردی وگرمی، سفر حضر وغیرہ میں تقسیم کر کے علوم قرآن کی ۱۸۰ اقسام بیان کی ہیں۔علامہ قطب الدین شیرازی (متوفی ٦۴۸) نے علوم قرآن کو بارہ موضوعات میں تقسیم کیا ہے متقدمین کے نظریات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے ہم قطب الدین شیرازی کی آراء ونظریات کا یہاں پر تذکرہ کریں گے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

علوم القرآن کی تقسیم

قطب الدین شیرازی کہتے ہیں

علم فروع دو قسموں کا ہے ایک مقصود اور دوسرا تبع مقصود، مقصود کے چار رکن ہیں پہلا رکن علم کتاب ہے اور اسکی بارہ اقسام ہیں۔

۱۔علم قرائت: اسکی دو اقسام ہیں ایک قرانات سبع، جو کہ نبی کریم سے تواتر سے مروی روایات سے اخذ ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے۔

اور دوسری شوآذ اور یہ آحاد کی روایات کی ساتھ مروی ہے اور اسکے ساتھ نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

۲۔علم وقوف: یعنی آیات کہاں پر ختم ہوتی ہیں اور دوران آیت کہاں پر وقف کیا جاسکتا ہے اور یہ منقولی علم ہے

بعض اوقات کلمات قرآن قیاس کے حکم کی بنا پر ایک آیت شمار ہوتے ہیں لیکن بحکم روایت ایک سے زیادہ آیات ہوتی ہیں مثلاً اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالِمینَ اَلرَّحمنِ الرَّحِیمِ مَالِكِ یَومِ الدِّین قیاس کے حساب سے ایک کلام ہے کیونکہ یہ سب صفات ایک ہی موصوف کی ہیں پس بنابراین قیاس اسے ایک آیت ہونا چاہیے لیکن بحکم روایت یہ تین آیات ہیں لیکن بعض مواقع پر اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے جیسے سورہ بقرہ کی آخری آیت ہے قارئین کو معلوم ہونا چاہیے کہ وقف کے سبب معانی بھی مختلف ہوجاتے ہیں جیسا کہ اس آیت میں ہے وَمَا یَعلَم تَاوِیلَہ اِلَّا اللّٰہُ وَالرَّاسِخُونَ فِی العِلم اگر یہاں پر وقف کریں تو مراد یہ ہوگی کہ متشابہات کی تاویل خدا جانتا ہے اور وہ لوگ جو علم میں راسخ ہیں اور اگر اللہ پر وقف کریں تو معنی ہوگا کہ صرف خدا ہی تاویل متشابہات جانتا

jabir.abbas@yahoo.com

ہے۔

۳۔علم لُغاتِ قرآن کا جاننا بھی ایک مفسر کے لئے انتہائی ضروری ہوتا ہے۔

۴۔علم اعراب ہے اس علم کے جانے بغیر تفسیر قرآن کا شروع کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ قرآن کے معانی لغت اور اعراب کی وساطت سے جانے جاتے ہیں۔

۵۔علم اسباب نزول قرآن کو ۲۳ سال کی مدت میں مختلف مناسبتوں سے اور مختلف مقامات پر نازل کیا گیا ہے جن کا علم رکھنا ضروری ہے۔

۶۔علم ناسخ ومنسوخ مکلف پر لازم ہے کہ وہ ناسخ پر عمل کرے نہ کہ منسوخ پر۔

۷۔علم تاویل بعض مقامات پر لفظ ظاھراً نفی پر دلالت کرتا ہے مگر مراد اثبات ہوتی ہے جیسے

لااقسم بیوم القیمۃ

میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں۔

اوراسی طرح

وما منعك ان لاتسجد

تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا۔

اور ایسی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔

کبھی ایک لفظ ــ" عَلَم ــ" ہوتا ہے اور مراد ایک شخص ــ" خاص ــ" ہوتا ہے

"قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ"

ناس اول سے مراد نعیم بن مسعود ہے اور کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

جیسے

فاعلم اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہاں پر ماموراگرچہ معین فرد ہے لیکن مراد جملہ مکلّفین ہیں

۸۔ علم قصص میں بہت سی حکمتیں ہیں۔اوّلاً علم قصص سے نیکوں اور بُروں کی عاقبت معلوم ہوتی ہے اوراس طرح لوگوں کو اطاعت کی طرف رغبت اور گناہ سے اجتناب کی ترغیب ملتی ہے۔

ثانیاً چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُمّی تھے اور آپ نے کسی کی شاگردی اختیار نہ کی تھی لہذا آپ جب گذشتہ اقوام وافراد کے بارے میں حکایات اور قصص بیان فرماتے تھے اوراس میں کوئی غلط بات نہیں ہوتی تھی تو ثابت ہوجاتا تھا کہ وہ یہ حکایات وحی کے ذریعے بیان فرمارہے ہیں۔

ثالثاً قصص قرآنی کا ایک فلسفہ یہ بھی ہے کہ آپ کو معلوم ہوجائے کہ جس طرح دیگرانبیاء کرام کو مصائب ومشکلات کا سامنا کرنا پڑا اسی طرح آپ کو بھی کرنا پڑے گا۔

۹۔علم استنباط معانی قرآن جیسے علم اصول اور علم الفقہ کے قواعداور مسائل کواس علم کے ماہرین نے قرآن سے استنباط کیا ہے۔

۱۰۔علم ارشاد نصیحت مواعظ اور امثال یہ علوم قرآن کے وہ ظواہر ہیں جن تک بشری عقول کی رسائی ہے ورنہ علوم قرآن بحر بیکراں اور لامحدود ہیں۔

۱۱۔ علم معانی ؛ مراد تراکیب کلام کے خواص سے آگاہی ہے اس علم کے سبب سے کلام کی تطبیق کے مرحلے پر خطا سے محفوظ رہنا ہے۔

۱۲۔علم بیان اس سے مراد وہ علم ہے جس میں متکلم ایک ہی مفہوم کو مختلف طریقوں سے اپنے سامع تک پہنچاتا ہے جس میں بعض مفاہیم

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بڑے واضح وروشن اور بعض پوشیدہ ہوتے ہیں۔
بدرالدین زرکشی کی نظر میں علوم قرآن کی اقسام زرکشی کہتے ہیں کہ متقدین نے علوم القرآن پر کوئی کتاب نہیں لکھی تھی لہذا میں نے خداوند تعالیٰ کی مدد اور استعانت سے ایک ایسی کتاب تحریر کی ہے جو تمام نکات اور فنونِ قرآن پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دلوں کو خوشی دیتی ہے اور عقلوں کو حیرت زدہ کرتی ہے مفسروں کے تفسیری کام میں مددگار ہے۔ اور انھیں کتاب آسمانی کے اسرار وحقائق سے آگاہ کرتی ہے۔
علوم قرآن کی اقسام کی فہرست درج ذیل ہے ا۔مناسبات بینالاٰیات معرفت المناسبات بین الآیات

٢۔ معرفه سبب النزول
٣۔ معرفة الفواصل
٤۔ معرفة الوجوه والنظائر
٥۔ علم المتشابه
٦۔ علم المبهمات
٧۔ فی اسرار الفواتح
٨۔ فی خواتم السور
٩۔ فی معرفت المکی والمدنی
١٠۔ معرفة اول مانزل
١١۔ معرفة علی کم لغةٍ نَزَل
١٢۔ فی کیفیت الانزال
١٣۔ فی بیان جمعه ومن حفظ من الصحابه
١٤۔ معرفة تقسیمه

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

۱۵۔ معرفة ما وقع فیه من غیر لغة الحجاز
۱۶۔معرفة اسمائِه
۱۷۔ معرفة ما فیه من الغة العرب
۱۸۔ معرفة غریب القرآن
۱۹۔ معرفة اختلاف الالفاظ بزیادہ او نقص
۲۰۔ معرفة التعریف
۲۱۔ معرفةِ الاحکام
۲۲۔ معرفة توجیه
۲۳۔ معرفة کون اللّفظ او الترکیب احسن وافصح ۲۴۔
معرفہ الوقف و والابتداء ۲۵۔ علم مرسوط الخط
۲۶۔ معرفة فضائله
۲۷۔ معرفة خواصّه
۲۸۔ فی آداب تلاوته
۲۹۔ هل فی القرآن شی افضل من شیء
۳۰۔ معرفتِ احکام
۳۱۔ فی انه هل یجوز فی التصانیف والرسائل والخطب
۳۲۔ فی معرفة جدله
استعمال بعض آیات القرآن
۳۳۔ معرفة ناسخه ومنسوخه
۳۴۔ معرفة الامثال الکائنة فیه
۳۵۔ معرفة توهمّ المختلف
۳۶۔ فی معرفة المحکم من المتشابه

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۷۔ فی حکم الآیات المتشابہات الواردہ فی الصفات
۳۸۔ معرفۃ اِعجازہ
۳۹۔ معرفۃ الوجوب تواترہ
۴۰۔ فی بیان معاضدۃِ السنّہ الکتاب
۴۱۔ معرفۃ تفسیرہ
۴۲۔ معرفۃ وجوب المخاطبات
۴۳۔ بیان حقیقۃ و مجازہ
۴۴۔ فی ذکر ما تیسر
۴۵۔ فی اقسام معنی الکلام
۴۶۔ آسالیب القرآن
۴۷۔ فی معرفۃ الادوات

امام عبداللہ زرکشی (متوفی ۷۹۴) نے علوم قرآن سے مدون شدہ ان سینتالیس (47) فصول کے آغاز میں یعنی ہر فصل سے پہلے اس علم کی وضاحت کی ہے اس علم میں لکھی جانے والی کُتب اور ان کے مصنفین کا بھی ذکر کیا ہے امام زرکشی نے علوم قرآن کو بہت عمدہ اور جامع انداز میں بیان کی ہے۔ جس سے قاری لذت محسوس کرتا ہے مصنف قاری کو ایسے مطالب سے آگاہ کرتا ہے جو کسی دوسری کتاب میں موجود نہیں ہیں۔

جلال الدین سیوطی کی نظر میں علوم قرآن کی تقسیم جلال الدین سیوطی نے ”الاتقان“ کے مقدمہ میں ”البرہان“ میں امام زرکشی کی تقسیم بندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے ”الاتقان“ میں ”البرہان“ کی نسبت علوم قرآن کو زیادہ بہتر صورت میں مرتب

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور تقسیم کیا ہے۔ سیوطی اپنی تقسیم بندی میں ہر قسم کو ''نوع'' قرار دیتے ہوئے علوم قرآن کو یوں تقسیم کرتے ہیں۔

علوم قرآن کی اقسام کی فہرست ۱ معرفة المکّی والمدنی۔

۲ معرفة الحضری والسفری

۳ النھاری واللّیلی۔

۴ الصّیفی والشّتائی۔

۵ الفراشی والنّواس۔

۶ الارضی والسّماوی۔

۷ مانزل علی لسان بعض الصّحابه۔

۸ آخر مانزل

۹ اوّل مانزل۔

۱۰ ما تکرّر نزوله

۱۱ ما انزل منه علی بعض الانبیاء ومالم اوّل مانزل

۱۲ اسباب النَّزول۔

ینزل منه علی احد قبل النبیّ۔

۱۳ فی الآحاد۔

۱۴ ماتأخّر حکمه عن نزوله وماتأخّر نزوله عن حکمه۔

۱۵ مانزل مشیّعا ومانزل مفردا۔

۱۶ معرفة مانزل مفرّقا ومانزل جمعا۔

۱۷ فی کیفیة انزاله۔

۱۸ فی معرفة اسمائه واسماء سوره۔

۱۹ فی جمعه وترتیبه۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۰ فی عدد سوره و آیاته و کلماته وحروفه۔
۲۱ فی حُفّاظِه ورُواتِه
۲۲ فی العالی والنّازل
۲۳ معرفه التّواتر۔
۲۴ فی المشهور۔
۲۵ فی الشاذ۔
۲۶ فی بیان الموصول لفظا والموصول معنا۔
۲۷ المدّرج۔
۲۸ فی معرفة الوقف والابتداء۔
۲۹ الموضوع۔
۳۰ فی الاماله والفتح وما بینهما۔
۳۱ فی المدّ والقصر۔
۳۲ فی الادغام والاظهار والاخفاء والاقلاب۔
۳۳ فی تخفیف الهمزه۔
۳۴ فی کیفیه تحمّله۔
۳۵ فی آداب تلاوته۔
۳۶ فی معرفة غریبه۔
۳۷ فیما وقع فیه بغیر لغة الحجاز۔
۳۸ فیما وقع فیه بغیر لغة العرب۔
۳۹ فی معرفة الوجوه والنّظائر۔
۴۰ فی معرفة معانی الادوات الّتی یحتاج الیها المفسّر۔
۴۱ فی معرفة اعرابه۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۲ فی قواعد مہمّۃ یحتاج المفسّر الی معرفتہا۔
۴۳ فی المحکم والمتشابہ۔
۴۴ فی مقدّمہ ومؤخّرہ۔
۴۵ فی خاصّہ وعامّہ۔
۴۶ فی مجملہ ومبینہ۔
۴۷ فی ناسخہ ومنسوخہ۔
۴۸ فی مشکلہ وموہم الاختلاف والتناقض۔
۴۹ فی مطلقہ ومقیّدہ۔
۵۰ فی منطوقہ ومفہومہ۔
۵۱ فی وجوہ مخاطباتہ۔
۵۲ فی حقیقہ ومجازہ۔
۵۳ فی تشبیہہ واستعاراتہ۔
۵۴ فی کنایاتہ وتعریضہ۔
۵۵ فی الحصر والاختصاص۔
۵۶ فی الایجاز والإطناب۔
۵۷ فی الخبر والانشاء۔
۵۸ فی بدایع القرآن۔
۵۹ فی فواصل الآی۔
۶۰ فی فواتح السّور۔
۶۱ فی خواتم السّور۔
۶۲ فی مناسبۃ الآیات والسّور۔
۶۳ فی الایات المتشابہات۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۶۴فی العلوم المستنبطه من القرآن۔
۶۵فی اعجاز القرآن۔
۶۶فی اسماء من نزل فیهم القرآن۔
۶۷فی آمثاله۔
۶۸فی الأسماء والکُنی والألقاب۔
۶۹فی آقسامه۔
۷۰فی افضل القرآن وفاضله۔
۷۱فی بدله۔
۷۲فی فضائل القرآن۔
۷۳فی مبهماته۔
۷۴فی مفردات القرآن۔
۷۵فی خواصّه۔
۸۶فی رسم الخطّ وآداب کتابته۔
۷۷فی شروط المفسر وآدابه۔
۷۸فی معرفه تأویله وتفسیره وبیان الحاجة الیه
۷۹فی طبقات التفسیر۔
۸۰فی غرائب التفسیر۔ (الاتقان ۱/۴ مصر مطبع سوم وفات ۹۱۱)

چونکہ متقدمین کی تقسیم میں مزید اصلاح اور اختصار سے کام لینے کی گنجائش تھی لہذا راقم نے اضافات کو حذف اور مشابہ موضوعات کو مدغم کرنے کے بعد اہم موضوعات کا انتخاب کر کے ایک نئی فہرست تشکیل دی ہے جو نسبتۃً جامع فہرست ہوگی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱ تاریخ قرآن:

اس موضوع کے تحت درج ذیل ضمنی موضوعات آجاتے ہیں۔ کیفیت نزول، مکی اور مدنی آیات، جمع القرآن، کتابت القرآن، نقط و اعراب وغیرہ۔

۲ قرأت ۳ تجوید

۴ غریب القرآن ۵ مجاز القرآن

۶ وجوہ القرآن ۷ اعراب القرآن

۸ ناسخ و منسوخ ۹ محکم و متشابہ

۱۰ اسباب النزول ۱۱ تفسیر القرآن

۱۲ تاویلِ القرآن

امید ہے یہ مختصر سی کوشش اہل تحقیق کے کسی کام آئے گی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

قرآن اور علم

(یہ مضمون میں نے انٹرنیٹ سے حاصل کیا)

قرآن اور علم کے رشتے کو سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن وعالم انسانیت کی رہبری کے لئے آیا ہے اور عالم انسانیت کا کمال و جوہر علم و دانش ہی سے کھلتا ہے۔قرآن نے رسول اکرم کی بعثت کی غرض بیان کرتے ہوئے یہ واضح کیا ہے کہ رسول کو تعلیم کتاب کے لئے بھیجا گیا ہے۔"یعلمھم الکتاب"اور کتاب کی تعریف میں یہ الفاظ بیان کئے ہیں کہ۔"لا رطب ولا یابس الا فی کتابٍ مبین"کوئی خشک وترایسا نہیں جو اس کتاب مبین میں نہ موجود ہو۔جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ رسول عالم انسانیت کو ہر خشک وتر کی تعلیم دینے آیا تھا۔

اس کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم نے اپنی تنزیل کا آغاز لفظ اقراء سے کیا ہے اور انجام علّم الانسان مالم یعلم پر کیا ہے یعنی تنزیل قرآن کا مقصد قرأت ہے اور اللہ نے انسان کو اس بات کی تعلیم دی ہے جو اسے نہیں معلوم تھی۔غور کرنے کی بات ہے کہ جو رسول اتنی جامع کتاب کی تلاوت و تعلیم کے لئے آیا ہو وہ کتاب سے بے خبر یا تعلیم سے بے گانہ کیسے ہوسکتا ہے؟۔اسلامی روایات کا بہت بڑا ظلم ہے کہ انہوں نے تنزیل قرآن کی روایات میں سرور دو عالمؐ کی جہالت بھی شامل کردی، حالانکہ لفظ اقرا کا وجود ہی اس امر کے اثبات کے لئے کافی تھا کہ رسول قرأت سے باخبر تھے ورنہ حکم قرأت لغو ہوجاتا اس لے ے کہ جبرئیل بحیثیت رسولؐ کے وحی لیکر آئے تھے، اسکول کے کسی بچے کو تعلیم دینے نہیں آئے تھے، واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ مدرس بچے سے بھی کہتا ہے کہ پڑھو جب کہ وہ پڑھنے سے ناواقف ہوتا ہے اور ملک

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

رسولؐ سے بھی کہہ رہا ہے کہ پڑھو جب کہ وہ تعلیم کتاب کے لئے رسول بنایا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک بچے اور رسول میں فرق ہوگا تو دونوں جگہ قرأت کا تصور بھی الگ الگ ہوگا اور اگر رسول رسالت کے با وجود طفل مکتب اور غار حرا کوئی مدرسہ ہوگا تو جبرئیل یقیناً الف۔ب کی تعلیم دینے آئیں ہوں گے۔

ارشاد ہوتا ہے "وما کنت تتلوا من قبله من کتاب ولا تخطه بیمینك اذاً لارتاب المبطلون" آپ اس قرآن سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے ورنہ اہل باطل شبہ میں پڑ جاتے۔ اور قرآن کو کسی مدرسہ کی تعلیم کا نتیجہ قرار دیتے ۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ علماء اسلام نے آیت کے کس لفظ سے رسول کی جہالت کا اندازہ کیا ہے، جب کہ قرآن نے صاف صاف لفظوں میں پڑھنے اور لکھنے کی نفی کی ہے ان دونوں کے جاننے کی نفی نہیں کی ہے بلکہ آگے چل کر اسی سے ملی دوسری آیت میں رسول کے علم کی وضاحت بھی کر دی ہے "بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم" بلکہ یہ قرآن چند آیات بینات کا نام ہے جنھیں ان صاحبان علم کے سینوں میں رکھ دیا گیا ہے جنہیں علم دیا گیا ہے۔ کیا آیت سے صاف واضح نہیں ہوتا کہ قرآن پہلے پڑھنے لکھنے کی نفی کی اور اس کے بعد علم کا اثبات کر دیا۔ یعنی علم قرآن پہلے بھی تمہارے سینے میں تھا لیکن ہم نے تمھیں پڑھنے لکھنے سے روک رکھا تھا تا کہ اہل باطل شبہ میں نہ پڑ جائیں اور انہیں سادہ لوح عوام کے ذہنوں میں شکوک پیدا کرنے کا موقع نہ ملے۔

قیامت تو یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ تنزیل قرآن کے بعد بھی رسول کو

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

قرأت وکتابت سے جاہل ہی تصوّر کرتا ہے اور اسی بنیاد پر دربار رسالت میں کاتبان وحی اور کاتبان خطوط ورسائل کی ضرورت محسوس کرتا ہے حالانکہ تاریخ میں صلح حدیبیہ کا واقعہ زندہ ثبوت ہے کہ رسول اکرمؐ عالم قرأت و کتابت تھے ورنہ اگر عالم قرأت نہ ہوتے تو رسول اللہ کے بجائے کوئی دوسرا لفظ کاٹ دیتے اور اگر عالم کتابت نہ ہوتے تو ابن عبداللہ کے بجائے کچھ اور لکھ دیتے۔

میرا ذاتی خیال تو یہ ہے کہ رسول کی جہالت کا افسانہ اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لیے گھڑا گیا ہے کہ حضور نے آخری وقت میں قلم و داوات کا مطالبہ کیا تھا تاکہ امت کی نجات کے لئے نوشتہ لکھ جائیں اور امت کے بعض جانے پہچانے لوگوں نے آپ کے حکم کو ہذیان قرار دے کر قوم کو قلم و داوات دینے سے روک دیا تھا۔ یعنی مقصد یہ ہے کہ رسول کو جاہل کتابت ثابت کر لیا تو کتابت کے لئے کاغذ و قلم مانگنے کو ہذیان آسانی کے ساتھ کہا جا سکے گا ورنہ امت اسلامیہ ورنہ امت اسلام رسول پر تہمت ہذیان رکھنے والے کے بارے میں بھی کچھ فیصلہ کر سکتی ہے؟

بہر حال علمی دنیا کی آفاقی وسعتوں پر قرآن مجید کے احسانات کا اندازہ اس بات سے بھی ہو سکتا ہے کہ آسمانی کتابوں کی آخری کتاب یعنی انجیل مقدس اپنی قوموں کو بنی اسرائیل کی بھیڑوں سے تعبیر کرتی ہے اور ظاہر ہے کہ جس قوم کی ذہنی سطح بھیڑوں کی سطح ذہن جیسی ہو گی اسے علوم و معرفت کے وہ خزانے نہیں دے جا سکتے جو یاایہا الناس کی مصداق قوم کو دے جا سکتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج سے دو صدی قبل تک مسیح کے پرستاروں اور کلیسا کے ٹھیکیداروں نے جدید تحقیقات کی شدید مخالفت کی ہے اور حرکت زمین، قوت جذب جیسی حقیقتوں کے انکشاف

jabir.abbas@yahoo.com

کرنے والوں کو سخت سزاؤں کا اہل قرار دیا ہے جب کہ قرآن مجید نے آج سے تقریباً چودہ سو برس قبل اس وقت کے ذہن کی برداشت کا لحاظ کرتے ہوئے دو دو لفظوں میں دنیا کے ہر بڑے علم کی طرف اشارہ کر دیا تھا اور آنے والی ترقی یافتہ انسانیت کے لیے سمندر کو کوزہ میں بند کر کے پیش کر دیا تھا۔ اب ترقی یافتہ انسان قرآن کی ان آیتوں کو پڑھے اور سر دھنتا رہے کہ اگر یہ کتاب آسمانی کتاب نہ ہوتی، اگر اس کے پیغامات ابدی پیغامات نہ ہوتے تو چودہ صدی قبل کے جاہل عرب معاشرے کے سامنے ان حقائق و معارف کو پیش کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ قرآن مجید نے مختصر الفاظ میں جن علوم کی طرف اشارہ کیا ہے ان کا اجمالی خاکہ یہ ہے :

ا۔علم ذرہ :

"وما یعزب عن ربك من مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذٰلك ولا اکبر الا فی کتاب مبین"

(زمین و آسمان کی ذرہ برابر چیز یا اس سے کم و زیادہ بھی اللہ کی نظروں سے بعید نہیں ہے، اس نے سب کو کتاب مبین میں جمع کر دیا ہے۔

آیت میں ذرّے کے ذکر کے ساتھ ثقل کا ذکر اور پھر ذرّے میں زمین و آسمان کی عمومیت اس بات کی دلیل ہے کہ ذرّے کا وجود صرف زمین پر نہیں ہے بلکہ آسمانوں پر بھی ہے اور یہ وہ چیز ہے جہاں تک ابھی سائنس کی رسائی نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ ذرّے کے ساتھ اصغر و اکبر کا ذکر اس بات کا ثبوت ہے کہ ذرّے سے چھوٹی چیز کا تصوّر ممکن ہے اور اس کا وجود واقع بھی ہے بلکہ علم خدا میں محفوظ بھی ہے۔ ظاہر ہے ذرّے سے چھوٹی چیز ذرہ نہیں ہے اس لیے کہ اس پر بہر حال ذرے کا اطلاق

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوگا بلکہ ذرے سے چھوٹی چیز وہی کہربائی موجیں ہیں جنہیں آج کی دنیا میں الکٹرون و پروٹون وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ قرآن کریم کی نظر اس سے زیادہ لطیف مادہ کی طرف ہو جیسے اس نے اصغر کہہ کر چھوڑ دیا ہے اور لفظ موج کا استعمال نہیں کیا ہے۔

۲۔علم طبیعت :

"اولم یر الذین کفروا ان السمٰوت والارض کانتا رتقا ففتقناھما"۔ (کیا کفار نے اس بات پر غور نہیں کیا ہے کہ سماوات و ارض آپس میں جڑے ہوئے ہیں ہم نے ان دونوں کو الگ کیا ہے۔

سماوات وارض کے جڑے ہونے اور الگ ہونے کا جو مفہوم بھی ہو، آیت نے علماء طبیعت کے ذہنوں کو اس امر کی طرف ضرور متوجہ کردیا ہے کہ ہر آسمان اپنی زمین کے ساتھ یا ہر آسمان و زمین دوسرے آسمانوں اور زمینوں کے ساتھ مادہ اور طبیعت میں اتحاد رکھتے ہیں۔ فضا کے بدل جانے آثار میں فرق ہوسکتا ہے لیکن اصلی مادہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لے ے کہ جب دو چیزوں کو ایک ہی چیز سے الگ کیا جاتا ہے تو دونوں کے طبیعی مادہ میں اتحاد ہوا کرتا ہے۔ آپ ایک لوٹے پانی کو دو گلاسوں میں تقسیم کردیجئے ایک کو آگ کے پاس رکھ دیجئے اور ایک کو برف کے پاس۔ ظاہر ہے کہ جگہ بدل جانے سے دونوں کے آثار میں فرق ہوجائے گا، ایک گلاس کا پانی ٹھنڈا ہوگا اور ایک کا گرم۔ لیکن اصلی طبیعت کے اعتبار سے دونوں پانی رہیں گے اور پانی کے طبیعی اور ذاتی آثار کے اعتبار سے دونوں میں اتحاد رہے گا۔

۳۔جغرافیہ :

"ارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماءً فاسقینا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کموھا وما انتم لہ بخازنین"۔ (ہم نے ذریعہ تخم ریزی بنا کر آزاد کر دیا اور اس کے بعد پانی برسا دیا، پھر تم کو اس پانی سے سیراب کر دیا حالانکہ تمہارے پاس اس کا خزانہ نہیں تھا۔)

دور قدیم کے اہل جغرافیہ اس بات سے قطعی طور پر ناواقف تھے کہ ہوائیں کے مصرف کیا، کیا ہیں اور ان کا اثر کہاں کیا ہوتا ہے لیکن قرآن نے عرب کو اس کے ذوق کے مطابق اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ ان ہواؤں سے تمہارے نر خرمے کا مادّہ، مادہ خرمے تک پہونچ جاتا ہے اور پھر بارش کے اثر سے پیداوار شروع ہو جاتی ہے اور دور حاضر کو یہ سبق دیا ہے کہ ہوا بادلوں کی دونوں برقی طاقتوں کو جمع کرتی ہے اور اس کے بعد پانی اسے زمین تک پہونچا دیتا ہے۔

۴۔ علم نبات :

"ھو الذی انزل من السماء ماءً فاخرجنا بہ نبات کل شئی۔" (وہی خدا وہ ہے جس نے آسمان سے نازل کیا ہے اور اس کے بعد ہم نے اس پانی سے ہر نبات کو زمین سے نکال دیا ہے۔

آیت کا کھلا ہوا اشارہ ہے کہ نبات کی پیداوار میں پانی کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے اور پانی کے آسمان سے نازل ہونے کی بھی پیداوار میں بڑی اہمیت ہے اس لیے کہ شدید گرمی سے فضا میں پیدا ہو جانے والی سمّیت اور بجلیوں کی چمک سے پیدا ہونے والے نیٹروجن کو پانی زمین کے اندر پہونچا دیتا ہے تو زمین کی طاقتوں میں ایک قسم کا ابال آجاتا ہے اور اس نبات کو طاقت ملنے کا بہترین ذریعہ نکل آتا ہے۔ اسی لیے آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو اثر بارش کے پہلے پانی میں ہوتا ہے وہ بعد کے سیلاب میں بھی نہیں ہوتا اس لیکہ پہلا پانی اپنے ساتھ فضا کے تمام اثرات

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو لے کر آتا ہے اور بعد کے پانی کو اس قدر اثرات میسّر نہیں ہوتے۔

۵۔علم الحیوان:

"افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت" (آخر یہ لوگ اونٹ کو کیوں نہیں دیکھتے کہ اسے کیسے پیدا کیا گیا ہے؟)

"ان اللہ لا یستحیٖ ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقھا" (اللہ کو چھوٹی سے چھوٹی مثال کے بیان میں شرم نہیں ہے چاہے وہ مچھر ہی کیوں نہ ہو)۔

"فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض" (اللہ نے کوّے کو بھیجا تا کہ زمین کھود کر قابیل کو دفن کا طریقہ سکھائے)

"یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ" (اے چیونٹے و! اپنے سوراخ میں چلی جاؤ کہیں سلیمان کا لشکر تمہیں پامال نہ کر دے)۔

"واوحیٰ ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتاً" (اللہ نے شہد کی مکھی کو تعلیم دی کہ وہ پہاڑوں میں گھر بنائے)۔

"الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل" (کیا تم نے اصحاب فیل کی حالت نہیں دیکھی کہ ان کے ہاتھی بھوسا ہو کر رہ گئے)۔

"وارسل علیھم طیراً ابابیل" (اللہ نے اڑتے ہوئے ابابیل کو بھیج دیا کہ ہاتھیوں کو تباہ کر دیں۔

"وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت" (سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔)

مذکورہ بالا آیات میں مختلف مواقع پر یہ بتایا گیا ہے کہ اونٹ کی خلقت میں ایک خصوصیت پائی جاتی ہے جو دوسرے حیوانوں میں نہیں ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

مچھر میں ایک خصوصیت ہے جو ہاتھی میں نہیں ہے۔ کوّا چیزوں کو چھپانے کے فن میں ماہر ہوتا ہے اسی لئے کسی نے کوے کو اپنی مادہ سے جوڑا کھاتے نہیں دیکھا ہے۔ چیونٹی سیاست کے فن سے واقف ہوتی ہے اور وہ کمزوری کے مواقع پر محاذ چھوڑ دینے ہی کو مناسب سمجھتی ہے۔ شہد کی مکھی پہاڑوں میں رہ کر اپنے کام کو بہتر انجام دے سکتی ہے۔ ہاتھی میں کوئی ایسا جزء بھی ہوتا ہے جو ایک کنکری سے اسے ہلاک کرسکتا ہے۔ ابابیل میں سنگباری کی بہتر صلاحیت ہوتی ہے۔ مکڑی ظاہری حسن کے اعتبار سے بہترین گھر بناتی ہے لیکن اس کا باطن بہت کمزور ہوتا ہے۔

قرآن مجید نے ان آیتوں میں عالم بشریت کو تنبیہ کی تھی کہ جانور کو حقیر نہ سمجھیں اس کی قوت برداشت انسان سے زیادہ ہوتی ہے۔ چھوٹے افراد کو ذلیل نہ سمجھو اس لیئے کہ مچھر کی طاقت ہاتھی سے زیادہ ہوتی ہے۔ اپنی سیاست اور اپنے مقابلے پر ناز نہ کرو کہ تم سے بہتر سیاست جانور جانتے ہیں، اپنی صنعت پر نازاں نہ ہو کہ شہد کی مکھی جو شہد بنا لیتی ہے وہ تم نہیں بنا سکتے ہو، اپنے جثہ پر ناز نہ کرو کہ ہاتھی ابابیل سے ہلاک ہوسکتا ہے۔ اپنے دشمن کو کمزور نہ سمجھو کہ ابابیل ہاتھیوں کے لشکر کو تباہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ علم الحیوان کے عظیم نکتوں سے بھی آگاہ کر دیا اور درحقیقت یہی قرآن کا اعجاز بیان ہے کہ وہ ایک بات کہتے کہتے ضمناً دوسرے اہم نکتہ کی طرف اشارہ کر دیتا ہے اور مخاطب کا ذہن ادھر متوجہ بھی نہیں ہونے پاتا، پھر جب بعد کے زمانے میں وہ اس بات پر غور کرتا ہے تو اس کی عظمتوں کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔!

۶۔ تاریخ طبیعی:

"ما من دابّۃٍ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ علی اُمَمٍ

Presented by: Rana Jabir Abbas

امثالکم "(زمین کا کوئی چلنے والا یا ہوا کا کوئی اڑنے والا ایسا نہیں ہے جس میں تم جیسی قومیت اور اجتماعیت نہ پائی جاتی ہو)۔

دنیائے فلسفہ حیوانات میں اجتماعی شعور کی قائل ہو نہ ہو، وہ عقل وادراک کو انسان سے مخصوص کہے یا عام لیکن قرآن مجید کھلے الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ اجتماعی شعور صرف انسان کا حصہ نہیں ہے بلکہ اس میں جملہ حیوانات اور پرندے شامل ہیں سب کے مشترک مسائل ہیں اور سب کی ایک اجتماعی سیاست ہے جس کے تحت ان مسائل کو حل کیا جاتا ہے۔آپ صبح وشام دیکھا کرتے ہیں کہ اگر محلہ کے ایک کتے پر حملہ کر دیا جائے تو سارے کتے بیک آواز جواب دیتے ہیں۔ایک جانور مر جائے تو سارے جانور اس کے غم میں نوحہ وزاری کرتے ہیں۔ایک بھیڑ آگے چلتی ہے تو ساری بھیڑیں اس کے پیچھے چلتی ہیں۔ایک چیونٹی کسی مٹھاس کی طرف جاتی ہے تو ایک قطار لگ جاتی ہے، ایک پرندہ آشیانہ بناتا ہے تو سارے پرندے اسی مرکز کی طرف سمٹ آتے ہیں، اور اس طرح کے بے شمار واقعات مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں۔خود قرآن مجید نے چیونٹیوں کی اجتماعی دفاعی سیاست کا تذکرہ کیا ہے اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب (ع) نے اس کے زراعتی شعور کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

۷۔ کیمیا گری :

"ان لکم فی الانعام لعبرۃ" (تمھارے لیے جانوروں میں عبرت کے سامان مہیا ہیں۔)

ہرن کے نافے میں مشک کیڑے کے منھ میں ریشم اور مکھی کے منھ میں مختلف پھولوں کے رس سے شہد کا تیار ہو جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ حیوانات میں کیمیا گری کا شعور انسان سے زیادہ ہوتا ہے اور ان باتوں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

انسان کے لئے عبرت کا سامان مہیا ہے۔

۸۔زراعت :

"کمثل حبۃ بربوۃٍ اصابھا وابل فآتت اکلھا ضعفین" (اس کی مثال اس بلندی پر واقع باغ کی ہے جس پر تیز بارش ہوجائے اور اس کی پیداوار دگنی ہوجائے۔)

آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بلندی کے باغ کو مناسب پانی مل جائے تو پیداوار کے زیادہ ہونے کے امکانات قوی ہیں اور عجب نہیں کہ اس کا راز یہ ہو کہ پست زمینوں تک بارش کا پانی پہونچتے پہونچتے اپنی اصلی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے اور اس میں زمینوں کے اثرات شامل ہوجاتے ہیں لیکن بلند زمینوں کو یہ اثرات براہ راست ملتے ہیں اس لے ے پیداوار کے امکانات زیادہ رہتے ہیں۔

"قال تزرعون سبع سنین دابًا فما حصدتم فذروہ فی سنبلہ"

جناب یوسف نے تعبیر خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سات برس تک مسلسل زراعت کرو اور جو کچھ پیداوار ہو اس کا زیادہ حصہ بالیوں سمیت محفوظ کرلو اس لے ے کہ اس کے بعد سات سال بہت سخت آنے والے ہیں۔

اس واقعہ نے صاحبان زراعت کو اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ غلہ بالیوں سے الگ کرکے رکھا جائے تو اس کے خراب ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں اور بالیوں سمیت رکھا جائے تو اس کی زندگی بڑھ جاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ علم زراعت کا اہم ترین نکتہ ہے جس سے ہر دور میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

۹۔علم ولادت :

"یخلقکم فی بطون امھاتکم خلقاً من بعد خلق فی ظلمات ثلٰث" (اللہ تم کو شکم مادر میں مسلسل بنا تا رہتا ہے اور یہ کام تین تاریکیوں میں انجام پاتا ہے۔)

دور حاضر کی تحقیقات نے واضح کر دیا ہے کہ انسانی تخلیق کا سلسلہ نطفہ سے لے کر بشریت تک برابر جاری رہتا ہے اور یہ کام تین پردوں منباری، خوربون، لفائفی کے اندر ہوتا ہے جس کی وجہ سے نر اور مادہ کا امتیاز مشکل ہو جاتا ہے۔

۱۰۔صحت غذائی :

"کلوا واشربوا ولا تسرفوا" (کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو)

ان فقرات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کے امراض کا زیادہ حصہ اس کے اسراف سے تعلق رکھتا ہے۔اسراف کا مطلب مال کو بیکار پھینک دینا نہیں ہے بلکہ ضرورت سے زیادہ کھالینا بھی اسراف کی حد میں داخل ہے اور اسی لیے اس کا ذکر صرف مال کے بجائے کھانے پینے کے ساتھ ہوا ہے یعنی کھانے میں بے جا زیادتی نہ کرو کہ موجب ہلاکت ہے۔

۱۱۔حفظان صحت :

"حرمت علیکم المیتت والدم ولحم الخنزیر" (تمہارے اوپر مردار خون اور سور کے گوشت کو حرام کر دیا گیا اس لیے کہ ان چیزوں کے استعمال سے تمہاری صحت پر غلط اثر پڑتا ہے

مردار کا کھانا بے حسی پیدا کرتا ہے، خون کا پینا سنگ دلی کا باعث ہوتا ہے اور سور کا گوشت بے حیائی ایجاد کرتا ہے، علاوہ اس کے کہ ان چیزوں کے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

جسم پر طبی اثرات بھی ہوتے ہیں جن کا اندازہ آج کے دور میں دشوار نہیں ہے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ مریض کو خون دیتے وقت ہزاروں قسم کی تحقیق کی جاتی ہے اور جانوروں کا خون پیتے وقت انسان ان تمام باتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

۱۲۔وراثت :

"یا اخت ھارون ما کان ابوك امرء سوء وما کانت امك بغیا" (اے ہارون کی بہن مریم! نہ تمہارا باپ کوئی بد کردار مرد تھا اور نہ تمہاری ماں بدکردار تھی آخر یہ تمہارے یہاں بچہ کیسے ہو گیا؟)

قرآن مجید نے مخالفین کے اس فقرہ کی حکایت کر کے اس نکتہ کی وضاحت کر دی کہ انسانی کردار پر ماں باپ کا اثر پڑتا ہے اور سیرت کی تشکیل میں وراثت کا بہر حال ایک حصہ ہوتا ہے۔ اسی لیے جناب مریم نے بھی قانون کی تردید نہیں کی بلکہ یہ ظاہر کر دیا کہ نہ میرا باپ خراب تھا نہ میری ماں بری تھی اور نہ میں نے کوئی غلط اقدام کیا ہے بلکہ یہ سب قدرت کے کرشمے ہیں جس کا زندہ ثبوت خود یہ بچہ ہے تم اس سے سوال کرلو سب خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

۱۳۔ماوراء الطبیعة :

"ان اللہ یتوفی الانفس حین موتھا و التی لم تمت فی منامھا" (اللہ ہی وقت موت روح کو لے لیتا ہے اور جس کی موت کا وقت نہیں ہوتا ہے اسے خواب کے بعد بیدار کر دیتا ہے۔)

آیت عالم طبیعت کے علاوہ ایک عالم نفس و روح کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ نفس عالم خواب میں جسم کو چھوڑ کر اپنے عالم کی سیر کرتا ہے اگر اس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو وہ اپنے عالم میں رہ جاتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

اور اگر حیات باقی رہتی ہے تو جسم سے پہلا جیسا رشتہ جوڑ لیتا ہے۔

۱۴۔ کہربائی طاقت :

"واذا البحار سجّرت" (وہ وقت بھی آئے گا جب سمندر بھڑک اٹھیں گے)

آگ کے ساتھ پانی اور پانی کے ساتھ آگ کا تصور آج کی دنیا میں بھی نا ممکن خیال کیا جاتا ہے چہ جائیکہ چودہ صدی قبل عرب کی جاہل دنیا۔۔ لیکن قرآن مجید نے سمندر کے ساتھ بھڑکنے کا لفظ استعمال کر کے علمی دنیا کے ذہنوں کو ان کی کہربائی اور برقی طاقتوں کی طرف موڑ دیا جو آج پانی کے دل اندر موجود ہے۔ فرق یہ ہے کہ آج ان طاقتوں سے استفادہ کرنے کے لے آلات واسباب کی ضرورت ہوتی ہے اور کل قیامت کا دن وہ ہوگا جب یہ طاقتیں از خود سامنے آجائیں گی اور سارے سمندر بھڑک اٹھیں گے، واخرجت الارض اثقالھا زمین سارے خزانے اگل دے گی تو پانی بھی اپنی ساری طاقتوں کو سر عام لے آئے گا۔

۱۵۔ خلاء :

"یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان" (اے گروہ جن وانس! اگر تم میں اطراف زمین وآسمان سے نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل جاؤ لیکن یاد رکھو کہ تم بغیر غیر معمولی طاقت کے نہیں نکل سکتے۔

آیت نے اقطار سماوات وارض کی وسعتوں کا ذکر کرنے کے باوجود خلاء تک پہونچنے کے امکان پر روشنی ڈالی ہے اور ظاہر ہے کہ جب غیر معمولی طاقت کے سہارے فضائے بسیط کی وسعتوں کو پار کر کے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

خلائے بسیط تک رسائی ممکن ہے تو چاند سورج تک پہونچنے میں کیا دشواری ہے؟ البتہ بعض سادہ لوح عوام نے اس آیت سے چاند تک جانے کی محالیت پر استدلال کیا ہے لیکن انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ چاند و سورج وغیرہ سماوات وارض کی وسعتوں میں شامل ہیں اور قرآن مجید نے جس شئ کو تقریباً ناممکن بتایا ہے وہ ان وسعتوں کے باہر نکل جانا ہے نہ کہ ان وسعتوں میں سیر کرنا۔ ورنہ اگر ایسا ہوتا تو کم از کم جنات کو مخاطب نہ کیا جاتا جو اس فضا میں ہمیشہ ہی پرواز کیا کرتے ہیں۔

۱۶۔علم الافلاک :

"ثم استوی الی السماء و ھی دخان" (خالق نے آسمان کی طرف توجہ کی جو اس وقت دھواں تھا۔)

آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آغاز خلقت افلاک دھویں سے ہوا ہے۔

"الم تروا کیف خلق اللہ سبع سمٰوٰت طباقا و جعل القمر فیھن نوراً و جعل الشمس سراجاً" (کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح ہفت طبق آسمان پیدا کر دیے اور ان میں چاند کو روشنی اور سورج کو چراغ بنا دیا۔)

یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ سورج کا نور ذاتی ہے اور چاند کا نور اس سے کسب کیا ہوا ہے۔

"اللہ الذی رفع السمٰوٰت بغیر عمد ترونھا" (خدا وہ جس نے آسمانوں کو بلند کر دیا بغیر کسی ایسے ستون کے جسے تم دیکھ سکو۔)

معلوم ہوتا کہ رفعت سماوات میں کوئی غیر مرئی ستون کام کر رہا ہے جسے آج کی زبان میں قوت جذب و دفع سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ حرجاً کانما یصّعّد فی السماء" (خدا جس کو اس کی گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اس کے سینے کو اتنا تنگ بنا دیتا ہے جیسے وہ آسمان میں بلند ہو رہا ہو۔)

آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آسمان کی بلندی تنگی نفس کا باعث ہے اس لئے کی فضاؤں میں ہوا کی مقدار زمین سے کہیں زیادہ کم ہے۔

"ومن کل شئی خلقنا زوجین" (ہم نے ہر شئی کا جوڑا اسی کے اندر سے پیدا کیا ہے۔)

معلوم ہوتا ہے کہ عالم وجود میں وحدت اور اکائی صرف خالق و مالک کا حصہ ہے باقی ہر شئی کی ذات میں دوئی اور زوجیت پائی جاتی ہے وہ دوئی ظاہری اعتبار سے نر اور مادہ کی ہو یا حقیقی اعتبار سے کہربائی موجوں کی؟

یاد رہے کہ آیات بالا کے پیش کرنے سے یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ دور حاضر نے اپنی تحقیقی منزل کو جس حد تک پہونچایا ہے آیت اسی حد کی طرف اشارہ کر رہی ہے بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ ان آیات میں علم کائنات کی طرف کھلے ہوئے اشارے پائے جاتے ہیں چاہے وہ علم وہی ہے جسے آج کی دنیا میں پیش کیا جا رہا ہے یا اس سے بالاتر کوئی منزل ہو جہاں تک آج کا علم نہیں پہونچ سکا ہے۔ اسی لے ے میں آیات کی تشریح میں اشارہ کا لفظ استعمال کیا ہے اور اسے تحقیق و تعیین پر محمول نہیں کیا ہے۔

علوم قرآن کے تذکرہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ یہ علوم اگر بقائے نوع اور ارتقائے بشر کے ضروری نہ ہوں تو کم سے کم نگاہ قرآن میں جائز ضرور ہیں ورنہ قرآن مجید ان حقائق کی طرف اشارہ کر کے انسانی ذہن کو تحقیق پر آمادہ نہ کرنا لیکن اسے کیا کیا جائے کہ صدر اول کے مسلمانوں نے اس نکتہ سے غفلت برتی اور اسکندرہ کا عظیم کتب خانہ جس سے علوم قرآنی کی تشریح

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وتفصیل کا کام لیا جا سکتا تھا نذر آتش کر دیا گیا اور اس طرح امت اسلامیہ دیگر اقوام سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پیچھے ہو گئی، اسکندریہ کے کتب خانے کا نذر آتش ہونا اتنا بڑا ہولناک کام نہیں تھا جتنا بڑا ہولناک امر اس کی پشت پر کام کرنے والا نظریہ تھا۔ کہا یہ گیا کہ ان کتابوں میں اگر وہی سب کچھ ہے جو قرآن مجید میں ہے تو ہمیں قرآن کے ہوتے ہوئے ان کتابوں کی ضرورت نہیں ہے اور اگر ان میں قرآن کریم کے علاوہ کوئی شئے ہے تو امت قرآن کو ایسی کتابیں نذر آتش ہی کر دینی چاہیئں جو قرآن سے ہٹ کر مطالب بیان کرتی ہوں۔ یہ ایسا خطرناک اور زہریلا نظریہ تھا جس نے ہر موڑ پر بشریت کو گمراہ کرنے کیا فریضہ انجام دیا ہے۔ برہمنوں نے رسالت کے انکار میں یہی طرز استدلال اختیار کیا کہ اگر رسول وہی کچھ کہتا ہے جو عقل کا فیصلہ ہے تو عقل کے ہوتے ہوئے رسول کی ضرورت کیا ہے اور اگر رسول عقل کے خلاف بولتا ہے تو خلاف عقل بات کو تسلیم کرنا انسانیت اور بشریت کے منافی ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا استدلال بھی یہی تھا کہ اگر شریعت موسیٰ و عیسیٰ برحق ہے تو اس کے منسوخ ہونے کے کیا معنی ہیں؟ اور اگر غلط ہے تو خدا نے ایسی شریعت اپنے انبیاء کو دی کیوں؟ غرض بشریت کے ہو موڑ پر تباہی کا راز اسی غفلت میں پوشیدہ نظر آتا ہے اور میرا خیال تو یہ ہے کہ مسلمانوں کا یہ انداز فکر بھی اپنے ذہن کی پیداوار نہیں تھا بلکہ انہیں اقوام سے لیے ہوئے سبق کا نتیجہ تھا جنہوں نے ہر دور میں بشریت کو گمراہ کیا ہے۔ اور اس گمراہی کا راز صرف یہ ہے کہ ہر قوم نے اصل مطلب کو یاد رکھا اور تفصیلات کو فراموش کر دیا ورنہ برہمنوں کو یہ سوچنا چاہیئے تھا کہ نبی کا کام عقل کی مخالفت نہیں ہوتا ہے بلکہ عقلہ کے احکام کی تفصیل ہوا کرتا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

عقل مالک کی اطاعت کا حکم دیتی ہے اور نبی طریقہ اطاعت کی تعلیم دیتا ہے، عقل برائیوں سے الگ رہنے کا فیصلہ کرتی ہے اور نبی برائیوں کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ اسی طرح یہودیت اور مسیحیت کے پرستاروں کو یہ سوچنا چاہئے تھا کہ کسی قانون کا حق ہونا اسکے ابدی ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ قانون کبھی کبھی قانون ایک محدود وقفہ کے لے بنایا جاتا ہے اور اس وقفہ میں انتہائی صالح اور صحت مند ہوتا ہے لیکن اس وقفہ کے گذر جانے کے بعد وہ بے کار اور غیر صحت مند ہو جایا کرتا ہے ایسے قانون کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ ایک وقفہ کے لے صحت مند تھا لیکن ہر دور میں کارگر اور کارآمد ہونا چاہئے۔

مسلمانوں کے اس جاہلانہ طرز فکر کی خرابی کی طرف ایک محقق نے بڑے اچھے انداز سے اشارہ کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر صدر اول کے مسلمانوں کو علوم و معارف سے کوئی بھی رابطہ ہوتا تو وہ یہ سوچتے کہ اگر ان کتابوں میں قرآن کے موافق بیانات ہیں تو انہیں دوسری قوموں کے سامنے بطور استدلال پیش کیا جا سکتا ہے اور اگر قرآن کے مخالف نظریات ہیں تو قرآن کی روشنی میں ان کی تردید کر کے دیگر اقوام پر قرآن کی برتری ثابت کی جا سکتی ہے۔ لیکن افسوس کہ اس دور کے مسلمانوں میں نہ اثبات کی طاقت تھی اور نہ تردید کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حکمرانوں نے اپنی جہالت کا پردہ رکھنے کے لئے ایک عظیم علمی سرمایہ کو نذر آتش کر دیا اور بشریت منزل معراج سے صدیوں پیچھے ہٹ گئی۔

یاد رکھنے کی بات ہے کہ مسلمانوں کے اس طرز عمل کے پیچھے کوئی مذہبی جذبہ کارفرما نہیں تھا بلکہ یہ درحقیقت اقتدار اور آمریت کے مظاہرے کا جذبہ تھا جو اس شکل میں سامنے آرہا تھا قرآن کی موافقت اور مخالفت تو

jabir.abbas@yahoo.com

صرف بعد کی پیداوار ہے جس کا سب سے اہم ثبوت امام محمد ابن اسماعیل بخاری اور امام مسلم کی وہ روایات ہیں جنہیں ان حضرات نے کتابت حدیث کے ذیل میں درج کیا ہے اور جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ صدر اول کے مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ رسول اکرم کی حدیثوں کو لکھنے اور جمع کرنے کا مخالف تھا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جو مسلمان اپنے رسول کے اقوال جمع کرنے کو بدعت سمجھتا ہو وہ اسکندریہ کے کتب خانہ کے ساتھ کیا برتاؤ کرے گا۔ بات یہیں تک محدود نہیں رہتی بلکہ ایک منزل آگے بڑھ جاتی ہے اور صاحب نظر انسان کو یہ سوچنا پڑتا ہے کہ اسکندریہ کی کتابوں میں تو خیر مخالفت قرآن کا امکان تھا اس لے ے انہیں نظر آتش کر دیا گیا۔ رسول اکرم کی حدیثوں میں کونسی خاص بات تھی جس کی وجہ سے اس کی کتابت حرام تھی کیا یہاں بھی مخالفت قرآن کے امکانات تھے؟ یا قرآنی اجمال کو حیث کے تفصیلات کی ضرورت نہ تھی؟ یا کوئی اور جذبہ کام کر رہا تھا جس کے اظہار کے سامنے تاریخ کے منھ پر لگام لگی ہوئی ہے اور مورخ کا ناطقہ گنگ ہے، بات صرف یہی ہے کہ مسلمان اپنی جہالت کی پردہ پوشی کے لے ے ایک پوری امت کو علوم دین و دنیوی سے محروم کر رہے تھے۔

جمع قرآن پر ایک نظر

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن مجید کسی بھی قسم کی تحریف و بے ترتیبی کا عقیدہ جمع و تدوین قرآن ہی سے پیدا ہوا ہے ورنہ کوئی بھی مسلمان اس بات کا دعوی نہیں کرسکتا تھا کہ دور رسول اکرم میں قرآن مرتب ہوا تھا اور بعد میں حکام جور نے اس کی ترتیب بدل ڈالی یا اس کی آیات کم کر دیں۔ یہ سب باتیں اسی وقت پیدا ہوتی ہیں جب اصل جمع و ترتیب

jabir.abbas@yahoo.com

قرآن کا کام خلفاء اسلام اور حکام جور کے حوالے کر دیا جائے اور یہ عجیب بات ہے کہ جن علماء نے تحریف ونقص قرآن پر اتنا زور دیا ہے ان کے یہاں جمع قرآن کی کوئی ایک روایت نہیں پائی جاتی ہے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ صدر اسلام سے مذہبی تعصب نے مسلمانوں کے ذہنوں کو عمومی طور پر ایک ایسے سانچے میں ڈھال دیا تھا جس میں تحقیق سے زیادہ کام تردید کا ہو رہا تھا، ہر شخص دوسرے کے مذہب کو باطل کرنے کی فکر میں تھا اور مناظرانہ روش ذوق تفتیش پر غالب آ گئی تھی، علماء شیعہ کی بھی ایک بڑی جماعت اسی روش پر چل پڑی۔ ان حضرات نے اس امر کی طرف توجہ نہیں کی کہ اس قسم کے روآیات سے اسلام کی بنیادیں متزلزل ہو جاتی ہیں بلکہ اغیار کی روآیات کا سہارا لے کر ان پر اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ ابتداء میں یہ کام علمی سطح پر مناظرانہ انداز سے ہوتا رہا اور ظاہر ہے کہ مناظرانہ بحثوں میں فریق مخالف کے مسلمات پر زیادہ نظر ہوتی ہے اور اصل حقیقت پر کم۔ لیکن بعد کی آنے والی نسل نے اس نکتہ کو نظر انداز کر دیا اور اسی مناظرانہ بحث کو حقیقت کا رنگ دے کر تحریف قرآن کے عقیدے کو جزء مذہب بنا لیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ جو شخص جمع قرآن اور اس سلسلے میں تحریف کا قائل نہ ہو گویا وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔

ضرورت ہے کہ اس جمع قرآن کے افسانے کی حقیقت کو تلاش کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ اس افسانے کی پشت پر کون سے عناصر کام کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں حسب ذیل امور قابل توجہ ہیں:

ا۔ یہ تاریخ کا کھلا ہوا مسلمہ ہے کہ امیر المومنین حضرت علی (علیہ السلام) نے تقاضائے بیعت کے جواب میں یہ کہا تھا کہ میں قرآن جمع کر رہا ہوں

Presented by: Rana Jabir Abbas

،اوراس سے یہ بات ظاہر ہوگئی تھی کہ علی (علیہ السلام) کی نظر میں قرآن کے جمع کرنے کا کام خلافت وحکومت سے زیادہ اہم ہے۔اس کے بابت میں یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب آپ نے وہ قرآن پیش کیا تو حکام وقت نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔اہلبیت دشمن عناصر نے وضع حدیث کے دور میں جب ان تاریخی حقائق پر نظر ڈالی تو ایک عجیب وغریب کشمکش سے دوچار ہوگئے،ایک طرف حضرت علی (علیہ السلام) کا اہتمام قرآن اور دوسری طرف حکام وقت کی روش،جس سے یہ ظاہر ہورہا تھا کہ "حسبنا کتاب اللہ"حکومت کا قرآن سے کوئی رابطہ ہی نہیں ہے اس لئے ان لوگوں نے اس فضیلت کو خلفاء کی طرف منتقل کرنا شروع کردیا اور ہر خلیفہ کی دلچسپی کو ظاہر کرنے کے لئے اس کی شان میں حدیثیں تیار ہونے لگیں اور اس طرح ایک قرآن تین مرتبہ مرتب ہوگیا۔انھیں یہ بات یاد نہ رہی کہ اس سلسلے میں جو تفصیلات وضع کی جارہی ہیں ان سے قرآن کا تقدس مجروح ہورہا ہے۔

واضعین حدیث نے خلفاء وقت کے اہتمام سے زیادہ زوران کی احتیاط پر دیا اور یہاں تک روایت تیار کرلی کہ دو ایک آیتیں خود حضرت عمر کی بھی منظور نہیں ہوئیں صرف اس بنیاد پر کہ ان کے پاس دو گواہ نہیں تھے اور یہ بات بھول گئے کہ اس طرح خلیفہ وقت کا وقار خاک میں مل جائے گا اور دنیائے مستقبل یہ سوچنے پر مجبور ہوجائے گی کہ جس شخص کا قول خود اس کی مقرر کردہ کمیٹی کے نزدیک معتبر نہ ہو وہ قرآن کا ترجمان اور اسلام کا سربراہ کیونکر ہوسکتا ہے۔

۲۔ان روایات کے وضع ہونے کی دوسری اہم دلیل یہ ہے کہ انھیں جس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اہتمام حفظ قرآن کے اظہار کے لئے وضع کیا گیا تھا ان میں وہ بات دور دور تک نظر نہیں آتی ہے بلکہ اہتمام سے زیادہ باہمی اختلاف کا حصہ نظر آتا ہے۔ واضعین حدیث کے پیش نظر کئی قسم کے کام تھے اہتمام حکومت، مرتبہ صحابیت، علم قرآن، تحفظ سیاسیت۔ اس لئے انھوں نے اپنی روایتوں میں تمام باتوں کا بندوبست کیا، کسی کے دل میں یہ احساس پیدا کر دیا کہ اب قرآن کو جمع ہونا چاہیئے، کسی کو منتظم قرار دیا، کسی کے علم کو ظاہر کرنے کے لئے جمع قرآن کمیٹی کا ممبر بنایا اور کسی کی شخصیت کو گرانے کے لئے اس کمیٹی سے نکال دیا یہاں تک کہ ابن مسعود فریاد کرتے رہ گئے اور کوئی سننے والا نہ پیدا ہوا، ابن عباس کی شخصیت یکسر نظر انداز ہوگئی، دوسرے صحابہ پردہ کر گئے اور قرآن الحمد کے ساتھ پس پردۂ تقدیر سے باہر آ گیا۔ یہ اور بات ہے کہ خلفاء وقت کا علم، ان کا احساس، ان کی صلاحیت اور ان کا اعتبار پردے ہی میں رہ گیا۔

۳۔ ان روایات کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان میں قرآن کمیٹی کا یہ اعلان مسلسل درج ہوا ہے کہ جس آیت کے دو گواہ نہ ہوں گے وہ درج قرآن نہ کی جائے گی اور اس طرح اعتبار قرآن کو دو گواہوں کے اعتبار سے مربوط کر دیا گیا ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اسلام کا ابدی دستور، امت کا ملجاو ماوی، احکام الہیہ کا مصدر و مرکز دو صحابیوں کے اعتبار کا ممنون ہو جائے اور وہ بھی دو ایسے صحابی جن کے نام تک صفحہ تاریخ پر محفوظ نہ ہوں کہ اس آیت کی گواہی میں کون دو بزرگ تشریف لائے تھے۔

واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ اسلامی آئین کی رو سے ہر حدیث کی صحت و کمزوری کا مرجع قرآن کریم کو قرار دیا گیا ہے اور قرآن کریم کا حال

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ ہے کہ اس کی آیتیں دو دو صحابیوں کی شہادت سے آیت مانی گئی ہیں تو کیا ایسی حالت میں تین گواہ والی حدیث کو قرآن کی آیت پر مقدم نہیں کیا جائے گا؟ ہونا تو یہی چاہئے کہ اگر کسی حدیث کے تین راوی ہوں اور اس کا مضمون کسی آیت قرآنی سے ٹکرا جائے تو حدیث کو مقدم کر دیا جائے اور آیت کو ٹھکرا دیا جائے اس لئے کہ آیت کے آیت ہونے پر دو گواہ ہیں اور حدیث کے حدیث ہونے پر تین گواہ ہیں۔

کیا دنیا کا کوئی بھی با ذوق اور ہوشمند مسلمان اس فیصلے پر راضی ہوسکتا ہے؟ اور اگر نہیں تو کیا یہ بات تنہا اس امر کا زندہ ثبوت نہیں ہے کہ تحریف قرآن اور جمع قرآن کا افسانہ صرف خیر خواہوں کی ایجاد ہے اسے نہ حقیقت سے کوئی واسطہ ہے اور نہ عظمت اسلام سے۔

قیامت یہ ہے کہ قرآن کے دو گواہوں کے نام تک تاریخ میں محفوظ نہیں ہیں اور نہ کہیں یہ درج کیا گیا ہے کہ اس آیت کے گواہ فلاں بن فلاں بزرگ تھے جب کہ حدیث کے راویوں کے نام و نسب تک محفوظ ہیں تو گویا معلوم النسب افراد کی شہادت کے ہوتے ہوئے غیر معلوم النسب افراد کی شہادت کو مقدم کر دیا جائے گا؟

اور اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو ماننا پڑے گا کہ قرآن و حدیث کے ٹکراؤ میں ہمیشہ حدیث مقدم کی جائے گی اور آیت کو ترک کر دیا جائے گا۔

انصاف سے بتلائیے کیا اسلامی دستور کی توہین کا اس سے بڑا کوئی افسانہ تیار ہوسکتا ہے اور کیا جمع قرآن کی اس انوکھی فضیلت نے قرآن کی عظمت کو پامال نہیں کر دیا ہے۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ غیر اسلامی عناصر نے مسلمانوں کے درمیان گھس

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرانھیں ایسے خرافات کے تسلیم کرنے پر آمادہ کردیا ہے جن سے ان کے مذہب کا تقدس اسی طرح ختم ہو جائے گا جس طرح دیگر مذاہب کا تقدس مجروح ہو چکا ہے۔ ورنہ جمع وترتیب قرآن کی کیفیت خود گواہ ہے کہ اسے دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی مرتب نہیں کرسکتا۔ آیات میں یہ نظم ونسق مضامین مین یہ ترتیب وتنظیم، سوروں میں یہ اجمال وتفصیل سوائے الہامی طاقت کے اور کس کے بس کی بات ہے یہ اور بات ہے کہ قرآن مجید میں کچھ ایسی آیتیں بھی پائی جاتی ہیں جن کا بظاہر کوئی محل نہیں دکھائی دیتا اور اسی بے ترتیبی سے جمع قرآن کے عقیدے کو تقویت پہونچتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ دو چار آیات کا بے ترتیب معلوم ہونا اور ان کی تنظیم وترتیب کی مصلحت کا واضح ہونا اس بات کا متقاضی نہیں ہے کہ سارے قرآن کے بے ربط اور بے ترتیب تسلیم کرلیا جائے جب کہ دوسری تمام آیتوں میں ایسی حسین تنظیم پائی جاتی ہے جسے جمع قرآن کمیٹی کے ارکان سمجھ بھی نہیں سکتے تھے۔ اس انداز سے مرتب کرنا تو بہت دور ہے۔

واضح لفظوں میں یہ کہا جائے کہ جمع قرآن کمیٹی میں کون ایسا رکن ہے جو چار آیات کے علاوہ قرآن کریم کی چھ ہزار آیتوں کی اتنی خوب صورتی اور ترتیب کے ساتھ اپنی جگہ پر بٹھا سکتا ہو جب کہ آج دنیا کا بڑے سے بڑا حافظ یا قاری بھی کسی ایک آیت کو اپنی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ نہیں رکھ سکتا ہے۔ عمر گذر جائے گی لیکن آیت کی جگہ نہ مل سکے گی اور یہی وجہ ہے کہ جن حضرات نے بعض آیات کو اپنی جگہ غیر مناسب اور بے ربط خیال کیا ہے وہ بھی آجتک ان آیتوں کی جگہ نہیں تلاش کر سکے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ آج دنیا کے بڑے بڑے مفسرین، مفکرین، صاحبان بصیرت ایک آیت کی جگہ تلاش کرنے سے قاصر ہیں اور کل

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

۲۰۔۲۱ سال کے نوجوان غیر تعلیم یافتہ اپنی لیاقت پیدا کرلیں کہ چھ ہزار آیتوں کو ان کی جگہ پر بٹھادیں،

"ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہئے"

سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ اگر جمع قرآن کی داستان فرضی اور خلاف واقعہ ہے تو آخر یہ قرآن کب، کس طرح اور کس کے حکم سے جمع ہوا اور اسے یہ موجودہ شکل کس دور میں حاصل ہوئی۔ اس کا جواب انشاء اللہ آئندہ صفحات میں پیش کیا جائے گا۔ فی الحال ضرورت ہے کہ جمع وتحریف قرآن کے بارے میں خود اس کے نظرئے کا انکشاف کرلیا جائے تا کہ تاریخ وروایات کے غیر مستند وغیر معتبر ہونے کی صورت میں اس نظریہ پر اعتماد کیا جاسکے۔

تفسیر بالرّ ائے کے معنی

اس بات کے مسلم ہوجانے کے بعد کہ اسلام میں تفسیر بالرّ ائے کی کوئی جگہ نہیں ہے اور یہ عمل قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ علماء اسلام کے درمیان اس روایت کی تشریح میں اختلاف شروع ہوگیا کہ تفسیر بالرّ ائے کے معنی کیا ہیں اور قرآن کی کس طرح کی تفسیر جائز نہیں ہے۔

علامہ سیوطی نے اتقان میں حسب ذیل احتمالات کا تذکرہ کیا ہے :

۱۔ قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے جن پندرہ علوم کی ضرورت ہے، جن سے مزاج عربیت، اسلوب ادبیت اور آہنگ قرآن کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ۔ ان سب میں مہارت پیدا کئے بغیر قرآن مجید کی ایات کے معنی بیان کرنا۔

۲۔ قرآن مجید میں متشابہات کے مفاہیم کا مقرر کرنا۔

۳۔ فاسد مذاہب اور عقائد کو بنیاد بنا کر ان کی روشنی میں قرآن مجید کی

jabir.abbas@yahoo.com

آیات کے معانی مقرر کرنا۔
۴۔اس انداز سے تفسیر کرنا کہ یقینا یہی مراد پروردگار ہے جب کہ اس کا علم راسخون فی العلم کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔
۵۔اپنی ذاتی پسند اور خواہش کو بنیاد بنا کر آیات قرآن کی تفسیر کرنا۔
۶۔مشکلات قرآن کی تفسیر صحابہ اور تابعین کے اقوال سے مدد لئے بغیر بیان کر دینا۔
۷۔کسی آیت کے ایسے معنی بیان کرنا جس کے بارے میں معلوم ہو کہ حق یقینا اس معنی کے خلاف ہے۔
۸۔ظواہر قرآن پر عمل کرنا۔اس عقیدہ کی بنیاد پر کہ اس کا ظہور ہے لیکن اس کا سمجھنا معصوم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

ان تمام اقول سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ ان میں تفسیر بالرّ ائے کی واقعیت کی تحلیل نہیں کی گئی ہے بلکہ اس کے طریق کار پر بحث کی گئی ہے کہ تفسیر بالرای کرنے والا کیا کیا وسائل اختیار کرتا ہے۔خصوصیت کے ساتھ صحابہ اور تابعین کی امداد کے بغیر تفسیر کو تفسیر بالرّ ائے قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کو ہر طرح کی تفسیر کرنے کا حق ہے صرف ان کے بعد والوں کی تفسیر بالرّ ائے کرنے کا حق نہیں ہے اور انھیں صحابہ کرام یا تابعین سے مدد لینا پڑے گی جب کہ روایات میں اس طرح کا کوئی اشارہ نہیں ہے اور نہ قانونا یہ بات صحیح ہے۔مراد الٰہی کی غلط تفسیر کرنا بہر حال حرام ہے چاہے صحابہ کرام کریں یا کوئی اور بزرگ۔اس لئے کہ ان سب کو خدا کی طرف سے کوئی الہامی علم نہیں دیا گیا ہے۔ائمہ اہلبیت اس قانون سے اس لئے مستثنی ہیں کہ انھیں پروردگار کی طرف سے علم قرآن دے کر دنیا میں بھیجا گیا ہے جس کے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بے شمار شواہد تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔
تفسیر بالرای کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس نکتہ کو نظر میں رکھنا بے حد ضروری ہے کہ مذکورہ روایات میں تفسیر بالرّ ائے جرم نہیں ہے بلکہ رای کی اضافت ضمیر کی طرف ہے یعنی اپنی رائے سے تفسیر کرنا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مقام تفسیر میں رائے اور اجتھاد کا استعمال کرنا مضر نہیں ہے۔ مضر یہ ہے کہ مراد الٰہی کو طے کرنے میں اپنی ذاتی رائے کو دخیل بنایا جائے اور اسی بنیاد پر بعض علماء نے وضاحت کی ہے کہ تفسیر کا کام رائے اور اجتہاد کے بغیر ممکن نہیں ہے لیکن اس رائے کو شخصی نہیں ہونا چاہئے بالکہ قانونی ہونا چاہۓ۔ اور قانونی اور شخصی کا فرق یہ ہے کہ جس تفسیر میں دیگر آیات کے مزاج کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور آیات میں اجتہادی نظر کے بعد معنی طے کئے جاتے ہیں وہ تفسیر بالرّ ائے نہیں ہے اور جس مفسر میں تمام آیات سے قطع نظر کر کے اپنی ذات اور اپنی فکر اور خواہش کو حکم بنایا جاتا ہے وہ تفسیر بالرّ ائے ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ دنیا کے ہر کلام کی تفسیر و تشریح اسی کلام کے الفاظ و عبارات کی روشنی میں ہوتی ہے اور قرآن مجید کی تفسیر و تشریح کے لئے جملہ آیات کے مزاج پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے بغیر صحیح تفسیر نہیں ہوسکتی ہے۔ اس لئے بار بار تدبر فی القرآن کی دعوت دی گئی ہے کہ انسان پورے قرآن پر نظر رکھے اور اسی کی روشنی میں ہر آیت کا مفہوم طے کرے۔ بالرّ ائے کے فرق کو نگاہ میں رکھنے کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ آیات قرآن کی تفسیر میں استقلالی رائے مضر ہے اور اس کا استعمال جرم ہے لیکن وہ رائے جو مطالعہ قران سے حاصل ہوئی ہے اور جس کے حصول میں تفکر اور تدبر فی القرآن سے کام لیا گیا ہے اس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے ذریعہ تفسیر قرآن میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور وہی تفسیر قرآن کا واحد ذریعہ ہے، جس کے چند دلائل اس مقام پر درج کئے جا رہے ہیں۔

ا۔ روایات نے تفسیر بالرّ ائے میں دونوں احتمالات کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انسان واقعی مراد کو حاصل کر لے اور یہ بھی ممکن ہے کہ غلطی کر جائے۔ یہ اور بات ہے کہ واقع کے ادراک میں بھی ثواب سے محروم رہے گا اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ ذاتی رائے کا استعمال مضر ہے اگرچہ اس کے منزل تک پہونچانے کا امکان بھی ہے لیکن اس طریقہ کار کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے، بلکہ صحیح طریقہ کار وہی ہے کہ تمام آیات کے مراجعہ کے بعد آیات کا مخفی مفہوم منظر عام پر لایا جائے۔

۲۔ تفسیر بالرّ ائے کی روایات عام طور پر سرکار دو عالم سے نقل ہوئی ہیں اور آپ نے اس کی شدت سے ممانعت کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ وہ طریقہ کار ہے جس کا امکان سرکار کے زمانے میں بھی تھا بلکہ کچھ زیادہ ہی تھا اور اسی لئے آپ نے شدت سے منع کیا ہے اور شاید اس کا راز یہ تھا کہ اس دور میں قرآن مجید مکمل شکل میں امت کے ہاتھوں میں موجود نہ تھا اور اس طرح ہر شخص کے لئے تمام آیات کی طرف مراجعہ کرنا اور ان کے اسلوب و آہنگ سے استفادہ کرنا ممکن نہیں تھا اور یہ خطرہ شدید تھا کہ ہر شخص اپنی ذاتی پسند یا خواہش سے آیات کا مفہوم طے کر دے۔ اس لئے آپ نے شدت سے ممانعت فرما دی کہ یہ راستہ نہ کھلنے پائے ورنہ قرآن کے مفاہیم تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گے۔

۳۔ اگر ہر مسئلہ میں روایات ہی کی طرف رجوع کیا جائے گا اور آیات کی کوئی تفسیر روایات کے بغیر ممکن نہ ہوگی تو تدبر فی القرآن کے کوئی معنی نہ رہ جائیں گے اور ان روایات کا بھی کوئی مقصد نہ رہ جائے گا جن میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

روایات کی صحت وخطا کا معیار قرآن مجید کو قرار دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ ہماری طرف سے آنے والی روایات کو کتاب خدا پر پیش کرو اور دیکھو کہ موافق ہیں یا نہیں۔ اگر موافق ہیں تو لے لو ورنہ دیوار پر مار دو۔

ظاہر ہے کہ اگر روایات کے بغیر قرآن مجید پر عمل کرنا ممکن نہ ہوگا تو اس کا کوئی مفہوم ہی متعین نہ ہو سکے گا، اور جب مفہوم متعین نہ ہوگا تو کس چیز پر روایات کو پیش کیا جائے گا اور کس کی مطابقت اور عدم مطابقت کو حق و باطل کا معیار بنایا جائے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات کے پوشیدہ معانی کا انکشاف کرنے کے لئے قرآن مجید ہی کے اسلوب اور آہنگ کو معیار بنایا جائے گا اور اس میں کسی شخص کی ذاتی رائے یا خواہش کا دخل نہ ہوگا۔

تفسیر بالرّائے کی ایک مختصر مثال یہ ہے کہ قرآن مجید نے بیان کیا کہ "ان من شئی الا عندنا خزائنہ الخ" (ہمارے پاس ہر شے کے خزانے ہیں)۔ اس آیت کو دیکھنے کے بعد مفسرین اندازہ کیا کہ آسمان پر کوئی عظیم خزانہ ہے جہاں کائنات کی ہر شے کا ذخیرہ موجود ہے۔ اس کے بعد دوسری آیت پر نظر ڈالی "وما انزل اللہ من السماء من رزق فاحیا بہ الارض بعد موتہا" (خدا نے آسمان سے رزق نازل کیا ہے اور اس کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ بنا دیا ہے)۔ اور اس سے اندازہ ہوا کہ بارش کو بھی رزق کہا جاتا ہے اور اس کا بھی خزانہ آسمان پر ہے۔ پھر اپنی ذاتی فکر کا اضافہ کیا کہ انسان اور حیوان آسمان سے نازل نہیں ہوتے، لہذا خزانہ سے مراد آسمانی اشیاء ہیں، زمین کی چیزیں نہیں ہیں۔ حالانکہ اس تخصیص کا اسے حق نہیں تھا اس لئے کہ اسے نہ آسمان کی حقیقت معلوم ہے اور نہ نزول کے طریقہ کا علم ہے اور قرآن مجید سے ان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

حقائق کاادراک کئے بغیران کے بارے میں اظہار رائے کا کوئی حق نہیں ہے اوراس کوتفسیر بالرّ ائے یا قول بلاعلم کا نام دیا جائے گا۔

رہ گیا سیوطی کا یہ بیان کہ صحابہ کرام کی تفسیر سے قطع نظر کرکے تفسیر کرنے کوتفسیر بالرّ ائے کہا جاتا ہے اورجس کی دلیل یہ دی گئی ہے کہ وہ عصر پیغمبر میں موجود تھے اورانھیں حقائق قرآن کاعلم تھااوران سے ستر ہزار روایات نقل ہوئی ہیں لہذاان سے الگ ہوکرنا خلاف اسلام ہے۔

تواس کاواضح ساجواب یہ ہے کہ قرآن مجید کادعوی ہے کہ وہ ہر شے کا تبیان ہے اس کے متشابہات محکمات کے ذریعہ واضح ہوجاتے ہیں لہذااسے اصحاب کے فکر کی کوئی ضرورت نہیں ہے پھراس کی تحدی کے مخاطب کفار ومشرکین ہیں اوروہ اصحاب کے فہم کے محتاج ہوگئے توتحدی اورچیلنج کے کوئی معنی نہ رہ جائیں گے۔

دوسری لفظوں میں یوں کہا جائے کہ اصحاب کا قول ظاہر کلام کے مطابق ہے توظہورخود ہی کافی ہے کسی قول کی ضرورت نہیں ہے اورخلاف ظاہر قرآن ہے توتحدی بیکار ہے اوراس کا کوئی مفہوم نہیں ہے اس لئے کہ جس کلام کے معنی معلوم نہ ہوں اوروہ خودغیرواضح ہواس کامقابلہ اورجواب لانے کاسوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

رہ گئے احکام کے تفصیلات توان کے لئے مرسل اعظم اورمعصومین کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے اوریہ بھی مطابق حکم قرآن ہے کہ جورسول دیدے اس لےلو، اورجس چیز سے منع کردے اس سے رک جاؤ۔ گویاآیت کامفہوم عربی زبان کے قواعد کے اعتبار سے واضح ہے اوراس پرعمل کرنے کے لئے مرسل اعظم کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے جیسا کہ خودمرسل اعظم نے قرآن مجید سے تمسک کرنے کاحکم دیا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور کھلی ہوئی بات ہے کہ اس کلام سے تمسک کرنا ممکن نہیں ہے جس کا مفہوم واضح نہ ہو اور جس کے بارے میں کسی طرح کی تحقیق اور تفتیش تفسیر بالرّ ائے قرار پا جائے۔

اس مقام پر یہ سوال ضرور پیدا ہوسکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن اور اہلبیت دونوں سے تمسک کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ فرما دیا ہے کہ یہ دونوں جدا نہیں ہو سکتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کے معانی کا اخذ کرنا عترت و اہلبیت کی توضیح کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ قرآن اور عترت دونوں سے تمسک کرنے کا حکم دینا اس بات کی علامت ہے کہ دونوں اپنے اپنے مقام پر حجت ہیں کہ اگر حکم قرآن میں موجود ہے اور اہلبیت کی زندگی سامنے نہیں بھی ہے تو وہ بھی واجب العمل ہے۔ اور اگر اہلبیت نے فرما دیا ہے اور قرآن مجید میں نہیں بھی مل رہا ہے تو بھی واجب العمل ہے فرق صرف یہ ہے کہ قرآن ظاہر الفاظ کے معانی معین کرتا ہے اور اہلبیت مقاصد کی وضاحت کرتے ہیں جس طرح کہ قرآن مجید نے اجمال سے کام لیا ہے اور سرکار دوعالم نے اپنے اقوال و اعمال سے اس اجمال کی وضاحت کی ہے اور اس کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ خود اہلبیت نے بھی آیات قرآن سے استدلال کیا ہے اور اس کے ظہور کا حوالہ دے کرامت کو متوجہ کیا ہے کہ اس کے الفاظ و آیات سے کس طرح استنباط کیا جاتا ہے۔

محاسن میں امام محمد باقر کا یہ واضح ارشاد موجود ہے کہ "جس شخص کا خیال یہ ہے کہ قرآن مجید مبہم ہے وہ خود بھی ہلاک ہو گیا اور اس نے دوسروں کو بھی ہلاک کر دیا۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر کا صحیح راستہ تفسیر قرآن بالقرآن ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ارشادات معصومین کا سہارا لینا اس لئے ضروری ہے کہ اس سے آیات
قرآن کو جمع کر کے ایک نتیجہ اخذ کرنے کا سلیقہ معلوم ہوتا ہے اور معصومین
علیہم السلام نے اسی انداز سے قوم کی تربیت بھی کی ہے، چنانچہ
امیرالمومنین (علیہ السلام) کے دور میں جب دربار خلافت میں اس
عورت کا مقدمہ پیش ہوا جس کے یہاں چھ مہینے میں بچہ پیدا ہو گیا تھا
اور حاکم وقت نے حد جاری کرنے کا حکم دیدیا تو آپ نے فرمایا کہ اس
عورت پر حد جاری نہیں ہو سکتی ہے اس لئے کہ قرآن مجید نے اقل مدت
حمل چھ ماہ قرار دی ہے اور جب قوم نے حیرت و استعجاب کا مظاہرہ کیا
تو آپ نے دو مختلف آیات کا حوالہ دیا۔ ایک آیت میں انسان کے حمل
اور رضاعت کا کل زمانہ تیس ماہ بتایا گیا ہے اور دوسری آیت میں عورتوں
کے دو سال دودھ پلانے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور دونوں کو جمع کر کے
فرمایا کہ دو سال مدت رضاعت نکالنے کے بعد حمل کا زمانہ صرف چھ ماہ
باقی رہ جاتا ہے لہذا نہ اس ولادت کو غلط کہا جا سکتا ہے اور نہ اس عورت
پر حد جاری کی جا سکتی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید سے استنباط
کرنا ہے تو ایک آیت سے ممکن نہیں ہے، آیات کو باہم جمع کرنا ہوگا
اور سب کے مجموعہ سے ایک نتیجہ اخذ کرنا ہوگا اور اسی کا نام تفسیر قرآن
بالقرآن ہے کہ انسان کو حمل کے بارے میں قرآنی نظریہ معلوم کرنا ہے
تو ان دو آیات کو جمع کر لے، قرآنی نظریہ خود بخود سامنے آجائے گا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسمہ سبحانہ

مسئلہ تحریف قرآن

عالم تشیع کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ شیعوں میں "مذہبی حیثیت" سے کسی دور میں نہ تحریف قرآن کا عقیدہ تھا اور نہ آج ہے۔ہم تو قرآن کریم کے "ب" کے نقطے کو تک نہیں چھوڑ سکتے۔ دو چار افراد اگر کسی قسم کا تصور رکھتے ہیں تو وہ انکا ذاتی نظریہ ہے جسے مذہبی عقیدہ کا نام نہیں دیا جا سکتا ہے۔مذہبی عقیدہ کے لئے حسب ذیل ارشادات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

(۱) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "ہم نے بندوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے اور قرآن وہی ہے جو بین الدفتین مسطور ہے۔وہ زبان سے نہیں بولتا بلکہ اس کے لئے ترجمان کی ضرورت ہے"۔ (نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۷ رحمانیہ مصر)

(۲) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا "قرآن کلام خدا، کتاب خدا اور وحی وتنزیل خدا ہے یہی وہ کتاب ہے کہ جس کے قریب بھی باطل کا گذر نہیں ہے، نہ اب کوئی اس کو باطل قرار دینے والا ہے اور نہ ہی پہلے تھا یہ حکیم وحمید خدا کا نازل کردہ ہے"۔(امالی الشیخ الصدوق ص ۵۴۵ طبع ایران)

آج قرانِ مجید کے متعدد قلمی نسخے حضرت علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، اور امام زین العابدینؑ کے قلم مبارک سے لکھے ہوئے ابھی تک کتاب خانہ امام رضا مشہد مقدس ایران میں محفوظ ہیں جن کی ترتیب بعینہ موجودہ قرآن کے عین مطابق ہے۔آج کسی شیعہ مسجد، امام بارگاہ، اور گھر میں دعوت عام ہے کہ جا کر دیکھیں کہ آیا اِس قرآن میں اور جو اہل سنت کے ہاں ہے اُس میں کسی قسم کی تبدیلی پائی جاتی ہے۔اس کے باوجود شیعہ پر تحریف قرآن کا الزام لگانا پرلے درجے کی حماقت کے سوا اور کچھ نہیں۔حسب ذیل علماء شیعہ نے انکار

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تحریف کیا ہے۔

۱۔شیخ المحدثین ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین الصدوق (متوفی ۳۸۱ھ) جنھوں نے انکار تحریف کو مذہب کے ضروریات میں قرار دیا (حاشیہ باب حادی عشر)۔

۲۔عمید الطائفہ محمد بن محمد بن النعمان المفید (۴۱۳ھ) کتاب اوائل المقالات۔

۳۔الشریف المرتضیٰ علم الہدیٰ علی بن الحسین (۴۳۶ھ) اجوبۃ المسائل۔

۴۔شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی (۴۶۰ھ) مقدمہ تفسیر البیان جلد۱ ص ۳۔

۵۔ابوعلی الفضل بن الحسن الطبرسی (۵۴۸ھ) مجمع البیان جلد ۱ ص ۱۵۔

۶۔جمال الدین ابومنصور الحسن بن یوسف بن المطہر الحلی (۷۲۶ھ) اجوبتہ المسائل المہنادیہ۔

۷۔محقق احمد اردبیلی (۹۹۳ھ) مجمع الفائدہ جلد ۲ ص ۲۱۸۔

۸۔الشیخ الکبیر کاشف الغطاء (۱۲۲۸ھ) کشف الغطاء کتاب القرآن من الصلوٰۃ۔

۹۔السید شرف الدین العاملی (۱۳۸۱ھ) فی المہمہ ص ۱۶۳۔

۱۰۔السید محسن الامین العاملی۔(۱۳۸۱ھ) اعیان الشیعہ جلد ۱ ص ۴۱۔

۱۱۔السید العلامہ الطباطبائی (۱۴۰۲ھ) تفسیر المیزان جلد ۱۲ ص ۱۰۶۔۱۳۷۔

۱۲۔السید الخمینی۔تہذیب الاصول جلد ۲ ص ۱۶۵۔

۱۳۔السید ابوالقاسم الخوئی (۱۴۱۳ھ) البیان ص ۲۱۵، ص ۲۵۴۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

(نوٹ: حوالے ۱ تا ۱۳ ماخوذ کتاب رمضان ۱۴۱۸ھ علامہ سید ذیشان حیدر جوادی طاب ثراہ۔ طبع تنظیم المکاتب ہندوستان)

بہر کیف جو بھی ہوا واقعہ یہ ہے کہ قرآن جمع کرنے کا کام شروع ہوا اور بجائے اسکے کہ یہ کام حفاظ کے سپرد کیا جاتا انکے سپرد کیا گیا جن کو لا و نعم، تذکیرو تانیث وغیرہ کی تمیز نہیں تھی اور قرآن کے معنی و مطالب سے ایسے بے بہرہ تھے کہ زندگی کی آخری ساعت میں ابوبکر یہ افسوس کرتے ہوئے پائے گئے کہ "کاش میں رسولؐ اللہ سے بھتیجی اور پھوپی کی میراث کے متعلق دریافت کرتا (تاریخ طبری حصہ دوم صفحہ ۲۵۴، مسعودی جلد دوم صفحہ ۲۳۶)"۔ اس عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ اولاً مکی و مدنی آیتیں اور سورتیں اس طرح خلط ملط ہویں کہ ایک کا دوسرے سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ سورۃ اقراء کی اول آیت جو رسولؐ اکرم پر نازل ہوئی وہ تیسویں پارہ میں ہے۔ اکملت لکم دینکم جو قرآن کی آخری آیت ہونا چاہیئے وہ چھٹے پارہ میں آ گئی۔ لا و نعم کی تمیز سے یہ کاتب قرآن ایسے بے بہرہ تھے کہ جہاں لا ہونا چاہیئے تھا اُس کو بھول کر قرآن کے معنی ہی کو بدل کر رکھدیا۔

ملاحظہ ہو سورہ بقرہ آیت ۱۸۴۔ و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ یعنی جس کو طاقت ہو اور وہ روزہ نہ رکھے اسکو ایک مسکین کو کھانا کھلانا چاہیئے۔ حالانکہ یہ حکم اُسکے لئے ہے جس کو طاقت نہ ہو اور لا یطیقونہ کے عیوض یطیقونہ لکھدیا۔

دوسری مثال سورہ الانفال آیت ۲۷۔ یا ایھا الذین امنو لا تخونو اللہ والرسول و تخونوا امٰنتکم وانتم تعلمون یعنی اے ایمان دارو مت خیانت کرو اللہ و رسولؐ کے ساتھ اور خیانت کرو اپنے امانتوں کے ساتھ جان بوجھکر۔ یہاں بھی کاتبینِ قرآن جو دوسرا تخونوا کے قبل لا تھا اُسکو

jabir.abbas@yahoo.com

بھول گیا۔ اگر کوئی صاحب بات بتادیں کہ لا تخونو میں اول لا کا لفظ کافی تھا اور فصاحت کے معنی اقلال لفظ بے اخلال معنی ہیں تو قرآن کی فصاحت ذیل کے آیات میں ملاحظہ کیجئے لا تاخذ بلحیتی ولا براسی۔ سورۃ طٰہٰ آیت ۹۹ ؁ میری داڑھی اور سر کومت پکڑو یہاں صرف یہ کافی ہوتا اور معنی میں کوئی خلل نہیں ہوتا لھذا ''لا'، اور 'ب' راسی کے قبل زائد ہے۔

یا لا رطب و لا یابس، و لا سنۃ و لا نوم۔ ایسے کئی مقامات ہیں جہاں 'لا'' آیا تو تکرار یقینا ہوئی ہے۔

تیسری مثال سورۃ بلد پڑھئے پہلی آیت لا اقسم بھذا البلد یہ لا زائد کہاں سے آ گیا جلال الدین سیوطی تفسیر جلالین جلد ۷ ص ۲۷۲ میں لکھتے لا زائدۃ

سورۃ التوبۃ آیت ۶۴ ؁ کہ یحذر المنفقون ان تنزل علیھم سورۃ تنبیئھم بما فی قلوبھم قل استھزؤا ان اللہ مخرج ما تحذرون۔ یعنی منافقین ڈرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی سورہ نازل ہوجائے جوانکو جو کچھ منافقین کے دل میں ہے بتادے،

(اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے کہ تم مسخراپن کئے جاؤ بے شک جس سے تم ڈرتے ہو خدا اُسے ظاہر کردیگا''۔ اس آیت کے تحت میں عبداللہ ابن عباس سے تفسیر معالم التزیل علامہ بغوی ص ۵۶۹ طبع دار ابن حزم میں نقل کیا ہے

قال عبداللہ ابن عباس انزل اللہ تعالی ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسماءھم واسماء اباءھم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمۃ للمومنین لئلا یعیرون بعضھم بعض لان اولادھم کانوا مومنین یعنی عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ۷۲ منافقین کے نام مع ولدیت کے نازل ہوئے تھے پھر مسلمانوں پر محض

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

مہربانی کی وجہ سے وہ نام منسوخ ہوگئے کہ ایک دوسرے پر طعن نہ کرسکے کیونکہ اُن کی اولاد مسلمان ہوگئی تھی''۔ القصہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے نام مع ولدیت بتلادیا تھا اور وہ رسول اللہؐ کے آخروقت تک موجود تھے۔ مگر جب ابوبکر خلیفہ ہوگئے تو صرف اس بہانے سے کہ قرآن کو یکجا کیا جائے اس کو مٹادیا۔ حالانکہ زمانہ رسولؐ اکرم میں حضرت علیؑ نے قرآن مجید کو جمع کیا اور بارگاہ رسالت میں پیش کیا (تاریخ الخلفاء، جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۷۱)۔

قرآن جس طرح نبی اکرمؐ پر نازل ہوا۔ آپؐ نے اسے محفوظ اور مرتب شکل میں اُمت کو دیدیا اور یہ مصحف (قرآن) رسول اللہؐ کی زندگی میں لکھا ہوا مرتب شکل میں بھی موجود تھا۔ (احسن البیان ''ترتیب قرآن'' قسط نمبر ۲ ڈاکٹر فرحت جمشید ہیوسٹن، ٹیکساس امریکہ طبع اردو ٹائمز، نیویارک مورخہ ۹/ آگسٹ ۲۰۰۱ء۔

کتاب الفضائل القرآن باب جمع القرآن۔ عثمان نے حفصہ سے قرآن جو اُن کے پاس تھا منگایا اور زید بن ثابت، عبداللہ ابن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کو تحریر کرنے کا حکم دیا۔ اور جب کہ حفصہ کے بھیجے ہوئے اوراق کو مصحف میں لکھ چکے تو عثمان نے اُن اوراق کو حفصہ کے پاس واپس کردیا اور اطراف ملک میں ایک ایک قرآن جو اُن صاحبان نے لکھے تھے روانہ کردیا اور حکم دیا کہ اُن کے سوا جو قرآن کے اوراق یا مجموعۂ اوراق موجود ہو اُنھیں جلادیا جائے۔ ازالۃ الخفاء ج ۴ ص ۲۵۴ تا ۲۵۵ تالیف شاہ ولی اللہ محدث دھلوی

تبصرہ قرآن کے جمع کرنے پر:

(أن علی ابن أبی طالب کان جمعه لما قبض رسول الله وأتی به یحمله علی جمل فقال هذا القرآن قد جمعته۔ تاریخ یعقوبی ج ۲

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ص ۱۳۵ ؛: دورخلافت ابوبکر میں حضرت علیؑ نے قرآن جمع کرنے کے بعد اوراق قرآن کو ایک اونٹ کی پشت پر رکھا اور اسے لے کر مسجد نبوی کی طرف تشریف لائے۔ اُس وقت حضرت ابوبکر کے اطراف لوگ جمع تھے حضرت علیؑ نے ابوبکر کو مخاطب ہو کر فرمایا: یہ قرآن ہے جس کو میں نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ جمع کیا ہے۔ حضرت علیؑ کو یہ جواب ملا :لا حاجة لنا به عندنا مثله ۔ الاحتجاج الطبرسی جلد اول ص ۱۰۔ ہمیں اس کی ضروت نہیں ہمارے پاس اس کی مثل موجود ہے۔ مراد)

قران کے لکھنے کی کمیٹی کے افراد:

زید بن ثابت کے بارے میں اتنا لکھنا ہی کافی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود بزرگ صحابی رسول نے ان کے بارے میں یہ فرمایا :یقول لقد أخذت من فی رسول اللہ ﷺ سبعین سورة كان زيد بن ثابت لصبی من الصبیان۔ یعنی جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ۷۰ قرآن کے سوروں کی تعلیم دے چکے تھے اس وقت زید بن ثابت طفل تھے اور اطفال میں رہتے تھے۔ فتح الباری ج ۹ ص ۱۶، ابن عساکر ج ۳۳ ص ۱۳۹ بحوالہ مسند احمد ۲ /۳۸ ؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی ج ۱ ص ۴۸۷۔ انہوں نے خلافت چہارم کے وقت حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی تھی۔

عبداللہ ابن زبیر ۔ جو متفق علیہ ایک ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور قرآن جمع کرتے وقت ان کا سن صرف ۲۰ سال یا اس سے بھی کم تھا۔ یہ بیعت علیؑ تو دور کی بات ہے یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو جنگ جمل کی بنیاد ہیں۔

سعید بن عاص ۔ ان کے ولادت بھی ایک ہجری کی ہے اور ان کے باپ کو حضرت علیؑ نے بدر میں قتل کر دیا تھا انھوں نے بھی بیعت علیؑ سے انکار کیا۔

عبدالرحمن بن الحارث۔ وقت وفات رسول اکرم ﷺ یہ دس برس کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تھے یعنی ایک ہجری ۔ان کے باپ حارث طاعون سے مرنے کے بعد ان کی ماں سے عمر ابن خطاب نے نکاح کر لیا تھا یہ عمر ابن خطاب کے زیر پرورش رہے۔عثمان نے اپنی بیٹی مریم سے نکاح کر دیا تھا۔یہ جنگ جمل میں عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ ساتھ رہے۔اُسد الغابۃ ج ۳ ص ۲۸۴ حالات عبدالرحمٰن بن حارث۔

یاد رہے کہ اس وقت حضرت علی کے علاوہ مشہور مفسرینؑ عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن مسعود، اُبی بن کعب، عمار یاسرؓ، ابوذرؓ، مقداد جیسے اکابر صحابہ موجود تھے۔

اب اس لکھے ہوئے قرآن کا کیا ہوا یہ بھی ملاحظہ ہو جائے:

عن محرز بن ثابت مولى مسلمة بن عبد الملك، عن أبيه قال: كنت في حرس الحجاج ابن يوسف، فكتب الحجاج المصاحف، ثم بعث بها إلى الأمصار، وبعث بمصحف إلى المدينة، فكره ذلك آل عثمان، فقيل لهم: أخرجوا مصحف عثمان، يقرأ. فقالوا: أصيب المصحف يوم مقتل عثمان.

ترجمہ: محرز ابن ثابت مولی مسلمۃ بن عبد الملک نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں حجاج بن یوسف کے پاس رہا کرتا تھا۔حجاج ابن یوسف نے قرآن مجید جمع کر کے لکھا اور اُس کو تمام شہروں میں بھیجدیا۔اسی سلسلے میں ایک مصحف مدینہ بھی بھیجا گیا۔عثمان کی اولاد نے جب اس قرآن کو دیکھا تو بہت تنگ دل ہوئے لوگوں نے اس کا احساس کرتے ہوئے آل عثمان سے کہا: حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن نکالو تا کہ پڑھا جائے۔تو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ: سخت افسوس تو اُسی کا ہے کہ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن تو اُسی دن فوت ہو گیا جس دن اُن کا قتل

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوا۔مذکور ہے تاریخ المدینة عمر ابن شبة النمیری متوفی ۲۶۲ھ طبع دار الفکر ج۱ص۷؛ تاریخ وفاء الوفا بأخبار دار المصطفیٰ تالیف نور الدین علی بن أحمد السمہودی المتوفی ۹۱۱ھ ج۲ص ۶۶۷طبع دار احیاء التراث العربی۔ان مصحف عثمان تعیب فلم نجدله خبراً بین الاشیاخ ۔ تاریخ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۶۹۔ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن قطعاً غایب تھا۔یہی وجہ ہے کہ بزرگوں میں اس کا نہ کوئی ذکر پاتے ہیں اور نہ تذکرہ۔مراد) تبصرہ ختم}

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

قرآن کے بارے میں قرآن کی زبانی

الٓمٓO ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَO

"الف لام میم (حقیقی معنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں)O (یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیز گاروں کے لئے ہدایت ہےO"

2.وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُواْ بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُواْ شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَO

."اور اگر تم اس (کلام) کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جو ہم نے اپنے (برگزیدہ) بندے پر نازل کیا ہے تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا لاؤ، اور (اس کام کے لئے بیشک) اللہ کے سوا اپنے (سب) حمائتیوں کو بلا لو اگر تم (اپنے شک اور انکار میں) سچے ہو

3.إِنَّ اللَّهَ لاَ يَسْتَحْيِي أَن يَضْرِبَ مَثَلاً مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُواْ فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُواْ فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَـذَا مَثَلاً يُضِلُّ بِهِ كَثِيراً وَيَهْدِي بِهِ كَثِيراً وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلاَّ الْفَاسِقِينَO

"بیشک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ (سمجھانے کے لئے) کوئی بھی مثال بیان فرمائے (خواہ) مچھر کی ہو یا (ایسی چیز کی جو حقارت میں) اس سے بھی بڑھ کر ہو، تو جو لوگ ایمان لائے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ مثال ان کے رب کی طرف سے حق (کی نشاندہی) ہے، اور جنہوں نے

jabir.abbas@yahoo.com

کفر اختیار کیا وہ (اسے سن کر یہ) کہتے ہیں کہ ایسی تمثیل سے اللہ کو کیا سروکار؟ (اس طرح) اللہ ایک ہی بات کے ذریعے بہت سے لوگوں کو گمراہ ٹھہراتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور اس سے صرف انہی کو گمراہی میں ڈالتا ہے جو (پہلے ہی) نافرمان ہیں

الٓمٓ O ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ O

”الف لام میم (حقیقی معنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ (مگر خادم نے ایک عالِ دین سے سُنا اس سے ال محمد ہیں۔ اللہ اعلم) O (یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے O“

2. وَإِنْ كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ O

”اور اگر تم اس (کلام) کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جو ہم نے اپنے (برگزیدہ) بندے پر نازل کیا ہے تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا لاؤ، اور (اس کام کے لئے بیشک) اللہ کے سوا اپنے (سب) حمائتیوں کو بلا لو اگر تم (اپنے شک اور انکار میں) سچے ہو O“

3. إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَن يَضْرِبَ مَثَلاً مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلاً يُضِلُّ بِهِ كَثِيراً وَيَهْدِي بِهِ كَثِيراً وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلاَّ الْفَاسِقِينَ O

”بیشک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ (سمجھانے کے لئے) کوئی بھی مثال بیان فرمائے (خواہ) مچھر کی ہو یا (ایسی چیز کی جو حقارت

jabir.abbas@yahoo.com

میں) اس سے بھی بڑھ کر ہو، تو جو لوگ ایمان لائے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ مثال ان کے رب کی طرف سے حق (کی نشاندہی) ہے، اور جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ (اسے سن کر یہ) کہتے ہیں کہ ایسی تمثیل سے اللہ کو کیا سروکار؟ (اس طرح) اللہ ایک ہی بات کے ذریعے بہت سے لوگوں کو گمراہ ٹھہراتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور اس سے صرف انہی کو گمراہی میں ڈالتا ہے جو (پہلے ہی) نافرمان ہیں

4.الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلاَوَتِهِ أُوْلَـئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمن يَكْفُرْ بِهِ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ O

”(ایسے لوگ بھی ہیں) جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسے پڑھنے کا حق ہے، وہی لوگ اس (کتاب) پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو اس کا انکار کر رہے ہیں سو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں O“

5.رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ O

”اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے O“

jabir.abbas@yahoo.com

6. كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولاً مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُواْ تَعْلَمُونَ O

"اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفسًا و قلبًا) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ (اسرارِ معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔"

7. شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُواْ الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُواْ اللّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ O

"رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں، پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پا لے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں (کے روزوں) سے گنتی پوری کرے، اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا، اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کر سکو اور اس لئے کہ اس نے تمہیں جو ہدایت فرمائی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس لئے کہ تم شکر گزار بن جاؤ O"

8. كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
فِيمَا اخْتَلَفُواْ فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلاَّ الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ
مَا جَاءتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ
لِمَا اخْتَلَفُواْ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ O

۔ ”(ابتداء میں) سب لوگ ایک ہی دین پر جمع تھے، (پھر جب ان میں اختلافات رونما ہوگئے) تو اللہ نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے پیغمبروں کو بھیجا، اور ان کے ساتھ حق پر مبنی کتاب اتاری تاکہ وہ لوگوں میں ان امور کا فیصلہ کر دے جن میں وہ اختلاف کرنے لگے تھے اور اس میں اختلاف بھی فقط انہی لوگوں نے کیا جنہیں وہ کتاب دی گئی تھی، باوجود اس کے کہ ان کے پاس واضح نشانیاں آچکی تھیں، (اور انہوں نے یہ اختلاف بھی) محض باہمی بغض وحسد کے باعث (کیا) پھر اللہ نے ایمان والوں کو اپنے حکم سے وہ حق کی بات سمجھا دی جس میں وہ اختلاف کرتے تھے، اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرما دیتا ہے O“

9. هُوَ الَّذِيَ أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ
أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ
فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا
يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اللّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ
كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلاَّ أُوْلُواْ الْأَلْبَابِ O

jabir.abbas@yahoo.com

.ـــ”وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جس میں سے کچھ آیتیں محکم (یعنی ظاہراً بھی صاف اور واضح معنی رکھنے والی) ہیں وہی (احکام) کتاب کی بنیاد ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ (یعنی معنی میں کئی احتمال اور اشتباہ رکھنے والی) ہیں، سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے اس میں سے صرف متشابہات کی پیروی کرتے ہیں (فقط) فتنہ پروری کی خواہش کے زیرِ اثر اور اصل مراد کی بجائے من پسند معنی مراد لینے کی غرض سے، اور اس کی اصل مراد کو اﷲ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور علم میں کامل پختگی رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، ساری (کتاب) ہمارے رب کی طرف سے اتری ہے، اور نصیحت صرف اہلِ دانش کو ہی نصیب ہوتی ہے O ـــ“

10. ذَلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ O

.ـــ”یہ جو ہم آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں (یہ) نشانیاں ہیں اور حکمت والی نصیحت ہے

11. وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَن يَعْتَصِم بِاللّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ O

.ـــ”اور تم (اب) کس طرح کفر کرو گے حالانکہ تم وہ (خوش نصیب) ہو کہ تم پر اﷲ کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں اور تم میں (خود) اﷲ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) موجود ہیں، اور جو شخص اﷲ (کے دامن) کو

jabir.abbas@yahoo.com

مضبوط پکڑ لیتا ہے تو اسے ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کی جاتی
ہےO۔“

12. لَقَدْ مَنَّ اللّهُ عَلَى الْمُؤمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُواْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلاَلٍ مُّبِينٍO

.”بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھےO۔“

13. أَفَلاَ يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفًا كَثِيرًاO

”تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے، اور اگر یہ (قرآن) غیرِ خدا کی طرف سے (آیا) ہوتا تو یہ لوگ اس میں بہت سا اختلاف پاتے

14. إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّهُ وَلاَ تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًاO

”اے رسولِ! بیشک ہم نے آپ کی طرف حق پر مبنی کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں میں اس (حق) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے، اور آپ (کبھی) بددیانت لوگوں کی طرف داری

jabir.abbas@yahoo.com

میں بحث کرنے والے نہ بنیں O۔"

15. يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ O

"اے اہلِ کتاب! بیشک تمہارے پاس ہمارے (یہ) رسول تشریف لائے ہیں جو تمہارے لئے بہت سی ایسی باتیں (واضح طور پر) ظاہر فرماتے ہیں جو تم کتاب میں سے چھپائے رکھتے تھے اور (تمہاری) بہت سی باتوں سے درگزر (بھی) فرماتے ہیں۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آگیا ہے اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآن مجید) O۔"

16. وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلاَ تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُم فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ O

"اور (اے نبئ مکرّم!) ہم نے آپ کی طرف (بھی) سچائی کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے پہلے کی کتاب کی تصدیق کرنے

jabir.abbas@yahoo.com

والی ہے اور اس (کے اصل احکام ومضامین) پر نگہبان ہے، پس آپ ان کے درمیان ان (احکام) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے نازل فرمائے ہیں اور آپ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں، اس حق سے دور ہو کر جو آپ کے پاس آچکا ہے۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے الگ شریعت اور کشادہ راہِ عمل بنائی ہے، اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو (ایک شریعت پر متفق) ایک ہی امّت بنا دیتا لیکن وہ تمہیں ان (الگ الگ احکام) میں آزمانا چاہتا ہے جو اس نے تمہیں (تمہارے حسبِ حال) دیئے ہیں، سو تم نیکیوں میں جلدی کرو۔ اللہ ہی کی طرف تم سب کو پلٹنا ہے، پھر وہ تمہیں ان (سب باتوں میں حق و باطل) سے آگاہ فرما دے گا جن میں تم اختلاف کرتے رہتے تھے O۔

17. وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ

”اور (یہی وجہ ہے کہ ان میں سے بعض سچے عیسائی جب اس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف اتارا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں کو اشک ریز دیکھتے ہیں۔ (یہ آنسوؤں کا چھلکنا) اس حق کے باعث (ہے) جس کی انہیں معرفت (نصیب) ہوگئی ہے۔ (ساتھ یہ) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم (تیرے بھیجے ہوئے حق پر) ایمان لے آئے ہیں سو تو ہمیں (بھی حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے O۔“

jabir.abbas@yahoo.com

18. قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّهُ شَهِيدٌ بِيْنِي وَبَيْنَكُمْ
وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ أَئِنَّكُمْ
لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللّهِ آلِهَةً أُخْرَى قُل لاَّ أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ
إِلَـهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ O

"آپ (ان سے دریافت) فرمائیے کہ گواہی دینے میں سب سے بڑھ کر کون ہے؟ آپ (ہی) فرما دیجئے کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے، اور میری طرف یہ قرآن اس لئے وحی کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے تمہیں اور ہر اس شخص کو جس تک (یہ قرآن) پہنچے سناؤں۔ کیا تم واقعی اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود (بھی) ہیں؟ آپ فرما دیں: میں (تو اس غلط بات کی) گواہی نہیں دیتا، فرما دیجئے: بس معبود تو وہی ایک ہی ہے اور میں ان (سب) چیزوں سے بیزار ہوں جنہیں تم (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہوo"

19. وَمَا قَدَرُواْ اللّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُواْ مَا أَنزَلَ اللّهُ عَلَى بَشَرٍ
مِّن شَيْءٍ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَى نُورًا
وَهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا
وَعُلِّمْتُم مَّا لَمْ تَعْلَمُواْ أَنتُمْ وَلاَ آبَاؤُكُمْ قُلِ اللّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ
فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ O

"اور انہوں نے (یعنی یہود نے) اللہ کی وہ قدر نہ جانی جیسی قدر جاننا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

چاہیے تھی، جب انہوں نے یہ کہہ(کہ رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
انکار کر) دیا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نہیں اتاری۔ آپ فرما دیجئے
: وہ کتاب کس نے اتاری تھی جو موسٰی (علیہ السلام) لے کر آئے تھے جو
لوگوں کے لئے روشنی اور ہدایت تھی؟ تم نے جس کے الگ الگ کاغذ بنا
لئے ہیں تم اسے (لوگوں پر) ظاہر (بھی) کرتے ہو اور (اس میں سے)
بہت کچھ چھپاتے (بھی) ہو، اور تمہیں وہ (کچھ) سکھایا گیا ہے جو نہ تم
جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا، آپ فرما دیجئے : (یہ سب) اللہ
(ہی کا کرم ہے) پھر آپ انہیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیں کہ وہ اپنی
خرافات میں کھیلتے رہیں O

"اتَّبِعُواْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلاَ تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِ
أَوْلِيَاءَ قَلِيلاً مَّا تَذَكَّرُونَ O

۔"(اے لوگو!) تم اس (قرآن) کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی
طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے اور اس کے غیروں میں سے (باطل
حاکموں اور) دوستوں کے پیچھے مت چلو، تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے
ہو O"۔

21. الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ
مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ
الْخَبَآئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عَلَيۡهِمۡ فَالَّذِينَ آمَنُواْ بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُواْ النُّورَ الَّذِيَ أُنزِلَ مَعَهُ أُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں جو اُمّی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر من جانبِ اللہ لوگوں کو اخبارِ غیب اور معاش و معاد کے علوم و معارف بتاتے ہیں) جن (کے اوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور ان سے ان کے بارِ گراں اور طوقِ (قیود) جو ان پر (نافرمانیوں کے باعث مسلّط) تھے، ساقط فرماتے (اور انہیں نعمتِ آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔ پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نورِ (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں O۔"

22. وَإِذَا قُرِىءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُواْ لَهُ وَأَنصِتُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَO

"اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے O۔"

jabir.abbas@yahoo.com

23. إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ O

’’ایمان والے (تو) صرف وہی لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے (تو) ان کے دل (اس کی عظمت و جلال کے تصور سے) خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ (کلامِ محبوب کی لذت انگیز اور حلاوت آفریں باتیں) ان کے ایمان میں زیادتی کر دیتی ہیں اور وہ (ہر حال میں) اپنے رب پر توکل (قائم) رکھتے ہیں (اور کسی غیر کی طرف نہیں تکتے) O‘‘

24. إِنَّ اللّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّهِ فَاسْتَبْشِرُواْ بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ O

’’بیشک اللہ نے اہلِ ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال، ان کے لئے جنت کے عوض خرید لئے ہیں، (اب) وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں، سو وہ (حق کی خاطر) قتل کرتے ہیں اور (خود بھی) قتل کئے جاتے ہیں۔ (اللہ نے) اپنے ذمہء کرم پر پختہ وعدہ (لیا) ہے، تورات میں (بھی) انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی)، اور کون اپنے وعدہ کو اللہ سے زیادہ پورا کرنے والا ہے، سو (ایمان والو!) تم اپنے سودے پر

jabir.abbas@yahoo.com

خوشیاں مناؤ جس کے عوض تم نے (جان و مال کو) بیچا ہے، اور یہی تو زبردست کامیابی ہے

.۔"(یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں جو اُمّی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر مِن جانبِ اللہ لوگوں کو اخبارِ غیب اور معاش و معاد کے علوم و معارف بتاتے ہیں) جن (کے اوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور ان سے ان کے بارِگراں اور طوقِ (قیود) جو ان پر (نافرمانیوں کے باعث مسلّط) تھے، ساقط فرماتے (اور انہیں نعمتِ آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔ پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نورِ (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں O۔"

.22 وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُواْ لَهُ وَأَنصِتُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ O

۔"اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے O۔"

jabir.abbas@yahoo.com

23. إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ O

"ایمان والے (تو) صرف وہی لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے (تو) ان کے دل (اس کی عظمت وجلال کے تصور سے) خوفزدہ ہوجاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ (کلامِ محبوب کی لذت انگیز اور حلاوت آفریں باتیں) ان کے ایمان میں زیادتی کر دیتی ہیں اور وہ (ہر حال میں) اپنے رب پر توکل (قائم) رکھتے ہیں (اور کسی غیر کی طرف نہیں تکتے) O"

24. إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ O

"بیشک اللہ نے اہلِ ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال، ان کے لئے جنت کے عوض خرید لئے ہیں، (اب) وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں، سو وہ (حق کی خاطر) قتل کرتے ہیں اور (خود بھی) قتل کئے جاتے ہیں۔ (اللہ نے) اپنے ذمہء کرم پر پختہ وعدہ (لیا) ہے، تورات میں (بھی) انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی)، اور کون اپنے وعدہ کو اللہ سے زیادہ پورا کرنے والا ہے، سو (ایمان والو!) تم اپنے سودے پر

jabir.abbas@yahoo.com

خوشیاں مناؤ جس کے عوض تم نے (جان و مال کو) بیچا ہے، اور یہی تو زبردست کامیابی ہے۔

25. وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لاَ يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلاَّ مَا يُوحَى إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ O

. ”اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملاقات کی توقع نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ اس (قرآن) کے سوا کوئی اور قرآن لے آئیے یا اسے بدل دیجئے، (اے نبی مکرّم!) فرما دیں: مجھے حق نہیں کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں، میں تو فقط جو میری طرف وحی کی جاتی ہے (اس کی) پیروی کرتا ہوں، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بیشک میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں O“

26. فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لاَ يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ O

”پس اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلا دے۔ بیشک مجرم لوگ فلاح نہیں پائیں گے O“

27. وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَى مِن دُونِ اللّهِ وَلَكِن

jabir.abbas@yahoo.com

تَصۡدِيقَ الَّذِي بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَتَفۡصِيلَ الۡكِتَابِ لاَ رَيۡبَ فِيهِ
مِن رَّبِّ الۡعَالَمِينَ O

.''یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اسے اللہ (کی وحی) کے بغیر گھڑ لیا گیا ہو
لیکن (یہ) ان (کتابوں) کی تصدیق (کرنے والا) ہے جو اس سے
پہلے (نازل ہو چکی) ہیں اور جو کچھ (اللہ نے لوح میں یا احکامِ شریعت
میں) لکھا ہے اس کی تفصیل ہے، اس (کی حقانیت) میں ذرا بھی شک
نہیں (یہ) تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے

28.وَمَا تَكُونُ فِي شَأۡنٍ وَمَا تَتۡلُو مِنۡهُ مِن قُرۡآنٍ وَلاَ تَعۡمَلُونَ
مِنۡ عَمَلٍ إِلاَّ كُنَّا عَلَيۡكُمۡ شُهُودًا إِذۡ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا
يَعۡزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثۡقَالِ ذَرَّةٍ فِي الۡأَرۡضِ وَلاَ فِي السَّمَاءِ
وَلاَ أَصۡغَرَ مِن ذَلِكَ وَلاَ أَكۡبَرَ إِلاَّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ O

قرآن کریم کے بارے میں قرآن کی زبانی۔

.وَكُلاًّ نَّقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ أَنۡبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ
وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الۡحَقُّ وَمَوۡعِظَةٌ وَذِكۡرَى لِلۡمُؤۡمِنِينَ O

''اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے سب حالات آپ کو سنا رہے ہیں جس
سے ہم آپ کے قلبِ (اطہر) کو تقویت دیتے ہیں، اور آپ کے پاس
اس (سورت) میں حق اور نصیحت آئی ہے اور اہلِ ایمان کے لئے عبرت

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

(و یاد دہانی بھی)O ‘‘

30. الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِO إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَO نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَـذَا الْقُرْآنَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَO

’’الف، لام، را (حقیقی معنی اﷲ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں)، یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیںO بیشک ہم نے اس کتاب کو قرآن کی صورت میں بزبانِ عربی اتارا تاکہ تم (اسے براہِ راست) سمجھ سکوO (اے حبیب!) ہم آپ سے ایک بہترین قصہ بیان کرتے ہیں اس قرآن کے ذریعہ جسے ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے، اگرچہ آپ اس سے قبل (اس قصہ سے) بے خبر تھےO ‘‘

31. أَفَمَن يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَى إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُواْ الأَلْبَابِO

’’بھلا وہ شخص جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے حق ہے، اس شخص کے مانند ہوسکتا ہے جو اندھا ہے، بات یہی ہے کہ نصیحت عقل مند ہی قبول کرتے ہیںO ‘‘

32. وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الأَرْضُ أَوْ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى بَل لِّلّهِ الأَمْرُ جَمِيعًا أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ
آمَنُواْ أَن لَّوْ يَشَاءُ اللّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا وَلاَ يَزَالُ الَّذِينَ
كَفَرُواْ تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُواْ قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن
دَارِهِمْ حَتَّى يَأْتِيَ وَعْدُ اللّهِ إِنَّ اللّهَ لاَ يُخْلِفُ الْمِيعَادَ O.

اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعے پہاڑ چلا دیئے جاتے یا اس سے زمین پھاڑ دی جاتی یا اس کے ذریعے مُردوں سے بات کرا دی جاتی (تب بھی وہ ایمان نہ لاتے)، بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں، تو کیا ایمان والوں کو (یہ) معلوم نہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت فرما دیتا، اور ہمیشہ کافر لوگوں کو ان کے کرتوتوں کے باعث کوئی (نہ کوئی) مصیبت پہنچتی رہے گی یا ان کے گھروں (یعنی بستیوں) کے آس پاس اترتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ (عذاب) آپہنچے، بیشک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا O ـــ

33.الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍO

ـــ"الف، لام، را (حقیقی معنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں)، یہ (برگزیدہ) کتاب اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں O ـــ"

34.-إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَO

ـــ"بیشک یہ ذکرِ عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے O ـــ"

jabir.abbas@yahoo.com

35.وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ O

ــــ”اور بیشک ہم نے آپ کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں (یعنی سورہء فاتحہ) اور بڑی عظمت والا قرآن عطا فرمایا ہے O ــــ“

36.وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ O كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ O الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ O

ــــ”اور فرما دیجئے کہ بیشک (اب) میں ہی (عذابِ الٰہی کا) واضح و صریح ڈر سنانے والا ہوں O جیسا (عذاب) کہ ہم نے تقسیم کرنے والوں (یعنی یہود و نصاریٰ) پر اتارا تھا O جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے (کر کے تقسیم) کر ڈالا (یعنی موافق آیتوں کو مان لیا اور غیر موافق کو نہ مانا) O ــــ“

37.وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ O.

ــــ”اور (اے نبی!) ہم نے آپ کی طرف ذکرِ عظیم (قرآن) نازل فرمایا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لئے وہ (پیغام اور احکام) خوب واضح کر دیں جو ان کی طرف اتارے گئے ہیں اور تاکہ وہ غور و فکر کریں O ــــ“

jabir.abbas@yahoo.com

38.فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

ـــ”سو جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود (کی وسوسہ اندازیوں) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں O ـــ“

39.إِنَّ هَـذَا الْقُرْآنَ يِهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا O.

ـــ”بیشک یہ قرآن اس (منزل) کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے درست ہے اور ان مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری سناتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے O ـــ“

40.وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَـذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُواْ وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلاَّ نُفُورًا O

ـــ”اور بیشک ہم نے اس قرآن میں (حقائق اور نصائح کو) انداز بدل کر بار بار بیان کیا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں، مگر (منکرین کا عالم یہ ہے کہ) اس سے ان کی نفرت ہی مزید بڑھتی جاتی ہے O ـــ“

41.وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِالآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا O

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ـــ”اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں (تو) ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ حائل کر دیتے ہیں O“ ـــ

42. وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلاَّ فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي القُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلاَّ طُغْيَانًا كَبِيرًا O

ـــ”اور (یاد کیجئے) جب ہم نے آپ سے فرمایا کہ بیشک آپ کے رب نے (سب) لوگوں کو (اپنے علم و قدرت کے) احاطہ میں لے رکھا ہے، اور ہم نے تو (شبِ معراج کے) اس نظّارہ کو جو ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کے لئے صرف ایک آزمائش بنایا ہے (ایمان والے مان گئے اور ظاہر بین الجھ گئے) اور اس درخت (شجرۃ الزقوم) کو بھی جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے، اور ہم انہیں ڈراتے ہیں مگر یہ (ڈرانا بھی) ان میں کوئی اضافہ نہیں کرتا سوائے اور بڑی سرکشی کے O“ ـــ

43. وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلاَ يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلاَّ خَسَارًا O

ـــ”اور ہم قرآن میں وہ چیز نازل فرما رہے ہیں جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں کے لئے تو صرف نقصان ہی میں اضافہ کر رہا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

ہے O ‘‘

44. قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ
هَذَا الْقُرْآنِ لاَ يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
ظَهِيرًا O وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ
فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلاَّ كُفُورًا O

’’ فرما دیجئے: اگر تمام انسان اور جنّات اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کے مثل (کوئی دوسرا کلام بنا) لائیں گے تو (بھی) وہ اس کی مثل نہیں لا سکتے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں O اور بیشک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثال (مختلف طریقوں سے) بار بار بیان کی ہے مگر اکثر لوگوں نے (اسے) قبول نہ کیا (یہ) سوائے ناشکری کے (اور کچھ نہیں) O ‘‘

45. وَبِالْحَقِّ أَنزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلاَّ مُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا O وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ
وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلاً O قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لاَ تُؤْمِنُوا إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا
الْعِلْمَ مِن قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا O
وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولاً O وَيَخِرُّونَ
لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا O

’’ اور حق کے ساتھ ہی ہم نے اس (قرآن) کو اتارا ہے اور حق ہی کے

jabir.abbas@yahoo.com

ساتھ وہ اترا ہے، اور (اے حبیبِ!) ہم نے آپ کو خوشخبری سنانے والا
اور ڈر سنانے والا ہی بنا کر بھیجا ہے O اور قرآن کو ہم نے جدا جدا کر کے
اتارا تا کہ آپ اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے رفتہ رفتہ
(حالات اور مصالح کے مطابق) تدریجاً اتارا ہے O فرما دیجئے: تم اس
پر ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ، بیشک جن لوگوں کو اس سے قبل علمِ (کتاب)
عطا کیا گیا تھا جب یہ (قرآن) انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے وہ ٹھوڑیوں
کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں O اور کہتے ہیں: ہمارا رب پاک ہے،
بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر ہی رہنا تھا O اور ٹھوڑیوں کے بل
گریہ وزاری کرتے ہوئے گر جاتے ہیں، اور یہ (قرآن) ان کے خشوع
وخضوع میں مزید اضافہ کرتا چلا جاتا ہے O ــ“

46.وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا
قَدَّمَتْ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي
آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَى فَلَن يَهْتَدُوا إِذًا
أَبَدًا O

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جسے اس کے رب کی نشانیاں یاد
دلائی گئیں تو اس نے ان سے رُوگردانی کی اور ان (بداعمالیوں) کو
بھول گیا جو اس کے ہاتھ آگے بھیج چکے تھے، بیشک ہم نے ان کے دلوں
پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ اس حق کو سمجھ (نہ) سکیں اور ان کے کانوں
میں بوجھ پیدا کر دیا ہے (کہ وہ اس حق کو سن نہ سکیں)، اور اگر آپ انہیں
ہدایت کی طرف بلائیں تو وہ کبھی بھی قطعاً ہدایت نہیں پائیں گے O ــ“

jabir.abbas@yahoo.com

47. قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا O

”فرما دیجئے: اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے روشنائی ہو جائے تو وہ سمندر میرے رب کے کلمات کے ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا اگرچہ ہم اس کی مثل اور (سمندر یا روشنائی) مدد کے لئے لے آئیں O“

48. أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَن خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا

”یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے زمرہ انبیاء میں سے آدم (علیہ السلام) کی اولاد سے ہیں اور ان (مومنوں) میں سے ہیں جنہیں ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ کشتی میں (طوفان سے بچا کر) اٹھا لیا تھا، اور ابراہیم (علیہ السلام) کی اور اسرائیل (یعنی یعقوب علیہ السلام) کی اولاد سے ہیں اور ان (منتخب) لوگوں میں سے ہیں جنہیں ہم نے ہدایت بخشی اور برگزیدہ بنایا، جب ان پر (خدائے) رحمان کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے وہ سجدہ کرتے ہوئے اور (زار و قطار) روتے ہوئے گر پڑتے ہیں O“

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

49.فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا O

ــ”سو بیشک ہم نے اس (قرآن) کو آپ کی زبان میں ہی آسان کر دیا ہے تا کہ آپ اس کے ذریعہ پرہیز گاروں کو خوشخبری سنا سکیں اور اس کے ذریعہ جھگڑالو قوم کو ڈر سنا سکیں O ــ“

50.طٰهٰO مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى O

.ــ”طا، ہا (حقیقی معنی اﷲ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں) O (اے محبوبِ مکرّم!) ہم نے آپ پر قرآن (اس لئے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں O ــ“

51.فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا O

پس اﷲ بلند شان والا ہے وہی بادشاہِ حقیقی ہے، اور آپ قرآن (کے پڑھنے) میں جلدی نہ کیا کریں قبل اس کے کہ اس کی وحی آپ پر پوری اتر جائے، اور آپ (رب کے حضور یہ) عرض کیا کریں کہ اے میرے رب! مجھے علم میں اور بڑھا دے O ــ“

52.تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝

.ـــ"(وہ اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے (حق و باطل میں فرق اور) فیصلہ کرنے والا (قرآن) اپنے (محبوب و مقرّب) بندہ پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈر سنانے والا ہو جائے ۝ ـــ"

53.وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۝

ـــ"اور کافر کہتے ہیں کہ اس (رسول) پر قرآن ایک ہی بار (یک جا کر کے) کیوں نہیں اتارا گیا؟ یوں (تھوڑا تھوڑا کر کے اسے) تدریجاً اس لئے اتارا گیا ہے تاکہ ہم اس سے آپ کے قلبِ (اطہر) کو قوت بخشیں اور (اسی وجہ سے) ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ہے (تاکہ آپ کو ہمارے پیغام کے ذریعے بار بار سکونِ قلب ملتا رہے) ۝ ـــ"

54.وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۝

ـــ"اور (یہ) وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے (بلکہ غور و فکر بھی کرتے ہیں) ۝ ـــ"

jabir.abbas@yahoo.com

55. وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ O

۔ ”اور بیشک آپ کو (یہ) قرآن بڑے حکمت والے، علم والے
(رب) کی طرف سے سکھایا جا رہا ہے O “

56. إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ
فِيهِ يَخْتَلِفُونَ O

۔ ”بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے وہ بیشتر چیزیں بیان کرتا ہے
جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں O “

57. إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ
كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ O وَأَنْ أَتْلُوَ
الْقُرْآنَ فَمَنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَن ضَلَّ فَقُلْ
إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ O.

۔ ”(آپ ان سے فرما دیجئے کہ) مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ اس شہر
(مکّہ) کے رب کی عبادت کروں جس نے اسے عزت و حُرمت والا بنایا
ہے اور ہر چیز اُسی کی (مِلک) ہے اور مجھے (یہ) حکم (بھی) دیا گیا ہے
کہ میں (اللہ کے) فرمانبرداروں میں رہوں O نیز یہ کہ میں قرآن پڑھ کر
سناتا رہوں سو جس شخص نے ہدایت قبول کی تو اس نے اپنے ہی فائدہ کے
لئے راہِ راست اختیار کی، اور جو بہکا رہا تو آپ فرما دیں کہ میں تو صرف

jabir.abbas@yahoo.com

ڈر سنانے والوں میں سے ہوں O۔"

58.وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَى حَتَّى يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا
يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَى إِلَّا وَأَهْلُهَا
ظَالِمُونَ

۔"اور آپ کا رب بستیوں کو تباہ کرنے والا نہیں ہے یہاں تک کہ وہ اس
کے بڑے مرکزی شہر (capital) میں پیغمبر بھیج دے جو ان پر ہماری
آیتیں تلاوت کرے، اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں ہیں مگر اس
حال میں کہ وہاں کے مکین ظالم ہوں O۔"

59.إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ قُل رَّبِّي
أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَى وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ O

.۔"بیشک جس (رب) نے آپ پر قرآن (کی تبلیغ و اقامت کو) فرض
کیا ہے یقیناً وہ آپ کو (آپ کی چاہت کے مطابق) لوٹنے کی جگہ (مکہ
یا آخرت) کی طرف (فتح و کامیابی کے ساتھ) واپس لے جانے والا ہے
۔ فرما دیجئے: میرا رب اسے خوب جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا اور اسے
(بھی) جو صریح گمراہی میں ہے O۔"

60.وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ
بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ O بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي

jabir.abbas@yahoo.com

صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ O

.ـــ”اور (اے حبیب!) اس سے پہلے آپ کوئی کتاب نہیں پڑھا کرتے
تھے اور نہ ہی آپ اسے اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے ورنہ اہلِ باطل اسی وقت
ضرور شک میں پڑ جاتے O بلکہ وہ (قرآن ہی کی) واضح آیتیں ہیں جو ان
لوگوں کے سینوں میں (محفوظ) ہیں جنہیں (صحیح) علم عطا کیا گیا ہے،
اور ظالموں کے سوا ہماری آیتوں کا کوئی انکار نہیں کرتا O“ ـــ

61. وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ وَلَئِن جِئْتَهُم بِآيَةٍ لَّيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ O

ـــ”اور درحقیقت ہم نے لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے اس قرآن میں
ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے، اور اگر آپ ان کے پاس کوئی
(ظاہری) نشانی لے آئیں تب بھی یہ کافر لوگ ضرور (یہی) کہہ دیں
گے کہ آپ محض باطل و فریب کار ہیں O“ ـــ

62. إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ O

.ـــ”پس ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جنہیں اُن (آیتوں)
کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے ہیں اور

jabir.abbas@yahoo.com

اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبّر نہیں کرتے O۔“

۔”اور (اے حبیبِ!) آپ جس حال میں بھی ہوں اور آپ اس کی طرف سے جس قدر بھی قرآن پڑھ کر سناتے ہیں اور (اے امتِ محمدیہ!) تم جو عمل بھی کرتے ہو مگر ہم (اس وقت) تم سب پر گواہ و نگہبان ہوتے ہیں جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو، اور آپ کے رب (کے علم) سے ایک ذرّہ برابر بھی (کوئی چیز) نہ زمین میں پوشیدہ ہے اور نہ آسمان میں اور نہ اس (ذرہ) سے کوئی چھوٹی چیز ہے اور نہ بڑی مگر واضح کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں (درج) ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

امام اور قرآن

قرآن کریم کی آیات اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے اور خداوند عالم نے اس میں ہر چیز کو بیان کردیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ذکر ہوا ہے "وَنَزَّلْنا عَلَيْكَ الْكِتابَ تِبْياناً لِكُلِّ شَيْءٍ"۔ اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شے کی وضاحت موجود ہے(۱)۔"ما فَرَّطْنا فِي الْكِتابِ مِنْ شَيْءٍ" ہم نے کتاب میں کسی شے کے بیان میں کوئی کمی نہیں کی ہے(۲)۔ نہج البلاغہ میں بھی ذکر ہوا ہے :"وفی القرآن نبا ٔما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم"۔ کتاب خدا میں گذشتہ خبریں اور آئندہ کی خبریں اور ضرورت کے احکام موجود ہیں(۳)۔

اہل سنت نے بھی مشہور صحابی ابن مسعود سے نقل کیا ہے :"ان فیہ علم الاولین و الآخرین"۔ قرآن کریم میں اولین اور آخرین کا علم ہے(۴)۔

اس کے باوجود ہم مختلف جزئی احکام کو دیکھتے ہیں جو قرآن کریم میں نہیں ہس مثلا نماز کی رکعتوں کی تعداد، زکاۃ کی جنس اور نصاب، بہت سے مناسک حج، صفا ومروہ میں سعی کی تعداد، طواف کی تعداد اور حدود دیات ،قضاوت، معاملات کے شرایط اور ائمہ(علیہم السلام) کے نام وغیرہ۔

بعض اہل سنت یا وہابی ان مسائل کی طرف توجہ کئے بغیر جو قرآن کریم میں بیان نہیں ہوئے ہیں، اس مسئلہ کو پیش کرتے ہیں کہ حضرت علی (علیہ السلام) کا نام قرآن کریم میں کیوں بیان نہیں ہوا؟ اور اس طرح وہ کوشش کرتے ہیں کہ اس مسئلہ سے شیعوں کے ولایت کے دعوی کے خلاف استفادہ کریں، اس مقالہ میں ہماری کوشش ہے کہ ہم اس دعوے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

کا جواب دیں اور ان مسائل کی وضاحت کریں۔

قرآن کریم میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جانشینوں کا تعارف

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جانشین کی بحث میں سب سے اہم جو بحث ہے وہ مسلمانوں کے لئے ان کا تعارف ہے کیونکہ اپنی جگہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مقام انتصابی ہے اور ایسا شخص خداوند عالم کی طرف سے منتخب ہوتا ہے، لہذا اب کیا اعتراض ہے کہ یہ تعارف قرآن کریم میں اوصاف وصفات کے ساتھ ذکر ہو اور پھر رسول خدا اس شخص کو نام ونشان ذکر کرنے کے ساتھ لوگوں کے سامنے بیان کریں۔

ہم جس وقت قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ خداوند عالم نے دو طرح سے لوگوں کا تعارف کرایا ہے، کبھی نام لے کر تعارف کرایا ہے جیسے بعض انبیاء کہ جن کا نام سورہ مریم میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے:

"اذکر فی الکتاب ابراھیم، واذکر فی الکتاب موسی، واذکر فی الکتاب اسماعیل واذکر فی الکتاب ادریس۔ (۵)۔

بعض اوقات شخص کے اوصاف وصفات قرآن کریم میں ذکر کئے ہیں جیسے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا واقعہ جس میں فرمایا ہے: "قَالَ الَّذِی عِندَهُ عِلْمٌ مِنَ الْکِتَابِ اور ایک شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کے ایک حصہ کا علم تھا (٦)۔(۷)۔

عام لوگوں میں بھی کسی کو پہچنوانے کے یہ دو طریقہ رائج ہیں اور دوسرے طریقہ سے زیادہ استفادہ کیا جاتا ہے۔

حضرت آیۃ اللہ مکارم شیرازی (دام ظلہ) فرماتے ہیں: کبھی کبھی فضائل اور خصوصیات کو ذکر کرنے کے ذریعہ افراد کا تعارف اچھے طریقہ

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے ہوجاتا ہے کیونکہ افراد کے نام مخصوص نہیں ہیں اور اس میں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ دوسرے لوگ اس سے سوء استفادہ کریں، جیسا کہ حضرت مہدی (علیہ السلام) کے بارے میں بعض لوگوں نے سوء استفادہ کیا ہے اور اپنے بچوں کا نام مہدی یا محمد رکھتے تھے ـــ"علی ـــ" بھی صرف امیر المومنین علی (علیہ السلام) کا نام نہیں تھا، اسی طرح ـــ"ابو طالب ـــ" بھی فقط آپ کے والد کی کنیت نہیں تھی، بلکہ عرب کے درمیان متعدد افراد کا نام اور کنیت ـــ"علی ـــ"اور ـــ"ابو طالب ـــ"تھی، اس بناء پر اگر ـــ"علی ـــ" کا نام صریح طور پر قرآن کریم میں ذکر ہوتا تو شاید لوگ اس کو دوسرے ـــ"علی ـــ"پر منطبق کرتے (۸) یا کم سے کم اس طرح کا احتمال دیا جاتا، جب کہ دوسرے طریقہ میں ایسا احتمال نہیں دیا جاسکتا، اس لئے بہتر ہے کہ خصوصیات، صفات ممتاز اور جو صرف حضرت امیر المومنین علی (علیہ السلام) میں منحصر ہیں ان سے تعارف کرایا جائے تا کہ صرف آپ کے مقدس وجود کے علاوہ کسی اور پر منطبق نہ ہو سکے۔

شاید آپ یہ کہیں: تمہارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم نے خصوصیات اور صفات کے ذریعہ ائمہ (علیہم السلام) کا تعارف کرایا ہے تو یہ تعارف کن آیات اور کن سوروں میں ہے؟ ہم کہتے ہیں خداوند عالم نے کتنی ہی آیات میں ان کا تعارف کرایا ہے ہم یہاں پر ان میں سے صرف تین آیات کا ذکر کریں گے:

سورہ مائدہ کی ۵۵ ویں آیت میں فرمایا ہے :"إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ هُمْ رَاكِعُونَ"۔ایمان والو بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبانِ ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زکوٰ دیتے ہیں۔ بہت سے علماء اہل سنت کی تصریح کے مطابق یہ آیت امیرالمومنین (علیہ السلام) کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جیسا کہ قاضی عضدالدین ایجی (متوفی ۷۵۶) اور بعض دوسرے علمائے اہل سنت نے اس متعلق کہا ہے: واجمع ائمۃ التفسیران سے" المراد علی "۔ قرآن کریم کی تفسیر میں علماء اور راہنماوں کا اتفاق واجماع ہے کہ اس آیت سے مراد حضرت علی (علیہ السلام) ہیں (۹)۔

اس آیت کا آخری حصہ جمع کی ضمیر کے ساتھ ذکر ہوا ہے جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ اگرچہ فی الحال اس کا مصداق ایک شخص ہے لیکن مستقبل میں اس کے دوسرے مصادیق ائمہ معصومین (علیہم السلام) ہوں گے جو ایک کے بعد ایک اس مقام پر فائز ہوں گے۔

اسی طرح سورہ نساء کی ۵۹ ویں آیت میں "اولو الامر" کہا ہے: "یا اَیُّہَا الَّذینَ آمَنُوا اَطیعُوا اللّٰہَ وَ اَطیعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ "۔ ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو، رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں۔ "اولو الامر" سے مراد روایات کی صراحت کی بناء پر ائمہ اثنا عشر ہیں (۱۰)۔

سورہ توبہ کی ۱۱۹ ویں آیت جو کہ صادقین کے نام سے مشہور ہے، اس امر پر دلالت کرتی ہے، شیعہ اور سنی روایات کی تصریح کے مطابق یہ آیت بھی تمام ائمہ کی ولایت پر دلالت کرتی ہے، خداوند عالم فرماتا ہے: "یا اَیُّہَا الَّذینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُونُوا مَعَ الصّٰادِقینَ"۔ ایمان والو اللہ (کے حکم کی مخالفت) سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاو۔ بہت سے علماء اہل سنت جیسے علامہ گنجی نے کتاب "کفایۃ الطالب" میں اور ابن جوزی نے تذکرۃ میں کہا ہے: "قال علماء السیر معناہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کونوا مع علی و اھل بیتہ"(۱۱)۔

جو کچھ ذکر ہوا ہے اس کے علاوہ یہ جاننا بھی بہتر ہے کہ بعض روایات کی بنیاد پر لفظ "علی" قرآن کریم میں دو جگہ استعمال ہوا ہے جس کو حضرت علی (علیہ السلام) سے تفسیر کیا ہے:

۱۔سورہ زخرف کی آیت نمبر ۴: "وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم (۱۲)۔

۲۔سورہ مریم کی آیت نمبر ۵۰: "وجعلنا لھم لسان صدق علیا" (۱۳)۔

قرآن کریم اور کلیات کا بیان

قرآن کریم میں غور کرتے وقت اس نکتہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ قرآن کریم نے بہت سے مطالب کو کلی طور پر ذکر کیا ہے اور اس کے جزئیات میں داخل ہونے سے صرف نظر کیا ہے (۱۴) مثلا خداوند عالم فرماتا ہے: "اقیموا الصلاۃ" اور نماز کی رکعات، شرایط اور اعمال کو ذکر نہیں کیا ہے، یا کہا ہے: "آتوا الزکاۃ"، لیکن زکاۃ کے واجب ہونے کی جگہ کو بیان نہیں کیا ہے، البتہ کبھی کبھی قواعد کلیہ، عمومات اور اطلاقات کو ذکر کیا ہے جس کے ذریعہ بہت سے ضروری مسائل کو ان سے حاصل کیا جا سکتا ہے مثلا فقہ کی معاملات کی بحث میں اس آیت "یا ایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود" سے استفادہ کرتے ہیں اور عبادات میں اس آیت "وَ جاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهادِهِ هُوَ اجْتَباكُمْ وَ ما جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ" اور حقوق والدین میں اس آیت "لا تُضَارَّ والِدَةٌ بِوَلَدِها وَ لا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ" سے استفادہ کرتے ہیں، لیکن جب قرآن کریم میں مراجعہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ بہت سے جزئیات قرآن کریم میں بیان نہیں ہوئے ہیں اوران کلی قواعد سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن کریم کا کلیات کو بیان کرنا بھی واضح ہے کیونکہ قرآن کریم تمام لوگوں کے لئے الٰہی ہدایت کا پیغام ہےاورانسان کی مادی اورمعنوی دونوں زندگیوں کوشامل ہےاورقرآن کریم نے انسانی زندگی کے تمام مادی، معنوی، فردی، اجتماعی، اخلاقی، دنیوی اوراخروی پہلوؤں پرروشنی ڈالی ہے۔

فطری سی بات ہے کہ ان تمام مطالب کوایک کتاب میں تفصیلی طور پر بیان نہیں کیا جاسکتا بلکہ کلی، معیاری اورمسئلہ کوحل کرنے والاضروری متن لایا جاسکتا ہے۔اس کی فرعی شاخوں کی تفصیل اس کے انبیاء، جانشین اور ہدایت یافتہ لوگوں پرچھوڑ دی جائے (۱۸)۔

جیسا کہ روایات میں بیان ہوا ہے کہ امام صادق (علیہ السلام) کے ایک شاگردابوبصیر نے امام سے یہی سوال کیا تھا(۱۹)اورآپ نے اس سوال کے جواب میں قرآن کریم کے اس خاص طریقہ کے طرف اشارہ کیا اورفرمایا: جس وقت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے نماز کی آیت نازل ہوئی تو خداوندعالم نے تین یا چار رکعت نہیں بیان کی، یہاں تک کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی وضاحت فرمائی۔ زکات کی آیت نازل ہوئی لیکن خداوندعالم نے نہیں بتایا کہ چالیس درہم میں سے ایک درہم زکات دی جائے، لہذا بعد میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی وضاحت فرمائی، جب حج کی آیت نازل ہوئی تو خدا نے نہیں فرمایا کہ طواف میں خانہ کعبہ کے ساتھ چکرلگائے جائیں، پھر بعد میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے لوگوں کے سامنے وضاحت فرمائی۔" اَطِیعُوا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

اللّٰہَ وَ اَطِیعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔"علی، حسن اور حسین (علیہم السلام) کی شان میں نازل ہوئی اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے علی (علیہ السلام) کے متعلق فرمایا :۔"جس کا میں مولی اور آقا ہوں اس کے یہ علی مولی اور آقا ہیں اور فرمایا میں تمہیں کتاب خدا اور اپنے خاندان کے متعلق وصیت کرتا ہوں کیونکہ میں نے خداوند عالم سے درخواست کی ہے کہ ان دونوں کے درمیان جدائی نہ ہو یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں اور خداوند عالم نے میری یہ درخواست قبول فرمالی ہے ۔"(۲۰)۔

امام محمد باقر (علیہ السلام) نے اس متعلق فرمایا ہے: خداوند عالم نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نماز نازل کی لیکن تین یا چار رکعت کا تذکرہ نہیں کیا، یہاں تک کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی وضاحت فرمائی، نیز فریضہ حج کو نازل فرمایا، لیکن طواف کی تعداد نازل نہیں کی ، پھر پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی تفسیر کی، اسی طرح ہماری امامت ہے، خداوند عالم نے آیت "اَطِیعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔"نازل فرمائی اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اولوالامر کو ائمہ اثنی عشر سے تفسیر فرمایا اور اگر پیغمبر اکرم (ص) خاموش رہ جاتے اور بیان نہ کرتے تو آل عباس، آل عقیل اور دیگر لوگ مدعی ہوجاتے کہ اولی الامر سے مراد ہم ہیں (۲۱)۔

یہ نکتہ بھی قابل اہمیت ہے کہ امامت اور ولایت کے مسئلہ میں خداوند عالم نے کلی مطالب (۲۲) بیان کرنے کے علاوہ امامت کے وجود کی ضرورت کو بیان کرتے ہوئے اس کی جزئیات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے مثلاً اس آیت "لا ینال عھدی الظالمین" (۲۳) (میرا عہدہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

پیمان ظالمین تک نہیں پہنچ سکتا) میں کہا ہے کہ امام ظالم نہ ہو، یا دوسری آیت میں ان کے مصداق کو صفات کے ساتھ مشخص کیا ہے :"إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ"۔ایمان والو بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبانِ ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں (۲۴)۔اس آیت میں خاص طور سے حضرت علی (علیہ السلام) کو جو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانہ میں موجود تھے، مشخص کیا ہے اور ہم جو کہ اس زمانہ میں نہیں تھے اس مصداق کو حدیث اور تاریخ کی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔

گذشتہ آیات اور دوسری ان آیات کے ذریعہ جو اہل بیت (علیہم السلام) کی شان میں نازل ہوئی ہیں، یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ائمہ ھدی (علیہ السلام) خصوصا امیر المومنین علی (علیہ السلام) اور ان کے خاندان کے متعلق قرآن کریم کا طریقہ یہ رہا ہے کہ ان کی ممتاز شخصیت اور ان کے برجستہ صفات کو بیان کرے جیسے :"وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا"(۲۵)۔یہ اس کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔اسی طرح آیت تطہیر اور آیہ ولایت میں آپ کے صفات وخوصیات کو بیان کیا ہے پہلی آیت میں آپ کے ایثار و سخاوت اور دوسری آیت میں آپ کو ہر طرح کی برائی اور عیب و گناہ سے پاک اور تیسری آیت میں دو بڑی عبادتوں کو آپ کے اخلاص اور خدا کی دوستی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اس طریقہ کی متعدد حکمتیں ہیں، شخصیت کا تعارف نمونہ عمل کا تعارف ہے جس کے نتیجہ میں معاشرہ کو تعقل، غور وفکر، ملاک ومعیار، فضائل اور واقعی

jabir.abbas@yahoo.com

امتیازات کی طرف لے جاتا ہے(۲۶)۔اور شخصیت کا تعارف معقول بات کو قبول کرنے کا راستہ بن جاتا ہے جبکہ شخص کا تعارف کچھ جگہوں پر دفاع کرنے کا سبب بنتا ہے۔

یہ طریقہ خاص طور سے اس وقت جب شخص کے خلاف کچھ وجوہات کی بناء پر غلط پروپگینڈہ ہو یا معاشرہ کسی بھی دلیل کی بناء پر اس کو قبول کرنے کو تیار نہ ہو تو یہ بہترین طریقہ ہے اور یہ مسئلہ امیر المومنین (علیہ السلام) اور اہل بیت (علیہم السلام) کے متعلق موجود ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مومنین میں سے بعض مومنین کے علاوہ صدر اسلام کی اکثریت اہل بیت (علیہم السلام) خصوصا امیر المومنین علی (علیہ السلام) کو قبول نہیں کرتی تھی اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی مختلف جگہوں پر بہت زیادہ مشکلات میں حضرت علی (علیہ السلام) کو پیش کرتے تھے اور اس وجہ سے لوگ ایک طرح کا منفی عکس العمل ظاہر کرتے تھے کیونکہ ان میں سے بہت سے لوگ ایسے تھے جو کچھ دن پہلے اسلام کے دشمنوں کی صفوں میں تھے اور انہوں نے امام علی (علیہ السلام) کی تلوار کو دیکھا تھا اور وہیں سے ان کے خلاف بغض وحسد اپنے دلوں میں چھپا لیا تھا، حضرت فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) نے بھی آپ سے لوگوں کی روگردانی کی ایک وجہ یہی بیان کی ہے۔دوسرے یہ کہ جاہلی غلط سنتیں ابھی لوگوں کی فکروں پر حاکم تھیں، اور بہت سے امور جیسے عُمر وغیرہ کو سیاسی امور میں داخل سمجھتے تھے، لہذا حضرت علی (علیہ السلام) کے جوان ہونے کو معاشرہ کی رہبری کے لئے بہتر نہیں سمجھتے تھے اس کے علاوہ یہ خطرناک فکریں معاشرہ میں رائج تھیں اور بہت سے لوگ اس فکر کو لوگوں میں بیان کرتے تھے کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چاہتے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں کہ اپنے رشتہ داروں کو ہمیشہ کے لئے مسند حکومت پر بٹھا دیں اور اس طرح پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قیمتی خدمتوں کو ایک طرح سے سیاسی کھلواڑ سے تفسیر کرتے تھے۔ اس مسئلہ کو اس قدر رائج کیا گیا کہ غدیر کے روز حضرت علی (علیہ السلام) کا تعارف کرانے کے بعد ایک شخص نے آواز لگائی، خدایا! ہم سے کہا کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں اور کتاب خدا لایا ہوں، ہم نے قبول کرلیا اور اب چاہتا ہے کہ اپنے داماد اور چچازاد بھائی کو ہمارے اوپر حاکم اور مسئول بنائے، اگر یہ سچ کہتے ہیں تو آسمان سے ایک پتھر بھیج جو مجھے قتل کردے!

ابن عباس و مجاهد وقيل :إن السائل هنا هو الحارث بن النعمان والفهري وذلك أنه لما بلغه قول النبي صلى الله عليه وسلم في علي رضي الله عنه :من كنت مولاه ركب ناقته فجاء حتى أناخ راحلته بالأبطح ثم قال :يا محمد أمرتنا عن الله نشهد أن لا إلا الله وأنك رسول الله فقبلناه منك وأن نصلي خمسا فقبلناه منك ونزكي أموالنا فقبلناه منك وأن الصوم شهر رمضان في كل عام فقبلناه منك وأن نحج فقبلناه منك ثم لم ترض بهذا حتى فضلت ابن عمك علينا ! أفهذا شيء منك أم من الله ؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم :والله الذي لا إله إلا هو ما هو إلا من الله فولى الحارث وهو يقول :اللهم إن كان ما يقول محمد حقا فأمطر علينا حجارة من السماء أو ائتنا بعذاب أليم فوالله ما وصل إلى ناقته حتى رماه الله بحجر فوقع على دماغه فخرج من دبره فقتله فنزلت :{

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

سأل سائل بعذاب واقع

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو مقام غدیر پر اپنا خلیفہ نامزد کیا اور یہ خبر اطراف و بلاد میں پھیلی تو حارث بن نعمان فہری مدینہ آیا اور اپنے ناقہ سے اُترا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور آپؐ اس وقت اصحاب کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے یہ آتے ہی بڑی بیبا کی سے کہنے لگا۔: اے محمدؐ! تم نے توحید کو کہا ہم نے مان لیا نماز کو کہا وہ ہم نے پڑھی ، روزہ رکھو کہا روزہ رکھا، حج کرو کہا وہ بھی کیا، اس پر بھی تم کو چین نہ آیا کہ تم نے اپنے چچازاد بھائی کو ہمارا حاکم بنایا۔ یہ تم نے اپنی طرف کہا؟ آپؐ نے فرمایا یہ میں نے اللہ کے حکم سے کیا۔ یہ سُن کر حارث بن نعمان فہری پچھلے پاؤں پلٹا اور کہتا ہوا چلا کہ خداوند! اگر یہ سچ کہتے ہیں تو تو آسمان سے پتھر یا کوئی عذاب نازل کر۔ ابھی وہ اپنی سواری تک نہ پہونچا تھا کہ ایک پتھر اس کے سر پر گرا اور اس کے بدن سے آر پار نکل گیا اس وقت سورہ معارج کی یہ آیت سال سائل نازل ہوئی۔

حوالہ

_تفسیر الثعلبی_الثعلبی_ج 10 Page 35

_تفسیر القرطبی_القرطبی_ج 18 Page 279

تفسیر قرطبی اردو ترجمہ جلد ۹ ص ۵۸۸

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی حالت میں کس حد تک صحیح تھا کہ امام علی یا ائمہ علیہم السلام کا نام قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ بیان ہوتا؟

یہ شخص مسلمان تھا، نمازی تھا روزہ رہتا تھا حاجی تھا پھر بھی عذاب الٰہی سے بسبب عدوات علیؑ بچ نہیں سکا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

سنت اور بیان جزئیات

اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مختلف مسائل کی بہت سی جزئیات قرآن کریم میں بیان نہیں ہوئی ہیں، یہ سوال پیش آتا ہے کہ اس طرح کے مسائل میں جزئیات کو حاصل کرنے کیلئے کیا کرنا چاہیئے؟ ہمارا مرجع و مآخذ کون ہے؟ کیا قرآن کریم نے مسائل کے اس حصہ کی طرف کوئی توجہ کی ہے؟

قرآن کریم، قرآن کے مفسر اور احکام الٰہی و تعلیمات اسلامی کو حاصل کرنے کا ایک منبع و مآخذ ـــ "سنت پیغمبر ـــ" کو بیان کرتا ہے اور کہتا ہے :"وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ" (۲۷)۔اور آپ کی طرف بھی ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے تا کہ ان کے لئے ان احکام کو واضح کردیں جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں۔ سیوطی نے "اوزاعی" سے نقل کیا ہے کہ اس آیت "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" (۲۸)۔اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شے کی وضاحت موجود ہے، کی تفسیر میں ـــ" قال: بالسنة ـــ" کہا ہے، منظور یہ ہے کہ سنت کے وسیلہ سے تمام حقایق قرآن کریم میں موجود ہیں (۲۹)۔

پیغمبر اکرم نے بھی "حدیث ثقلین" کے مطابق اپنے اہل بیت اور عترت کا احکام اور تعلیمات اسلامی کے مطمئن ترین منابع اور مآخذ کے عنوان سے تعارف کرایا ہے، اس سلسلہ میں امام صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں :"کتاب اللہ فیہ نبا ما قبلکم و خبر ما بعد کم و فصل ما بینکم و نحن نعلمہ"۔ کتاب خدا میں ماضی اور مستقبل کی خبریں ہیں اور وہ چیزیں جو موجود ہیں جن کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ذریعہ تم اپنے درمیان اختلاف کو حل کرسکو اور ہم ان سب کو جانتے ہیں (۳۰)۔

اسلامی مختلف روایات سے اچھی طرح استفادہ ہوتا ہے کہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن ہے، اس کا ظاہر وہ معانی اور مفاہیم ہیں جو سب کی دسترس میں ہیں اور سب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، لیکن باطن وہ معانی اور مفاہیم ہیں جو صرف پیغمبر اور معصوم راہنماوں کے اختیار میں ہیں (۳۱)۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ خداوند عالم، قرآن کریم میں پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی اطاعت کو اپنی اطاعت جانتا ہے اور اس نکتہ پر ۲۰ مرتبہ سے زیادہ تاکید کی ہے (۳۲) اور کہا ہے پیغمبر تمہارے لئے نمونہ عمل ہیں (۳۳) یعنی ہم ان کے اعمال، رفتار اور گفتار کی تائید کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ انسانوں کی ہدایت سے مربوط تمام مسائل چاہے وہ اہم ہوں یا اہم نہ ہوں، ایک جلد کتاب کے کتنے سو صفحوں پر آسکتے ہیں؟ حتما ضروری ہے کہ آسمانی متن کی تفسیر کے لئے آسمانی شخص کا تعارف کرایا جائے اور جب تک تعارف نہ کرایا جائے اس وقت تک دین کامل نہیں ہوگا، لہذا قرآن کریم کی آخری آیت میں "الیوم اکملت لکم دینکم" کی بات نہیں ہوئی؟ بلکہ جس وقت قرآن کریم کے ساتھ اس کے آسمانی مفسر کا تعارف کرادیا اس وقت دین کے کام ہونے اور کفار کے ناامید ہونے کا ذکر کیا (۳۴)۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا پیغمبر اکرم (ﷺ) نے بھی اپنے وصی کے انتخاب کا اقدام کیا ہے؟ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے رسالت کے آغاز ہی میں اپنی قوم کو انذار کرنے کے واقعہ میں اس مہم کی طرف قدم بڑھایا ہے جس کو خداوند عالم نے فرمایا ہے: "وانذر عشیرتك

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الاقربین" اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو ڈراو(۳۵)۔صحیح روایات اور اہل سنت کے بزرگ علماء کی شہادت کے مطابق پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسی وقت حضرت علی (علیہ السلام) کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا :"ھذا اخی و وصیی و خلیفتی من بعدی" یہ میرے بعد میرے بھائی، میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں اور دوسری جگہوں پر متعدد روایات میں ائمہ کی تعداد بارہ بتائی ہیں :"یکون بعدی اثنا عشر اامیرا کلھم من قریش"(۳۶)۔یا"اثنا عشر کعدد نقباء بنی اسرائیل"(۳۷)اور دوسری بعض روایات میں ائمہ اطہار (علیہم السلام) کی تعداد کے علاوہ ان کے ناموں کی تصریح کی ہے جو کہ فریقین کی کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں مثلا جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل ہوا ہے، جس وقت خداوندعالم نے اس آیت "یا اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا اَطِیعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ" ۔ایمان والواللہ کی اطاعت کرو، رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں، کو پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل کیا تو ہم نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہا: یارسول اللہ ہم نے خدا اور اس کے رسول کو تو پہچان لیا لیکن اولی الامر جن کی اطاعت کا خداوندعالم نے آپ کی اطاعت کے ساتھ حکم دیا ہے، کون ہیں؟ فرمایا: اے جابر! وہ میرے جانشین ہیں اور میرے بعد مسلمانوں کے امام ہیں جن میں سب سے پہلے علی بن ابی طالب اور پھر حسن، ان کے بعد حسین ان کے بعد علی بن الحسین ،ان کے بعد محمد بن علی ہیں جو توریت میں باقر کے نام سے مشہور ہیں اور تم بہت جلد ان سے ملاقات کروگے، جب تم ان سے ملاقات کرو تو ان کو میرا سلام کہنا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ان کے بعد صادق جعفر بن محمد، پھر موسی بن جعفر، ان کے بعد علی بن موسی، ان کے بعد محمد بن علی، ان کے بعد علی بن محمد، پھر حسن بن علی اور ان سب کے آخری میرے ہم نام ہیں، ان کا نام میرا نام (محمد) ہے اور ان کی کنیت میری کنیت (ابوالقاسم) ہے وہ زمین پر خدا کی حجت، بقیۃ اللہ اور خدا کے بندوں کے درمیان اللہ کی نشانی ہیں (۳۸)۔(۳۹)۔

ذکر نہ ہونے کا لازمہ قبول نہ کرنا نہیں ہے

اگر کسی چیز کو ثابت کرنے یا نفی کرنے میں ہمارا ملاک اس چیز کا قرآن کریم میں ذکر ہونا یا ذکر نہ ہونا بن جائے تو پھر ہمیں مسلمانوں کے درمیان رائج بہت سے مسلم اور یقینی اعتقادات کا انکار کرنا پڑے گا، اس کے علاوہ جو کچھ مندرجہ بالا گزر گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود قرآن کریم بھی اس ملاک و معیار کا موافق نہیں ہے اور ہمیں رسول اللہ کے کلام اور عمل کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے (۴۰)۔ اس کے علاوہ اوامر الٰہی کی اطاعت میں لوگوں کی عبودیت کا کیسے امتحان لیا جاتا، اگر قرار یہ ہو کہ جس کام کو بھی خداوند عالم نے ہم سے طلب کیا ہے ہم اس کی حکمت اور مصلحت کو جان لیں، پس خدا اور غیر خدا کا فرق کیا ہے؟ کیا بندوں کے متعلق خدا کی حکمت، اس کا علم اور اس کی مصلحت پر علامت سوال نہ لگتا؟

خداوند عالم نے قرآن کرم میں انبیاء کو تین طرح سے ذکر کیا ہے، بعض انبیاء کا نام لیا ہے اور ان کی زندگی کو بیان کیا ہے اور ان میں سے بعض انبیاء کا فقط نام لیا ہے اور کوئی بات نہیں کہی ہے اور بعض انبیاء کا فقط تذکرہ کیا ہے، لیکن ان کا نام نہیں لیا ہے، پس بعض انبیاء کی قرآن کریم میں صفت بیان کی گئی ہے اور ان کے نام کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہوا ہے جیسے: شموئیل (۴۱) ان کے متعلق فرمایا ہے: "وقال لهم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نبیھم "(۴۲)۔اسی طرح حضرت یوشع (علیہ السلام) کہ متعلق فرمایا ہے :۔"واذقال موسی لفتہ" بہت سے مفسرین کے اعتقاد کے مطابق یہاں پر یوشع بن نون مراد ہیں۔ "ارمیا" کے متعلق فرمایا ہے: "او کالذی مر علی قریۃ" (۴۳) اگرچہ بعض مفسرین نے ان کو عزیر یا خضر کہا ہے لیکن ایک روایت میں امام محمد باقر (علیہ السلام) نے ان کا نام "ارمیا" ذکر کیا ہے اور حضرت خضر (علیہ السلام) کو سورہ کہف کی متعدد آیات منجملہ ۶۵ ویں آیت میں "عبدا من عبادنا" ذکر کیا ہے اگرچہ ان کا نام صریح طور ان آیات میں نہیں آیا ہے لیکن مشہور کے نظریہ کے مطابق وہ بھی ایک نبی تھے۔سورہ کہف کی آیات میں متعدد قرائن اس بات پر دلالت کرتے ہیں (۴۴)۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسمہ سبحانہ وبذ کرولیہ

تلاوت میں غلطیاں

میر مراد علی خان

تلاوت میں غلطیاں عام طور سے عادتاً، عدم توجہ کی بنا پر، یا تجوید سے ناواقفیت کی بنا پر ہوتی ہیں۔ زیر کو زبر، زبر کو زیر یا پیش یا ساکن کو متحرک کو ساکن پڑھ لیتے ہیں۔ اور اگر یہ غلطی نماز میں ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ حتیٰ الامکان کوشش کی جائے کہ صحیح مخرج اور تجوید سے واقف رہیں۔ یہاں اُن چند غلطیوں کی نشاندہی کی جارہی ہے جن کا تعلق نماز سے ہے۔

الحمدُ اللہ کو اس طرح نہ ادا کرے کہ لفظ دُلل پیدا ہو جائے۔ اللہِ رَبِّ ایسا نہ پڑھا جائے کہ لفظ هِرَ بِّ پیدا ہو جائے۔

اور مالكِ يوّم الدِّين کو اس طرح نہ پڑھے کہ كِيَوّ پیدا ہو جائے۔ اور اياكَ نَعبد کے پڑھتے وقت كَنَعُ نہ پیدا ہو۔

اور اياكَ نَستعين پڑھتے وقت لفظ كَنَسُ نہ پیدا ہو۔ اور انعمتَ عَليهم میں لفظ تــعُ نہ نکلے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

اور **مغضوبِ علیھم** پڑھتے وقت لفظ **بعِ** کی آواز نہ پیدا ہو جائے۔

یہ آٹھ کلمے یعنی **دُلل، ھِرَب، کِیو، کنَع، تمُع، کنَس، تمُع، بعِ** مہمل ہیں قراءت میں ان کا لحاظ رکھنا اور اُن سے بچنا ضروری ہے۔

اور اسی طرح **قُلْ... ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ** ج **اللّٰہُ الصَّمَدُ** ج **لَمْ یَلِدْ** لا **وَلَمْ یُولَدْ** لا **وَلَمْ یَکُن لَّہُ کُفُوًا أَحَدٌ**۔

لفظ قل کے بعد ہلکا سا وقف چاہئے جیسے ہم کسی سے کہتے ہیں (کہو) کے بعد بہت ہی مختصر سا وقفہ لیتے ہیں۔

ھُوَ اللّٰہُ أَحَد کے بعد ہلکے سے وقف کے بعد اللّٰہُ الصَّمَد ہلکے سے وقف کے بعد لَمْ یَلِدْ لا وَلَمْ یُولَدْ کہیں۔

أَحَد، ہے أَحُدْ یعنی جزم کے ساتھ نہیں، اسی طرح الصَّمَدُ ہے الصَّمُدْ جزم کے ساتھ نہیں۔

یہ ذہن نشین رہے کہ نماز میں ہر سورے کے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے سے پہلے اس سورے کے پڑھنے کی نیت دل میں تعین کرلیں۔

اگر توجہ کی جائے تو کافی اصلاح ہو سکتی ہے۔ پھر بھی صحیح قرائت تو کسی معلم ہی سے سیکھنے سے ادا ہو گی۔ صرف یہ مضمون جو بہت مختصر ہے ہر گز کافی نہیں ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

عدم واقفیت اور عدم توجہ کی بنا پر ہونے والی غلطیاں:۔

غلط	صحیح
اِنَ اللہ وَ مَلاَ ئِکَتُہُ	اِنَ اللہ وَ مَلاَ ئِکَتَہُ
کَمَا رَبِّیَانی صغیرا	کَمَا رَبَّیَانی صغیرا
من یَوۡمَ الجُمُعَة	من یَّوۡمِ الجُمُعَة
یا ایہا المُزَمِّلُ	یا ایہا المُزَّمِّلُ
یا ایہا المُدَثِّرُ	یا ایہا المُدَّثِّرُ
من الف شَھَر	من الف شَھۡر
لم یکُنۡ لَہُ	لم یکُلَّہُ
من رَّبِّہ	مِرَّبِّہ
أشۡھَدُ أَنۡ لاَ إِلٰہَ إِلَّا اللہ،	اشھد أَلَّآ إِلٰہ الا اللہ،
اَنَّ محمداِ عبدَہ و رسولہ،	اَنَّ محمداً عبدُہُ و رَسُوۡلُہ،

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسباب نزول

یہ مضمون میں نے انٹرنیٹ سے نقل کیا ہے۔

جیسا کہ آپ لوگوں کے علم میں ہے کہ قرآن پیغمبر اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی پوری زندگی میں مختلف مناسبتوں سے مختلف مقامات پر تدریجی طور پر نازل ہوا کہیں کسی عظیم حادثہ کی خبر دی گئی تو کہیں پیغمبر صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگوں کی طرف سے پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات دیئے گئے ان تمام حالات کو یا اسباب نزول سے ”یا شان نزول“ سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ بات تو واضح ہے کہ نازل ہونے والی آیات یا خود رونما ہونے والے حادثہ کو بیان کرتی ہیں یا اس کی مناسبت کی طرف نظر رکھتی ہیں لہذا اگر آیت کے لفظ یا معنی کے درمیان کوئی اشکال یا ابہام محسوس ہو تو اس رونما ہونے والے حادثے اور اس سورہ یا آیات کے نازل ہونے کے زمانے اور حالات کے پیش نظر اس آیت کے معنی واضح ہو جاتے ہیں لہذا ہر آیت کی پوری تفسیر کو جاننے کے لئے اس کے شان نزول اور سبب نزول کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

مثال کے طور پر آیت میں ارشاد ہوا: >إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ...<([1])

”یعنی بے شک صفا ومروہ شعائر خدا میں سے ہیں (یعنی ان سے اس کی یاد دہانی ہوتی ہے) پس جو بھی حج بیت اللہ انجام دے یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان سعی بجالائے۔۔۔“۔

اب اس آیت میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کوہ صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا جب ارکان حج وعمرہ میں سے ہے تو کیوں اس کے لئے > فَلَا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جُنَاحَ کی تعبیر لائی گئی ہے؟

کیونکہ آیت کے ظاہری معنی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سعی کرنے ــ"دوڑنے و چلنے ــ" میں کوئی گناہ نہیں ہے اس عبارت سے جواز کا پتہ چل رہا ہے نہ کہ وجوب کا جب کہ سعی کرنا واجبات میں سے ہے لہٰذا اس آیت کے شان نزول کی طرف رجوع کرنے سے یہ مطلب روشن ہوجاتا ہے کہ اس طرح کی تعبیر کہ گناہ کے گمان کو دور کرنے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس کا تفصیلی قضیہ اس طرح سے ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کے چھٹے سال یہ مقرر ہوا کہ پیغمبر اسلام ہصل اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باقی صحابہ آئندہ سال اعمال عمرہ انجام دینے لئے مکّہ تشریف لائیں گے اور یہ بات صلح نامہ میں لکھ دی گئی تھی کہ ان تین دنوں تک مشرکین خانہ کعبہ اور اس کے اطراف سے سارے بت ہٹا لیں گے تا کہ مسلمان آزادی سے طواف اور سعی وغیرہ انجام دے سکیں لہٰذا تین دن کے گزرنے کے بعد بت رکھ دیئے گئے بعض مسلمان اس دوران کچھ مشکلات کے باعث سعی صفا ومروہ انجام نہیں دے سکے تھے لہٰذا مشرکین کی طرف سے بتوں کے لوٹا دیئے جانے سے وہ لوگ یہ سمجھے کہ کہیں ان بتوں کی موجودگی میں صفا ومروہ کے درمیان سعی کا عمل کہیں گناہ تو نہیں ہے لہٰذا مذکورہ آیت نازل ہوئی کہ مسلمان اس سعی کرنے سے پرہیز نہ کریں کیونکہ یہ سعی بنیادی طور پر شعائر الٰہی میں سے ہے اور بتوں کا وجود ایک عارضی امر ہے جو تمھارے سعی والے عمل کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا ہے۔([2])

لہٰذا آپ نے ملاحظہ کیا کہ آیت کے شان نزول کو جاننے کے بعد آیت کا مفہوم واضح وروشن ہوجاتا ہے با الفاظ دیگر اس آیت میں مسئلہ جواز یا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

وجوب سعی کو پیش نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس آیت میں صرف اس وہم کو دور کیا گیا ہے جو بتوں کی موجودگی میں سعی انجام دینے کے بارے میں بعض اصحاب کو پیش آیا تھا کہ کہیں ان بتوں کی موجودگی میں سعی کرنا گناہ تو نہیں؟

اسباب نزول اور شان نزول کا فرق

اسباب نزول

ان دونوں عبارتوں کے درمیان کیا فرق ہے؟ اکثر مفسرین تو ان دونوں تعبیرات کے درمیان کسی فرق کے قائل نہیں ہوئے ہیں ہر وہ مناسبت جس کے تحت آیت یا آیات نازل ہوئیں کبھی انہیں سبب نزول سے تعبیر کیا گیا اور کبھی شان نزول ہ، اسباب نزول سے جب بھی کوئی واقعہ یا مناسبت کسی شخص کے بارے ہمیں ہو چاہے وہ واقعہ گذشتہ زمانے میں پیش آیا ہو یا حال و مستقبل میں پیش آنے والا ہو یا کوی حکم ہو تو ان تمام موارد کو آیات کا شان نزول کہتے ھیں مثلاً کہتے ہیں فلاں آیت فلاں نبی یا ملائکہ کی مدحت کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اسباب نزول کسی حادثہ یا حالات کے پے در پے واقع ہونے کے سلسلے میں نازل ہونے والی آیت یا آیات کو کہتے ہیں بہ الفاظ دیگر وہ حالات اور واقعات جو ان آیات کے نازل ہونے کا سبب نہیں ہیں۔

تنزیل اور تأویل کا فرق

گذشتہ لوگوں کی اصطلاح میں ــــ"تنزیل ــــ"نزول کے مورد میں کہا جاتا تھا اب یہ مورد چاہے کوئی خاص واقعہ کا ہو جو آیت کے نزول کا سبب بنا ہو مگر "تأویل ــــ" ایک عام مفہوم ہے جو ایک آیت یا چند آیات سے نکالا جاتا ہے اور اس کو مناسب حالات پر منطبق کیا جاتا ہے بعض دیگر تعبیرات میں دو اصطلاحیں "ظھر و بطن" کی کہی جاتی ہیں جس میں

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

"ظهر" سے مراد وہی تنزیل ہے اور "بطن" سے مراد تاویل ہے کیونکہ آیت کا ظاہری مفہوم نزول کے مورد کو سمجھا جاتا ہے اور آیت کا باطنی مفہوم وسیع تر ہوتا ہے، فُضیل بن یسار اس مشہور و معروف حدیث کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "مافی القرآن آیۃ الا ولھا ظھر وبطن"، "یعنی قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں کہ اس کا ایک ظاہر اور ایک باطن نہ ہو"۔ پھر جب اس حدیث کے بارے میں امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے سوال ہوا تو حضرت نے جواب دیا: "آیت کے ظاہر سے مراد آیت کا نزول ہے اور باطن سے مراد اس کی تاویلات ہیں جس میں سے کچھ پہلے واقع ہو چکی ہیں اور کچھ ابھی پیش نھیں آئی ہیں قرآن ہمیشہ زندہ وجاوید اور قابل استفادہ ہے جس طرح چاند وسورج کا چکر ہے۔ ۳

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: "ظاھر قرآن سے مراد وہ حالات، واقعات اور کردار ہیں جن کے بارے میں آیات نازل ہوئی ہیں اور باطن قرآن سے مراد وہ حالات اور واقعات ہیں جو گذشتہ حالات وواقعات یا کردار کی طرح تا قیامت پیش آنے والے ہیں۔([4])

فقہاء نے شان نزول اور تنزیل وتاویل آیات کے بارے میں ایک قاعدہ بنایا ہے جس کے تحت آیت کے مفہوم یا اس کے عام وخاص کو معلوم کیا جا سکتا ہے یعنی اگر آیت کا معنی عام ہے تو اگرچہ کوئی خاص سبب اس کے نزول کا باعث ہوا ہو تب بھی اس کا استعمال محدود ومخصوص افراد یا موارد کے ساتھ منحصر نہیں ہوگا، ایک مجتہد میں یہ خصوصیات ہونی چاہئے ہیں کہ وہ موارد نزول کو چھوڑتے ہوئے لفظ کے عام معانی جوانب سے استفادہ کر سکے البتہ متن آیت کو سمجھنے کے لئے اسباب نزول کا سمجھنا بھی مفید ہے مگر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صرف یہی کافی نہیں ہے کیونکہ احکام الٰہی عمومی ہیں جو تمام حالات اور زمان ومکان لئے ہیں لہٰذا لفظ کی عمومیت زیادہ معتبر ہے لفظ کی خصوصیت کی بہ نسبت جیسا کہ فقہی قاعدہ ہے۔"**العبرۃ بعموم اللفظ لا بخصوص الموارد**"۔

<u>اسباب نزول جاننے کا طریقہ</u>

<u>اسباب نزول</u>

امام بدرالدین زرکشی بعض محققین سے نقل کرتے ہیں ـــ"اس سلسلے میں اکثر روایات کے قابل اعتماد نہ ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ تمام روایات قابل اعتماد نہیں ہیں ـــ"([5])

کیونکہ اسباب نزول روایات کے ذریعے سے پہچانے جاتے ہیں اور افسوس کے ساتھ کئی گذشتہ حالات وحوادث ایسے ہیں جو تحریر نہیں ہوئے ہیں اور جو نقل بھی ہوئے ہیں ان کے منابع زیادہ معتبر و قابل اعتماد نہیں ہیں۔

واحدی اپنی کتاب اسباب النزول میں لکھتے ہیں ـــ"جائز نہیں ہے کہ اسباب نزولِ آیات کے سلسلے میں کچھ کہا جائے مگر صحیح و قابل اعتماد روایات کے پیش نظر اور یہ کہ وہ روایات خود ایسے افراد سے نقل ہوئی ہوں جو خود ان حوادث کے وقت موجود ہوں اور انھوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہو نہ کہ اپنے اندازے کے ذریعے اور بے بنیاد دلائل کے ذریعے نقل کردیا ہو ـــ"۔

پھر ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :ـــ"نقل حدیث سے پرہیز کرو مگر یہ کہ اسکے بارے میں صحیح علم و شناخت ہو کیونکہ جو بھی مجھ پر یا قرآن پر جھوٹ باندھے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے ـــ"۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محمد بن سیرین کہتے ہیں: ”میں نے عبیدہ (جو کہ تابعین کے سمجھدار افراد میں سے سمجھے جاتے ہیں) سے قرآن کی آیت کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا وہ لوگ چلے گئے جو اسباب نزول آیات کو جانتے تھے“۔

واحدی کہتے ہیں: ”اس دور میں جھوٹ بولنے والے بہت ہیں لہٰذا حقائق قرآن کو سمجھنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیئے“۔([6])

جلال الدین سیوطی اس سلسلے میں اپنی تمام کوشش کے باوجود ۲۵۰ سے زیادہ احادیث کو جمع نہیں کر سکے ہیں جن میں صحیح وغیر صحیح احادیث سب ہیں۔([7])

لیکن خوش قسمتی سے مکتب اہل بیت (علیہ السلام) میں چار ہزار سے زیادہ روایاتِ صحیح اس بارے میں جمع کی جا چکی ہیں (جنہیں آقای برہان نے دس جلدی کتاب میں جمع آوری کیا ہے) فی الحال جو منابع موجود ہیں اسباب نزول کے سلسلے میں جو قابل اطمینان بھی ہیں وہ مندرجہ ذیل کتابیں ہیں۔ ۱۔جامع البیان طبری، ۲۔الدرّ المنثو رسیوطی، ۳۔مجمع البیان طبرسی، ۴۔تبیان شیخ طوسی، ۵۔اسباب نزول واحدی، ۶۔اسباب سیوطی۔

البتہ ان کتب میں بھی مطالب معتبر وغیر معتبر دونوں مخلوط ہیں لہٰذا ان مطالب میں دقت کی جائے اور صحیح مطالب کو غیر صحیح سے تشخیص دینے کی مندرجہ ذیل راہیں ہیں۔

(الف) روایت کی سند ہو خصوصاً اس آخری فرد کا نام موجود ہو جس سے وہ روایت نقل ہوئی ہے اور وہ شخص قابل اطمینان ہو یعنی یا معصوم ہو یا قابل

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اطمینان صحابی ہو مانند عبداللہ بن مسعود یا ابی بن کعب و ابن عباس جیسے افراد جو قرآن کے سلسلے میں کافی اور وافی معلومات رکھتے ہوں اور اُمّت کے لئے قابل قبول ہوں یا اعلی مقام کے تابعین میں سے ہوں جیسے مجاہد وسعید بن جبیر جو اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر نہیں لاتے تھے اور جھوٹ بولنے سے بھی پرہیز کیا کرتے تھے۔

اگر چہ آیات کے اسباب نزول کا جاننا مشکل ہے کیونکہ گذشتہ لوگوں نے اس سلسلے میں کوئی خاص دقت و کوشش نہیں کی ہے ممکن ہے اس کی ایک علت تحریر کے لوازمات اور وسائل کا مسئلہ ہو جس کی وجہ سے وہ لوگ اپنی معلومات کی تحریری طور پر نہ لا سکے ہوں یا بعد میں اس سلسلے میں ایسی روایات نقل ہوئی ہوں جو سند کے لحاظ سے ضعیف ہوں یا قابل اعتماد نہ ہوں یا ان میں دوسروں کے اغراض و مقاصد پوشیدہ ہوں خصوصاً بنو امیہ کے دور میں صاحبان حکومت بے شمار آیات کی شان نزول کو اپنی مرضی سے تفسیر و تاویل کرتے تھے، امام احمد بن حنبل سے اس سلسلے میں نقل ہے کہ تین قسموں کی روایات کی کوئی اصل و بنیاد نہیں ہے۔

۱۔ وہ روایات جو صدر اسلام کی جنگوں کے بارے میں نقل ہوئی ہیں۔

۲۔ وہ روایات جو آخری زمانے کے فتنوں کے باے میں نقل ہوئی ہیں۔

۳۔ وہ روایات جو قرآن کی تفسیر و تاویل کے سلسلے میں نقل ہوئی ہیں۔

(ب) روایت تواتر کے ساتھ یا کثیر راویوں سے نقل ہوئی ہو یعنی روایات کے الفاظ اگر چہ مختلف ہوں مگر معنی سب کے ایک ہوں اور معنی میں اختلاف کی صورت میں ان کا جمع ہونا ممکن ہو ایسی صورت میں اس بات کا اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ مذکورہ روایت صحیح ہے۔

(ج) ضروری ہے کہ وہ روایات جو اسباب نزول کے سلسلے میں نقل ہوئی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں وہ ہر طرح کے اشکال وابہام کو دور کررہی ہوں کہ یہ بات خود ان روایات کی صداقت پر دلیل ہے اگرچہ علم الحدیث کی اصطلاح اور سند کے لحاظ سے روایت صحیح نہ ہو۔

[1] سورہ بقرہ آیہ ۱۵۸۔

[2] تفسیر عیاشی، ج ا، ص ۷۰۔

[3] بصائرالدّرجات، ص ۱۹۶، ح ۷۔

[4] تفسیر عیاشی، ج ا، ص ۱۱، ح ۴۔

[5] البرہان، ج ۲، ص ۱۵۶۔

[6] اسباب النزول، ص ۴۔

[7] الاتقان، ج ۴ ل، ص ۲۵۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسمہ سبحانہ

فصل اول

آیات قرآنی بشانِ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام

النص جلی مما نزل من کتاب اللہ فی علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام

عن ابنِ عباس رضی اللہ عنہ قال ما انزل اللہ یا ایھا الذین اٰمنو ۔ الا و علی امیرھا وشریفھا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر :

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس آیت قرآن میں اللہ نے لوگوں کو یا ایھا الذین اٰمنو کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے علیؑ اس کے امیر اور شریف ہیں اللہ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض مقامات پر عتاب کیا ہے مگر علی کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا ہے۔(احمد والطبر انی، وابن ابی حاتم، وابن عبدالبر فی الاستیعاب، وعلامہ ابن حجر الصواعق المحرقہ اردو ترجمہ برقِ سوزاں ص ۴۳۲)

عن حذیفہ رضی اللہ عنہ ما نزلت یا ایھا الذین اٰمنو الا کان علی علیہ السلام لبھا ولبابھا (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ)

حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں کی کسی آیت میں یا ایھا الذین اٰمنو نازل نہیں ہوا مگر علیؑ اس کے لب لباب تھے۔(علامہ ابن حجر الصواعق المحرقہ اردو ترجمہ برقِ سوزاں ص ۴۳۲)،
شواھد التنزیل الحسکانی ج ۱ ص ۶۳

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ما نزل فی احد من کتاب اللہ وتعالیٰ ما نزل فی علی علیہ السلام۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی کتاب میں جس قدر آیات علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس قدر کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں۔ یہ کہ ۳۰۰ آیتیں نازل ہوئی ہیں (ابن عساکر، ابن مردویہ، و علامہ ابن حجر الصواعق المحرقہ اردو ترجمہ برقِ سوزاں ص ۴۳۲)

۱۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم رجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا (سورۃ احزاب ۳۳)

نہیں چاہتا اللہ مگر دور رکھے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک رکھے تم کو جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو ایک سیاہ گلیم منقش اوڑھے ہوئے تشریف لائے، پس آیے حسنؑ آئے اور آپؐ نے اُن کو چادر میں لے لیا، پھر حسینؑ آئے انکو بھی چادر میں لے لیا پھر علیؑ آئے اور پھر فاطمہؑ آئیں آپؐ نے اِن سب کو چادر میں لے لیا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ (ابن ابی شیبہ، وابن جریر، وابن حاتم والحاکم والسیوطی فی درمنثور، صحیح مسلم حدیث ۲۴۲۴ جلد ۴ ص ۱۸۸۳)

۔اس حدیث کو (۱۱) مختلف راویوں سے بیان کی گئی ہے۔

۲۔ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنا کم ونسائنا ونسا کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ آل عمران ۶۱۔ تم کہدو کہ آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں، اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو، اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو، پھر دعا کریں اللہ سے کہ جھوٹوں پر لعنت بھیج۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

سعد ابن ابی وقاص کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے علیؑ، فاطمہؑ، اور حسنؑ و حسینؑ کو ساتھ لیا۔ علامہ بحرانی صحیح مسلم کے جز چھارم باب فضائل علیؑ ابن ابی طالب میں عامر ابن ابی وقاص روایت کرتا ہے کہ جب معاویہ ابن ابوسفیان نے سعد بن ابی وقاص کو کہا کہ علیؑ کو سب وشتم کرنے تجھے کیا رکاوٹ ہے؟۔ تو سعد نے اس آیت کو پیش کیا ۔(غایۃ المرام ص ۳۰۰ ۔ تفسیر جلالین، تفسیر بیضاوی ص ۷۶، تفسیر فخر الدین رازی جلد ۲، ۶۹۹ ۔ صحیح ترمذی جلد ۲، ص ۱۶۶ ۔ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۱۸۷۱ باب فضائل علیؑ ابن ابی طالب۔

۳۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ سورۃ شوریٰ ۲۳ ۔(اے رسول) کہہ دو اپنی اُمت سے کہ میں تم سے رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا مگر میرے اقرباء سے محبت کرو۔ عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا جن اقربا کی محبت کے لئے اللہ نے حکم دیا ہے وہ کون ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا علیؑ، فاطمہؑ، اور انکے دونوں فرزند۔(غایۃ المرام ص ۳۰۶ ، تفسیر الکلبی جلد ۴ ، ص ۲۵ ، مجمع الزوائد جلد ۷، ص ۱۰۳، ذخائر العقبیٰ محی الدین طبری ص ۲۵ ،تفسیر فخر الدین رازی، نورالابصار ص ۱۰۱ ، جامع االبیان امام طبری جلد ۲۵ ص ۱۶، کنز العمال جلد ا ص ۲۱۸۔

۴۔ وقفوھم انھم مسئولون ۔ سورۃ الصّافات ۲۴ ان کو روکو ان سے کچھ سوال کرنا ہے۔ ابوسعید نے اب عباس سے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن ولایت علیؑ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ دیلمی فردوس الاخبار، غایۃ المرام ص ۳۸۲۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۔انما انت منذر و لکل قوم ھاد سورۃ رعد ۷ (اے محمد ﷺ) تم تو صرف ڈرانے والے (ہی) ہو اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتا ہے ۔ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہادی ہیں اور پھر آپؐ نے علیؑ کی طرف دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہا یا علیؑ ہدایت پانے والے تجھ سے ہدایت پائیں گے ۔

ینابیع المودۃ سلیمان قندوزی ص ۱۰۰ ، الثعلبی فی تفسیر ، والحافظ ابو نعیم فی کتاب مانزل القرآن فی علی ، ابوبکر بن مردویہ السیوطی فی در المنثور ۔ ۶ ۔ من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین و حسن اولئک رفیقا سورۃ النساء ۶۹ ۔جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں پس وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک ہیں اور انکی رفاقت اچھی ہے ۔ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ یا علیؑ اللہ نے تجھے بنایا ہے اور کیونکہ تو نے سب سے پہلے تصدیق کی ہے میری رسالت کی اس لئے تو صدیق اکبر ہے ۔تفسیر ابن الحاتم ۔

۷۔یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و کونو مع الصّٰدقین سورۃ توبہ ۱۱۹ : اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو (بسبب اپنے گناہوں کے) اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ ۔ابن عباس سے روایت ہے کہ صادقوں کے ساتھ سے مراد علی کا ساتھ ہے کیونکہ وہ سردار ہیں صادقوں کے ۔الثعلبی فی تفسیرہ ، والحافظ ابو ابراھیم فی حلیۃ الاولیاء ، وسبط ابن جوزی والسیوطی فی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

درالمنثور،شواھدالتنزیل جلد۲ص۲۰۔

۸۔ والذین امنو باالله ورسوله اولئك هم. الصدیقون والشهداء عند ربهم. لهم. اجرهم ونورهم سورة الحدید

اور وہ لوگ کہ جو ایمان لائے ہیں اللہ اور اسکے رسول پر پس وہی لوگ صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے رب کے پاس ان کا اجر اور ان کا نور ہے ۔ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ علیؑ ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ۔ احمد فی مسند والثعلبی فی تفسیرہ وابن المغازلی فی المناقب۔

۹ ۔ من المؤمنین رجال صدقو ما عاهدواالله علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم. من ینتظر سورة الحزاب ۲۳۔

اور بعض مومنوں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کر دیکھایا جو عہد کہ خدا سے انہوں نے باندھا تھا۔۔پس ایک ان میں سے وہ ہے کہ انتظار کرتا ہے۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ جناب امیر ایک مرتبہ منبر کوفہ پر تشریف رکھتے تھے کہ ان سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ ” بعض مومنوں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کر دیکھایا جو عہد کہ خدا سے انہوں نے باندھا تھا۔۔پس ایک ان میں سے وہ ہے کہ انتظار کرتا ہے“۔یہ کس کی شان میں نازل ہوئی ،تو آپؑ نے فرمایا اللہ معاف کرے یہ آیت میرے اور میرے چچا حمزہؑ، اور چچا کے بیٹے عبیداللہ بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی ہے۔پس میرے چچا کے بیٹے عبیدہ بن الحارث روز بدر اپنا کام پورا کر چکے اور روز اُحد میرے چچا حمزہؑ اپنا پورا کام کر گئے۔اب میں اس اُمت کے بدبخت کا انتظار کر رہا ہوں، پھر آپؑ نے سر اور ڈاڑھی کی طرف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اشارہ کیا اور فرمایا وہ بدبخت اس کو خون سے رنگین کرے گا۔ میرے محبوب ابوالقاسم محمد ﷺ نے مجھ سے پختہ عہد کیا ہے ۔ ابن مردویہ و سبطین الجوزی و ابن حجر مکی فی صواعق محرقہ۔

۱۰۔ ھذا ان خصمان اختصموا فی ربھم ۔۔۔۔ الخ سورۃ الحج ۱۹
دو مدعی جھگڑتے ہیں اپنے رب پر۔

قیس بن عبادہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب امیرؑ نے کہ میں سب سے پہلے اللہ کے سامنے اپنا جھگڑا پیش کروں گا۔ قیس کہتے ہیں کہ یہ آیت کہ (دو مدعی جھگڑے ہیں اپنے رب پر) اُن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ جنھوں نے بدر کے روز جنگ کی ہے وہ جناب حمزہؑ، علیؑ، عبید بن الحارث اور مخالفین میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں (واضح رہے کہ یہ مخالفین معاویہ کا نانا اور اسکے بیٹے تھے) البخاری۔

۱۱۔ ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان یجعلھم کالذین اٰمنوا و عملوا الصلحات سواء محیٰھم و مماتھم ساء ما یحکمون سورۃ جاثیہ ۲۱ : کیا جن لوگوں نے بداعمالیاں کی ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں اُن لوگوں کے برابر قرار دیں گے جنھوں نے نیک اعمال کئے ہیں اور اُن سب کی زندگی اور موت یکساں ہوگی؟ یہ (خدا کے لئے) جس بات حکم لگا رہے ہیں وہ انتہائی غلط بات ہے۔

حافظ عبیداللہ الحسکانی (الحنفی) روایت کرتے ہیں سعید بن ابی سعید البلخی نے اسناد مذکورہ کے ذریعہ ضحاک کے واسطے سے ابن عباسؓ سے یہ خبر دی کہ : ام حسب الذین اجترحوا السیئات۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس مراد بنی امیہ ہیں۔

ان یجعلھم کالذین اٰمنوا و عملوا الصلحات سواء

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

محیهم و مماتهم سآء ما یحکمون۔
اس سے مراد حضور اکرم ﷺ، علیؑ، حمزہؓ، جعفرؓ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ ہیں۔
شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۱۷۰

۱۲۔ افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه۔ سورة هود ۱۷ ۔ آیا جو شخص کہ اپنے پروردگار کی جانب سے دلیل روشن پر ہو اور اسکے متصل ایک گواہ آئے اس کی طرف سے۔

عاد ابن عبداللہ الاسیدی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیرؑ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ قریش میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس کے حق میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ ہوئی ہوں۔ ایک شخص نے پوچھا کے آپ کے حق میں کونسی آیت نازل ہوئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو سب کے سامنے نہ پوچھتا تو میں تجھ سے بیان نہ کرتا۔ افسوس ہے تجھ پر کیا تو نے سورہ ہود کو کبھی نہیں پڑھا ہے۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت کی، اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ علی بینة من ربه (یعنی آپؐ سے روشن دلیل ہے)، اور شاهد منه (یعنی اسکی جانب سے گواہ) میں ہوں۔ ابن ابی حاتم، وابن المغازلی فی المناقب، وابن عساکر، وابن مردویه، والسیوطی فی المنثور، و الثعلبی والواحدی فی تفسیر هما وابن جریر الطبری والطبرانی فی المعجم
الکبیر وابن منده وابو الشیخ و ابو نعیم والمتقی فی کنز العمال وصاحب تفسیر التنزیل۔

۱۳۔ فان الله هو مولاه وجبریل وصالح المومنین سورة تحریم ۴۔ پس بے شک اللہ رفیق ہے (اپنے نبیؐ) کا اور جبریل اور

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

مومنین کا نیک۔

اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ صالح المومنین علیؑ ابن ابی طالب ہیں آونیز ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ صالح المومنین علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔
الحافظ ابونعیم فی کتاب مانزل من القرآن فی علیؑ۔ وابن عساکر، وابن مردویہ ،فخر الدین رازی فی الاربعین، ینابیع المودۃ ص ۹۳ ۔

۱۴۔ تعیہا اذن واعیہ سورۃ الحاقہ ۱۲ے اور یاد رکھواسکو، کان سننے والا۔

بریدہ اسلمی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو جناب امیرؑ سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ یا علیؑ میں تم کو تعلیم کروں تا کہ تم یاد رکھو اور خدا پر حق ہے کہ تمھیں یاد رکھائے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ الثعلبی فی تفسیرہ، والامام الواحدی فی سبب النزول والحافظ ابو نعیم فی کتاب مانزل من القرآن فی علی، والدیلمی فی فردوس الاخبار۔ اسی آیت کی شان میں ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں نے اللہ سے دعا کی کہ علیؑ کو تیرے کان بنادے، جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ اس بعد مجھ کو کوئی بات نہیں بھولی۔ ابن المغازلی المناقب۔

۱۵۔ افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستوون سورۃ سجدہ ۔۱۸ے آیا وہ شخص کہ مومن ہوسکتا ہے مثل اسکے کے جو کہ فاسق ہے؟۔

امام واحدی اور ابن عساکر نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس سے روایت کی ہے اور علامہ ابن جریر اور حافظ السّلفی نے عطا بن یسار

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے اور ابن عدی اور خطیب نے اپنی تاریخ کلبی کے طریق سے ابی صالح سے کہ اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت جناب امیرؑ اور ولید بن عقبہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جبکہ ولید کہنے لگا جناب امیرؑ سے کہ میں تم سے تیز نیزہ والا ہوں اور تیز زبان، اور بھاری تلوار والا ہوں تو جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا کے خاموش رہ، تو تو فاسق ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جناب امیرؑ کی تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں ہرگز نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں برابر ہو سکتے ہیں۔ الواحدی، الکشاف۔

۱۶۔ أجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن كان امن بالله واليوم الاخر وجاهد في سبيل الله لا يستوون عند الله۔ سورۃ توبہ ۱۹ ۔

ابو حاتم، ابو الشیخ، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن مندہ، ثعلبی اپنی تفاسیر میں اور قرضی اور ابن کثیر جامع الاصول میں اور نسائی سنن میں، اور سیوطی درمنثور میں، اور حافظ ابو نعیم فضائل صحابہ میں روایت کرتے ہیں کہ علیؑ، عباسؓ، طلحہ، ابن ابی شیبہ باہم مفاخرات کر رہے تھے۔ طلحہ نے کہا میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں، عباسؓ نے کہا میں زمزم کا متولی ہوں، پس جناب امیرؑ نے کہا میں نے تم سب سے چھ ماہ قبل نماز پڑھی ہے اور میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہوں۔ پس یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۱۷۔ الّذین ینفقون اموالهم بالليل والنهار سرا وعلانية فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون سورۃ بقرہ ۲۷۴ ۔ جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں راوت کو اور دن کو، پوشیدہ اور ظاہر، پس ان کے لئے انکا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اجر ہے انکے رب کے پاس اور انکو ڈر نہیں ہے اور نہ غم کھائیں گے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ جناب امیرؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جناب امیرؑ کے پاس چار درہم تھے، ایک درہم رات کو اللہ کی راہ میں دیا اور ایک درہم دن کو اور ایک درہم پوشیدہ اور ایک درہم ظاہر طور پر دیا۔ الواحدی، وابوبکر بن مردویہ، و طبرانی الکبیر فی مسند ابن عباسؓ۔

۱۸۔ سال سائل بعذاب واقع للکافرین له دافع من الله ذی المعارج۔ سورۃ المعارج ا۔ مانگا مانگنے والے نے عذاب کو کہ ہونیوالا کافروں کے لئے، نہیں کوئی اسکا دفع کرنے والا، عذاب اللہ کی طرف سے ہے جو سیڑھیوں والا ہے۔ امام ابواسحاق ثعلبی اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ نے کسی سے سوال کیا کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی تو انہوں نے کہا کہ جب روز غدیر رسول اکرم ﷺ نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہا تو حارث بن نعمان نے یہ رسولؐ اللہ سے پوچھا یا رسولؐ اللہ۔ آپ نے ہم کو نماز کا، روزوں کا، زکواۃ اور حج کا حکم دیا ہم نے مانا اور اب آپ اپنے ابن عم کو حاکم بنا رہے ہیں یہ حکم آپ کے طرف سے ہے یا اللہ کی جانب سے؟۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے یہ حکم، حکم خدا ہے۔ حارث بن نعمان یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کی طرف لوٹ آیا۔ اے خدا اگر جو کچھ محمدؐ فرماتے ہیں وہ سچ ہے تو ہم پر عذاب نازل کر۔ چنانچہ اس پر ایک پتھر آسمان سے آیا اور اسکے سر پر لگا اور دوسری راہ سے نکل گیا۔ پس اللہ نے یہ آیت نازل کی۔

-تفسیر الثعلبی-الثعلبی-ج۱۸ص۳۵

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نصلي خمسا فقبلناه منك،وأمرتنا بالزكاة فقبلنا،
وأمرتنا بالحج فقبلنا،وأمرتنا أن نصوم شهرا فقبلنا،
ثم لم ترض بهذا حتى رفعت بضبعي ابن عمك ففضلته
علينا وقلت :من كنت مولاه فعلي مولاه،فهذا شيء
منك أم من الله تعالى؟ فقال :(والذي لا إله إلا هو هذا
من الله) فولي الحرث بن النعمان يريد راحلته وهو يقول:
اللهم إن كان ما يقوله حقا فأمطر علينا حجارة من
السماء،أو ائتنا بعذاب أليم ،فما وصل إليها حتى-
تفسير القرطبي-القرطبي- ج١٨ ص٢٧٩

وأنك رسول الله فقبلناه منك،وأن نصلي خمسا فقبلناه
منك،ونزكي أموالنا فقبلناه منك،وأن نصوم شهر
رمضان في كل عام فقبلناه منك،وأن نحج فقبلناه منك
،ثم لم ترض بهذا حتى فضلت ابن عمك علينا !أفهذا
شئ منك أم من الله؟!فقال النبي صلى الله عليه وسلم :
(والله الذي لا إله إلا هو ما هو إلا من الله) فولى الحارث
وهو يقول :اللهم إن كان ما يقول محمد حقا فأمطر
علينا حجارة من السماء أو ائتنا بعذاب أليم .فوالله
-مناقب علي بن أبي طالب (ع) وما نزل من القرآن في علي
(ع)-أبي بكر أحمد بن موسى ابن مردويه الأصفهاني
Page 248 :

نصلي خمسا فقبلنا منك،وأمرتنا بالزكاة فقبلنا،
وأمرتنا أن نصوم شهرا فقبلنا،وأمرتنا بالحج فقبلنا،

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ثم لم ترض بهذا حتى رفعت بضبعى ابن عمك تفضله
علينا! وقلت: من كنت مولاه فعلى مولاه، فهذا شىء
منك أم من الله عز وجل؟ فقال له النبى (صلى الله عليه
وسلم): "والذى لا إله إلا هو إن هذا من الله عز وجل"،
فولى الحارث بن النعمان وهو يريد راحلته وهو يقول:
اللهم إن كان ما يقوله محمد حقا، فأمطر علينا ـ ص۲۳۹
رسول الله فقبلناه منك، وأن نصلى خمسا فقبلناه منك،
ونزكى أموالنا فقبلناه منك، وأن نصوم شهر رمضان فى
كل عام فقبلناه منك، وأن نحج فقبلناه منك، ثم لم
ترض بهذا حتى فضلت ابن عمك علينا! أفهذا شىء منك
أم من الله؟! فقال النبى (صلى الله عليه وسلم): "والله
الذى لا إله إلا هو ما هو إلا من الله"، فولى الحارث وهو
يقول: اللهم إن كان ما يقول محمد حقا فأمطر علينا
حجارة من السماء أو ائتنا بعذاب أليم ـ ص۲۴۰

jabir.abbas@yahoo.com

نصلى خمسا فقبلنا منك، وأمرتنا بالزكاة فقبلنا،
وأمرتنا أن نصوم شهرا فقبلنا، وأمرتنا بالحج فقبلنا،
ثم لم ترض بهذا حتى رفعت بضبعى ابن عمك تفضله
علينا! وقلت: من كنت مولاه فعلى مولاه، فهذا شىء
منك أم من الله عز وجل؟ فقال له النبى (صلى الله عليه
وسلم): "والذى لا إله إلا هو إن هذا من الله عز وجل"،
فولى الحارث بن النعمان وهو يريد راحلته وهو يقول:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللهم إن كان ما يقوله محمد حقا، فأمطر علينا-نهج
الإيمان-ابن جبر ص ١٢٠

فى ملأ من أصحابه، فقال :يا محمد أمرتنا بكذا و كذا
فقبلنا، ثم لم ترض بهذا-يعنى الشهادتين والصلاة
والصوم والحج-حتى رفعت بضبعى ابن عمك ففضلته
علينا وقلته (من كنت مولاه فعلى مولاه)، وهذا شئ
منك أم من الله؟ فقال :والذى لا إله إلا هو أنه من أمر
الله. فتولى الحرث بن النعمان وهو يقول :اللهم إن كان
ما يقول محمد حقا فأمطر علينا حجارة من السماء، صفحة
121، أو ائتنا بعذاب أليم. فرماه الله بحجر فسقط على
هامته-معارج الوصول إلى معرفة فضل آل الرسول (ع)
-الزرندى الشافعى ص 39
أن نصلى خمسا فقبلناه منك، وأمرتنا بالزكاة فقبلنا،
وأمرتنا أن نصوم رمضان فقبلنا، وأمرتنا بالحج فقبلنا،
ثم لم ترض بهذا حتى رفعت بضبعى ابن عمك تفضله
علينا وقلت :من كنت مولاه فعلى مولاه، فهذا شئ
منك أم من الله عز وجل؟ فقال النبى (ص) :(والذى لا
إله إلا هو إن هذا من الله عز وجل). فولى الحارث (2) بن
النعمان يريد راحلته وهو يقول :اللهم إن كان ما يقوله
محمد حقا فأمطر علينا حجارة من السماء، أو-الفصول
المهمة فى معرفة الأئمة-ابن الصباغ-ج 1 ص ٢٤٤

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فقبلناه[منك وامرتنا ، صفحة 244، بالزكاة فقبلنا] (1
)، وأمرتنا أن نصوم رمضان فقبلناه، وأمرتنا بالحج
فقبلناه، ثم لم ترض بهذا حتى رفعت بضبعي ابن عمك
تفضله علينا فقلت : "من كنت مولاه فعلي مولاه"،
فهذا شيء منك أم من الله عزوجل ؟! فقال النبي (صلى
الله عليه وآله) : والذي (2) لا إله إلا هو إن هذا من الله
عزوجل، فولى الحارث بن النعمان يريد راحلته وهو يقول
: اللهم إن كان ما يقول محمد حقا فأمطر علينا حجارة من

۱۹۔ یاایها الرسول بلغ ماانزل الیك من ربك۔ سورة مائدہ ۶۸ ۔ اے رسول پہنچادو اُس چیز کو جو نازل ہوئی ہے تیرے رب سے۔

یوسف الکنجی الشافعی اپنی کتاب کفایۃ الطالب، شیخ محی الدین النووی، ابو بکر ابن مرویہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیرؑ کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ اور اسکو تفسیر رازی میں، نظام الاعرج فی تفسیر النیشاپوری ، والحافظ ابن کثیر ، وابو نعیم فی الحلیۃ وابن مردویہ وعینی فی شرح البخاری، والسیوطی فی درالمنثور۔

۲۰۔ الیوم اکملت لکم دینك واتممت علیکم نعمتی۔ سورۃ مائدہ ۴ ۔ آج میں نے کامل کیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور میں پوری کی ہے تم پر اپنی نعمت۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے تحقیق کہ روز غدیر رسالت مآب ﷺ نے لوگوں کو بلوا کر پھر علیؑ کو بلوا کر اُنکے دونوں بازوں کو پکڑ کر اُٹھایا اور پھر آپؐ نے فرمایا، جس کا میں مولا ہوں اسکا یہ علیؑ مولا ہے ۔ پھر لوگ متفرق نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کریمہ نازل ہوئی۔ اسکوابونعیم فی ما نزل من القرآن فی علی، وابوبکر بن مردویہ ، اور ابو ھریرہ کے ذریعہ سیوطی نے درمنثور میں، اوردیلمی نے، ابن المغازلی نے، وابوالفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطوی۔

۲۱۔ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئك ھم خیر البریه۔سورة البینه ۷ ۔ بے شک جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی سب خلقت سے بہتر ہیں۔ جابرؓ ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جب امیرالمؤمنینؑ تشریف لاتے توحضور اکرم ﷺ کے اصحاب کہتے کہ جوخلقت میں سب سے بہتر ہیں وہ تشریف لارہے ہیں ۔ اسی کو ابن عباسؓ نے بھی بیان کیا ۔ الدیلمی فی فردوس الاخبار میں، زید بن شراحیل انصاری نے بیان کیا السیوطی فی درمنثور میں۔

۲۲۔ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد سورة البقر۔۲۰۷۔ اور بعض لوگوں میں سے وہ ہے جو کہ بیچتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضامندی کے لئے اور اللہ شفقت کرنیوالا ہے بندوں پر۔

امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ جب شب ہجرت علیؑ بستر رسول ﷺ پر سورہے پروردگار نے جبریل اور میکائیل کی جانب وحی کی کہ میں نے تم دونوں کوایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اورتم دونوں میں سے ایک کی حیات دوسرے سے زیادہ بنائی ہے ۔تم دونوں میں سے کوئی ہے کہ اپنی حیات اپنے بھائی کودیدے؟۔ان دونوں نے اپنی حیات کی کمی گوارہ نہ کیا۔اللہ کا حکم ہوا کہ تم علیؑ کے مثل نہیں ہرگزنہیں ہو۔میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

آیتِ تطہیر میں اہلبیت سے مراد کون ہیں؟

مخالفین کی پہلی دلیل: آیت تطہیر ازواج کے متعلق روایات کے مابین موجود ہے

مکتب خلافت کا دعوی ہے کہ آیت تطہیر ازواجِ محمد کے لیے نازل ہوئی۔ انکی دلیل یہ ہے کہ آیت تطہیر سے پہلے اور آگے والی روایات ازواج کے متعلق ہیں۔

جواب: دو مختلف واقعات، جو دو مختلف وقتوں میں پیش آئے

قرآن کی آیات نزول کے مطابق ترتیب میں موجود نہیں۔ بذات خود قرآن اور مکتب خلافت کی اپنی تمام ترصحیح روایات اس بات کی گواہ ہیں کہ پچھلی آیات میں اللہ ازواج کے اس واقعے کا ذکر کر رہا ہے جب اللہ ازواج پر غضبناک تھا اور واقعہ یہ تھا کہ ازواج نے رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دنیا کی زینت اور آرائش طلب کی اور اس پر اللہ نے ازواج کو دھمکی دی کہ اگر وہ یہ دنیا چاہتی ہیں تو اللہ کا رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کچھ دے دلا کر رخصت کر سکتا ہے۔

آیت تطہیر سے پہلے والی آیات میں پیش آنے والا واقعہ: (سورۃ الاحزاب، آیات 28 تا 33 کا ابتدائی حصہ) اے نبیِ (ﷺ) اپنی اَزواج سے فرما دیں کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت و آرائش کی خواہش مند ہو تو آؤ میں تمہیں مال ومتاع دے دوں اور تمہیں حسنِ سلوک کے ساتھ رخصت کر دوں۔۔۔ اے اَزواجِ نبی (مکرّم!) تم میں سے کوئی ظاہری معصیت کی مرتکب ہو تو اس کے لئے عذاب دوگنا کر دیا جائے گا، اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔۔۔ اے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اَزواجِ پیغمبر! تم عورتوں میں سے کسی ایک کی بھی مِثل نہیں ہو، اگر تم پرہیز گار رہنا چاہتی ہو تو (مَردوں سے حسبِ ضرورت) بات کرنے میں نرم لہجہ اختیار نہ کرنا کہ جس کے دل میں (نِفاق کی) بیماری ہے (کہیں) وہ لالچ کرنے لگے اور (ہمیشہ) شک اور لچک سے محفوظ بات کرنا۔ اور اپنے گھروں میں سکون سے قیام پذیر رہنا اور پرانی جاہلیت کی طرح زیب و زینت کا اظہار مت کرنا، اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت گزاری میں رہنا۔

چنانچہ آپ دیکھ سکتے ہیں ان آیات میں اُس واقعہ کا بیان ہے جس میں اللہ ازواج پر غضبناک ہو رہا ہے۔

جبکہ آیت تطہیر جناب ام سلمہ کے گھر بالکل الگ وقت میں نازل ہوئی اور اسکا پچھلی آیت میں بیان کردہ واقعہ سے ہرگز کوئی تعلق نہیں۔

آیت تطہیر والا واقعہ ام سلمہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں خیبری چادر میں موجود تھے تو حضرت فاطمہ غذا (پتھر کی ہانڈی میں یخنی) لائیں آپ (ﷺ) نے فاطمہ سلام اللہ عنہا سے فرمایا: اپنے شوہر اور بچوں کو بھی آواز دیدو تب فاطمہ سلام اللہ عنہا نے انھیں بلایا اور یہ سب اس ظرف سے کھانے لگے تب یہ آیت نازل ہوئی إنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت ویطھر کم تطھیرا۔ پھر رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر کے بقیہ حصہ ان پر ڈال دیا اور ہاتھ باہر نکال کر فرمایا: اللہ یہی میرے اہلبیت ہیں میرے حامی ہیں ان سے رجس کو دور رکھ اور انھیں کمالِ طہارت عطا فرما۔ پس میں نے چادر میں سر ڈال کر کہا یا رسول اللہ! کیا میں آپ لوگوں میں شامل ہو سکتی ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار فرمایا (نہیں پر) تم خیر کی طرف ہو۔ ام سلمہؓ نے کہا یہ افراد پانچ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی، وفاطمۃ، والحسن والحسین (علیھم السلام)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

چنانچہ اہلسنت کی صحیح اور متواتر احادیث بذات خود گواہ ہیں کہ یہ دو مختلف واقعات ہیں جو کہ دو مختلف اوقات میں پیش آئے۔ اب مکتب خلافت والے یا تو اس بات کو مان لیں کہ آیت تطہیر کے واقعہ کا آس پاس کی ازواج والی آیات کے واقعے سے کوئی تعلق نہیں، یا پھر آلِ محمد کے بغض میں اپنی ہی صحیح اور متواتر احادیث کا انکار کر کے اپنے سارے احادیث کے طریقے کا ہی انکار کر دیں اور اُن منکرین حدیث کی صف میں شامل ہو جائیں جن پر وہ بذات خود دن رات لعنت بھیجتے ہیں۔

قرآن کی کچھ آیات ہیں جنکا ایک حصہ کسی ایک واقعہ کے بارے میں نازل ہوا، جبکہ دوسرا حصہ کسی اور وقت کسی بالکل غیر متعلق واقعے کے بارے میں نازل ہوا۔ یہ آیتیں اس دعوی کے ثبوت میں ہے کہ قرآن میں اللہ تعالی کسی کا ذکر فرما رہا ہو، اور درمیان میں کسی اور کا ذکر کرے۔ ایسے کئی اور مقامات ہیں یہ آیت تطہیر میں ازواج کا ذکر فرماتے ہوئے اہلبیت کا ذکر آ گیا۔

ترتیب آیات میں سلسلہ نزیل کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا اور آیات کو بغیر لحاظ کے درج کر دیا گیا۔ چنانچہ عدۃ وفات کے متعلق ارشاد ہوا ہے۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (234) سورہ بقرہ ۲۳۴

تم (مسلمانوں) میں سے جن لوگوں مر جائیں اور اُن کی بیویاں موجود ہوں تو چار مہینہ دس دن تک اپنے کو روکے رکھیں جب وہ مدت کو پوری کر لیں تو پھر جو کچھ وہ اپنے باے میں طرز عمل اختیار کریں تمھیں تعرض کا حق نہ ہوگا اور اللہ تمھارے اعمال سے باخبر ہے۔

پہلے رائج حکم اور پھر بعد میں منسوخ کا ذکر جو غیر مناسب ہے۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي

jabir.abbas@yahoo.com

مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (240)

سورہ بقرہ

تم (مسلمانوں) میں سے جن لوگوں مرجائیں اور اُن کی بیویاں موجود ہوں تو اُن کی بیویوں کے لئے حکم ہے کہ سال بھر تک نان ونفقہ ملے اور وہ گھروں سے نہ نکلیں پھر جب سال ختم ہوجائے تو نکلیں۔

اس آیت میں عدہ کے کے لئے سال تک کا حکم ہے۔لیکن اس بات کا متفق فیصلہ ہے کہ یہ منسوخ ہے۔

اسی طرح سورہ عنکبوت آیت ۱۶ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو ڈراتے ہیں اس کے بعد کی آیتیں غیر مربوط ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ االسلام کے ڈرانے پر جو قوم نے جواب دیا اس کا ذکر آیت ۲۴ میں مذکور ہے۔

اسی طرح سورہ لقمان آیت ۱۳ میں حضرت لقمان اپنے فرزند کو نصیحت فرمارہے ہیں پھر درمیان میں یہ آیت ۱۴ و وصینا الانسان بوالدیہ شامل کی گئی جس کا وصیت کی فرزند سے کوئی تعلق نہیں۔

سورہ انفال کی ابتدامیں جنگ بدر کا قصہ ہے جس میں آیت جنگ کے خاتمہ کے پہلے ہیں اور بعد کی آیات جنگ کے شروع ہونے سے قبل کی ہیں۔

فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ (۲۸) يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ۔سورہ یوسف آیت ۲۸،۲۷۔ تو جب اس نے دیکھا ان کے کرتے کو پیچھے سے پھٹا ہوا تو کہنے لگا کہ یقینا یہ تم عورتوں کی چال ہے یقینا تمہاری چال بہت بڑی ہوتی ہے ۔(۲۸) اے یوسف ! اس سے درگزر کرو اور تو اپنے جرم سے توبہ کر، یقینا تو خطا کاروں میں سے ہے۔

مثلا یہ آیت: (القرآن 5:3) تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں۔ مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کرلو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ پاسوں (نجومیوں) سے قسمت معلوم کرو یہ سب گناہ (کے کام) ہیں آج کافر تمھارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں تو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرتے رہو (اور) آج ہم نے تمھارے لئے تمھارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمھارے لئے اسلام کو دین پسند کیا ہاں جو شخص بھوک میں ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ اس آیت کا پہلا اور آخری حصہ حرام چیزوں کے متعلق ہے اور یہ حکم سن 6 ہجری میں صلح حدیبیہ سے متصل نازل ہوا۔ مگر اسی آیت کا درمیان والا حصہ (دین کامل کیا جانا) اسکے چار سال بعد سن 10 ہجری میں رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے تقریبا 81 دن پہلے نازل ہوا۔ یعنی یہ بالکل الگ جگہ، بالکل الگ موقع پر نازل ہوا اور اس حصہ کا اگلے اور پچھلے حصہ سے کوئی تعلق نہیں۔

مولانا مودودی تفہیم القرآن میں اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں لکھتے ہیں: مستند روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع کے موقعہ پر سن ۱۰ ہجری میں نازل ہوئی تھی۔ لیکن جس سلسلۂ کلام میں یہ واقع ہوئی ہے وہ صلحِ حُدیبیہ سے متصل زمانہ (سن ۶ ہجری) کا ہے۔

مولانا تقی عثمانی بھی اپنی تفسیر میں آیت کے اس حصے کا نزول سن دس ہجری میں بتلا رہے ہیں: بعض یہودیوں نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ اگر یہ آیت "الیوم اکملت لکم دینکم" ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمر نے فرمایا: تجھے معلم نہیں کہ جس روز یہ ہم پر نازل کی گئی مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہو گئی تھیں۔ یہ آیت سن 10 ہجری میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"حجۃ الوداع" کے موقع پر" عرفہ" کے روز" جمع" کے دن" عصر" کے وقت نازل ہوئی جبکہ میدانِ عرفات میں نبی کریم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کے گرد چالیس ہزار سے زائد اتقیا وابرار رضی اللہ عنہم کا مجمعِ کثیر تھا۔ اس کے بعد صرف اکیاسی روز حضور اس دنیا میں جلوہ افروز رہے۔

ایک اور مثال سورہ لقمان آیت ۱۳ میں حضرت لقمان اپنے فرزند کو وصیت اور نصحت فرمارہے ہیں آیت ۱۴ میں ارشاد باری شامل ہو گیا پھر ۱۵ سے دوبارہ حضرت لقمان کی وصیت شروع ہو گئی۔

چنانچہ جب اس آیت کے متعلق اتفاق ہے کہ اسکا درمیان کا حصہ بالکل الگ جگہ، بالکل الگ موقع پر نازل ہوا تھا تو پھر آیت تطہیر کے متعلق تحریف قرآن کی رٹ لگا لینے کی کیا تُک ہے جبکہ آپکی متواتر روایات یہی گواہی دے رہی ہیں کہ آیت کا تطہیر والا حصہ بالکل الگ موقع پر بالکل الگ وقت میں نازل ہوا۔

مخالفین کی دوسری دلیل: عرب محاورے میں اہلبیت ازواج کے لیے استعمال ہوتا ہے

جب خود قرآن اور انکی اپنی صحیح اور متواتر احادیث انکے گلے میں اٹک جاتی ہیں اور ثابت کرتی ہیں کہ پچھلی آیات کا واقعہ کچھ اور تھا اور آیت تطہیر بالکل الگ موقع پر الگ وقت میں نازل ہوئی، تو پھر انکا اگلا بہانہ ہوتا ہے کہ عرب محاورے میں اہلبیت کا لفظ ازواج کے لیے استعمال ہوتا ہے اس لیے آیت تطہیر ازواج کے لیے ہے۔

جواب: عرب محاورے والے اہلبیت (ازواج + اولاد + خاندان + پالتو بلی وغیرہ) اور" اہلبیت طہارت" میں فرق

عرب محاورے والے اہلبیت میں ازواج کے ساتھ ساتھ اولاد، خاندان والے، گھر کے غلام و کنیزیں، نوکر چاکر اور حتی کہ بلی وغیرہ جیسے گھریلو جانور بھی شامل

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے السنور من اھل بیت: بلی اہل بیت میں ہے۔ ملاحظہ ہو مسند احمد ج ۵ ص ۳۰۹؛ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۱۶؛ اور کنز العمال ج ۹ ص ۳۹۹ سلسلہ ۲۶۶۷۹ اور سلسلہ ۴۰۰۲۱

آیت تطہیر ان تمام کے تمام اہلبیت والوں کے لیے نازل نہیں ہوئی ہے، بلکہ یہ فقط اور فقط اہلبیتِ طہارت کے لیے نازل ہوئی ہے، یعنی یہ اہلبیت کے وہ خاص 5 افراد ہیں جنہیں اللہ نے کامل طریقے سے ہر قسم کے رجس سے پاک و طاہر کیا ہے۔

بقیہ اہل بیت والی ازواج ہوں یا خاندان والے، یا غلام و کنیزیں، یا نوکر چاکر یا پالتو جانور وغیرہ، تو رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کے مطابق نہ آیت تطہیر ان کے لیے نازل ہوئی ہے، نہ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چادر کے اندر آنے دیا اور نہ ہی یہ کامل طریقے سے پاک و طاہر کیے گئے ہیں۔

اور مباہلہ کے وقت بھی رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج میں سے کسی کو ساتھ لیا، نہ عثمان کو ساتھ لیا، نہ ابو العاص بن ربیع کو لیا، اور نہ ہی امامہ کو ساتھ لیا۔

کبھی کسی زوجہ نے یہ دعوی نہیں کیا کہ یہ آیت انکے لیے نازل ہوئی، بلکہ ام سلمہ، جناب صفیہ اور جناب عائشہ ان تینوں نے گواہی دی ہے کہ آیت تطہیر فقط پنجتن پاک کے لیے نازل ہوئی ہے۔

چنانچہ بخاری میں یہ حضرت عائشہ کی وصیت ہے 1391:-وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ - رضى الله عنها - أَنَّهَا أَوْصَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ - رضى الله عنهما - لاَ تَدْفِنِّي مَعَهُمْ وَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ، لاَ أُزَكَّى بِهِ أَبَدًا. طرفه 7327- تحفة 19023،

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

17110؛صحیح بخاری جلد۱باب ما جاء فی قبر النبی ص 469

ہشام نے اپنے باپ عروہ بن زبیر کے ذریعہ حضرت عائشہ سے یہ روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ نے عبداللہ ابن زبیر کو یہ وصیت کی کہ مجھے اُن لوگوں (رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر) کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ میری سوکنوں کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ دفن کئے جانے کے سبب پاک نہیں کی جاؤں گی۔ صحیح بخاری شریف (اردو) کتاب الجنائز ص ۵۲۲ حدیث ۱۳۰۲

ازواج کے علاوہ کبھی عثمان بن عفان نے بھی دعوی نہیں کیا کہ آیت تطہیر میں وہ شامل ہے۔ (مکتب خلافت کا دعوی ہوتا ہے کہ علی و آل علی رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم آیت تطہیر میں ابتدائی طور پر شامل نہ تھے بلکہ فقط رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے بعد داخل ہوئے۔ اگر انکی یہ دلیل مان لی جائے تو ہمارا مخالفین کو چیلنج ہے کہ عثمان کے لیے رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی کوئی دعا دکھائیں)۔

اور عثمان کے علاوہ ابو العاص بن ربیع اور اسکی بیٹی امامہ نے بھی کبھی یہ دعوی نہیں کیا کہ وہ آیت تطہیر میں شامل ہیں۔ (نیز مخالفین کے لیے پھر چیلنج ہے کہ ان دونوں کے لیے رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی ایک دعا دکھادیں)۔

عبداللہ ابن زبیر جو حضرت عائشہ کی گود میں پلے اور جن کی خاطر جمل میں شریک ہوئے وہ اگر ازواج اہل بیت میں اور بالخصوص آل میں اگر شامل ہوتیں تو یہ کام نہیں کرسکتے تھے۔

وتحامل عبد الله بن الزبير على بني هاشم تحاملاً شديداً، وأظهر لهم العداوة والبغضاء، حتى بلغ ذلك منه أن ترك الصلاة على محمد في خطبته، فقيل له: لم تركت الصلاة على

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

النبي؟ فقال :إن له أهل سوء يشرئبون لذكره ويرفعون رؤوسهم إذا سمعوا به .یعقوبی جلد اول ص ۲۱۴

أن ابن الزبير خطب أربعين يوما لا يصلي على النبيؐ وقال لا يمنعني أن أصلي عليه إلا أن تشمخ رجال بأنها فها۔ عبداللہ ابن زبیر ۴۰ دن خطبہ دیا مگر آنحضرتؐ پر درود نہیں پڑھا اور کہا مجھے آنحضرت ﷺ و آلہ پر درود سے صرف یہ بات روکتی ہے کہ اس سے کچھ مردوں کی ناک اونچی ہو جائے (اس کا اشارہ بنی ہاشم کی جانب تھا) یعقوبی عربی ج ۳ ص ۸۷؛ مسعودی ج ۵ ص ۱۶۴؛ سمط النجوم العوالی ج ۳ ص ۲۳۷ عبدالملک بن حسین بن عبدالملک الشافعی العاصمی المکی متوفی ۱۱۱۱ھ

چنانچہ اب مخالفین لفظ اہلبیت کے نام پر شکوک پیدا کرنے اور دھوکہ دینے کی جتنی مرضی کوشش کرتے رہیں، مگر رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ازواج سمیت 17 صحابہ و تابعین کی گواہیاں موجود ہیں کہ آیت تطہیر فقط پنجتن پاک کے لیے نازل ہوئی ہے۔

اسی طرح نوح علیہ السلام کا بیٹا انکے خاندان کا حصہ ہے۔ مگر جب اس نے نافرمانی کی تو اللہ نے اسکو نوح علیہ السلام کے اہل بیت سے خارج کر دیا۔

چنانچہ یہاں بھی اللہ تعالی اہلبیت عام نہیں بلکہ خاص معنوں میں استعمال کر رہا ہے کہ خاندان کے فقط وہ لوگ جنہوں نے ہدایت پر عمل کیا۔ (القرآن، سورة نمبر 11، آیات 45 اور 46) اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ پروردگار میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں ہے (تو اس کو بھی نجات دے) تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر حاکم ہے۔ (اللہ نے فرمایا) اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں، تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن۔

مخالفین کا تیسرا بہانہ: ام سلمہ کو اس لیے چادر میں داخل نہیں کیا کیونکہ وہ پہلے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے بھلائی پر تھیں

اہلسنت کی متواتر احادیث کی گواہیاں مخالفین کے گلے میں جا کر اٹک گئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج کو کساء (چادر) میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔

چنانچہ بہانہ گھڑا گیا کہ چونکہ ام سلمہ پہلے سے اس حکم میں شامل تھیں، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چادر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔

جواب: کیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے سے بھلائی پر نہ تھے جو خود کساء کے نیچے داخل ہوئے؟

اللہ کی پناہ کیا توہین رسالت ہے کہ ام سلمہ کو کساء میں آنے کی اجازت نہیں کیونکہ "وہ تو پہلے سے ہی بھلائی" پر ہیں۔ مگر معاذ اللہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود پہلے سے بھلائی پر نہ تھے اس لیے وہ کساء میں ان چاروں کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں؟

پتا نہیں ایسے بہانے بناتے وقت ان لوگوں کا دماغ کیوں کام نہیں کر رہا ہوتا ہے اور ایسے بہانے بنا کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔

مخالفین کا یہ بہانہ مکمل طور پر انکے قیاس پر مشتمل ہے۔ جبکہ متواتر روایات بذات خود انکے اس قیاس کا قلع قمع کر رہی ہیں اور صاف صاف الفاظ ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ یہ فرمایا کہ تم اس حکم میں پہلے سے موجود ہو، اور نہ انکے چادر کے نیچے آنے کی اجازت مانگنے پر بھی انہیں صاف انکار کر دیا۔ اس لیے جناب ام سلمہ سلام اللہ علیھا خود گواہی دیتی ہیں کہ آیت تطہیر فقط اور فقط ان پانچ ہستیوں کے لیے نازل ہوئی۔

مخالفین کا چوتھا بہانہ: ام سلمہ رض کو علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے نامحرمی کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وجہ سے چادر میں داخل نہ کیا۔

متواتر روایات سے پیچھا چھڑانے کے لیے اگلا بہانہ بنایا گیا کہ چونکہ علی ابن ابی طالب نامحرم تھے، اس لیے رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ (سلام اللہ علیھا) کو چادر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔

جواب:

انتہائی بے ہودہ بہانہ ہے اور جناب ام سلمہ سلام اللہ علیھا کی توہین ہے۔

کیا جناب ام سلمہ (سلام اللہ علیھا) کو نہیں پتا تھا کہ علی نامحرم ہیں؟ کیا آپ ام سلمہ (س) کو اتنا بے شرم سمجھتے ہیں کہ علی کے نامحرم ہوتے ہوئے بھی وہ چادر میں سر ڈال کر غیر محرم کے ہوتے ہوئے بھی چادر میں داخل ہونے کی کوشش کریں؟ استغفراللہ۔

علیؑ نامحرم تو تھے مگر ام سلمہ (سلام اللہ علیھا) حجاب میں تھیں۔ اسی لیے نامحرم ہوتے ہوئے بھی علیؑ انکے حجرے میں موجود ہیں۔ اور کساء کے نیچے بھی رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم، فاطمہ (سلام اللہ علیھا) اور حسنین علیھما السلام شامل ہیں جو کہ محرم ہیں۔ چنانچہ انکے ساتھ چادر میں آجانے سے ہرگز نامحرم کا مسئلہ پیدا نہیں ہوسکتا تھا اور اس چیز کا جناب ام سلمہ (سلام اللہ علیھا) کو آج کے ان ملاوؤں سے بہت بہتر علم تھا۔ آج ایسے قیاسی ابلیسی بہانے بنانے والے لعنت کے مستحق ہیں۔

مخالفین کا پانچواں بہانہ: آیت تطہیر ازواج کے لیے تھی جبکہ پنجتن کے لیے رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجس سے پاکی کی فقط دعا کی تھی اپنے اس بہانے کو ثابت کرنے کے لیے یہ حضرات اس روایت کو پیش کرتے ہیں:

جامع ترمذی، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ الاحزاب: قتیبہ، محمد بن سلیمان اصبہانی، یحیی بن عبید، عطاء بن ابی رباح، حضرت عمر بن ابوسلمہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب ہیں فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی إِنَّمَا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۔ الْآيَةَ (اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے ہر قسم کے رجس کو دور کردے۔۔۔۔الاحزاب۔آیت۔) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہؓ کے گھر میں تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ، حسن، اور حسین کو بلوایا اور ان سب پر ایک چادر ڈال دی۔حضرت علی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے پھر ان پر بھی چادر ڈال دی اور عرض کیا یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے گناہ کی نجاست دور کردے اور انکو بخوبی پاک کردے۔ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی ان کیساتھ ہوں (یعنی چادر میں آنے کا ارادہ کیا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (نہیں) تم اپنی جگہ رہو تم خیر پر ہو۔

اہلحدیث عالم ناصر الدین البانی صاحب نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے
(صحیح ترمذی از البانی، جلد 3، صفحہ 306، حدیث 3205)

یہ روایت پیش کر کے مخالفین دعوی کرتے ہیں کہ آیت تطہیر پہلے نازل ہوئی اور صرف اسکے بعد رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنجتن کو چادر میں لیکر دعا کی۔ چنانچہ آیت تطہیر ازواج کے لیے تھے اور پنجتن کے لیے فقط دعا تھی کہ اللہ انہیں رجس سے پاک کردے۔

جواب:

پہلا نکتہ:

یہ مخالفین کو چیلنج ہے کہ وہ ثابت کریں کہ اس روایت یا کسی اور روایت میں رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ یہ آیت ازواج کے لیے ہے۔ یہ فقط مخالفین کا قیاسی دعوی ہے۔

دوسرا نکتہ:

اس روایت میں ام سلمہؓ پھر کیوں پنجتن پاک سے مل جانے کی خواہش کر رہی

jabir.abbas@yahoo.com

ہیں؟ کساء میں موجود پنجتن کا رتبہ بلند تر تھا اور ام سلمہ (سلام اللہ علیھا) کو اپنے سے ان بلند تر درجہ والوں کے ساتھ مل جانے کی خواہش تھی۔

مگر اس خواہش کے جواب میں رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف صاف اجازت دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم خیر پر ہو۔ اگر ام سلمہ اس حکم میں شریک ہوتیں تو رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں خیر پر ہونے کی بجائے کہتے کہ تم پہلے ہی اہلبیت ہو اور اس آیت میں شامل ہو۔

تیسرا نکتہ:

دعا کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پنجتن پاک اہلبیت میں پہلے سے شامل نہیں تھے۔ نہیں، بلکہ یہاں دعا اس لیے کی جا رہی ہے کہ انکا درجہ بلند سے بلند تر ہوتا جائے۔ مثلاً دیکھئے اذان کے بعد کی دعا: صحیح بخاری، کتاب الاذکار:

اے میرے اللہ جو دعوۃ تامہ کا رب ہے اور قائم رہنے والی نماز کا بھی رب ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن وسیلہ نصیب فرمانا اور بڑے مرتبہ اور مقام محمود پر ان کا قیام فرمائیو، جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے۔

"اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّداً الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوداً الَّذِي وَعَدْتَهُ، [إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ]۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تو پہلے سے محمد صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے اور مقام محمود کا وعدہ کیا ہوا ہے، مگر اسکے باوجود یہ دعا پڑھی جاتی ہے جس میں اللہ سے وسیلے اور مقام محمود کی دعا کی جاتی ہے۔ ہم سب کو پتا ہے کہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اور امت چاہے یہ دعا کرے یا نہ کرے، مگر رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور مقام محمود اس وعدے کی بنا پر بالضرور ملے گا، مگر ہم یہ دعا اس لیے کرتے ہیں کیونکہ ہماری دعا درجات کی بلندی کا باعث ہے۔

اسی طرح آیت تطہیر میں پنجتن پاک تو پہلے سے شامل ہیں اور رسول صل اللہ علیہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

وآلہ وسلم کی دعا فقط درجات کی مزید بلندی کے لیے ہے۔
اسی طرح کی ایک دعا خود اللہ تعالی نے قرآن میں سکھائی ہے جہاں اللہ کے وعدے کے باوجود مومنین دعا کر رہے ہیں۔(القرآن 3:194) اے ہمارے رب! اور ہمیں وہ سب کچھ عطا فرما جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا
یہ دعا اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور اس کی صفاتِ عدل و رحمت پر اپنے بھر پورا اعتماد کے اظہار کا بہت خوبصورت انداز ہے۔ یہ اتنا موثر اسلوب ہے کہ اگلی آیت 195 میں اللہ تعالیٰ اس دعا کی قبولت کی ضمانت دیتے ہیں۔ بالکل یہی چیز رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت تطہیر کو بطور دعا پڑھ کر کی۔
چوتھا نکتہ: ام سلمہ سے صحیح روایت
اوپر عطاء بن رباح نے عمر بن سلمہ سے روایت کی ہے۔ مگر اس روایت سے کہیں زیادہ صحیح ذیل کی روایت ہے، جو کہ تفصیلات کو مکمل طور پر بیان کر رہی ہے۔ حیرت ہے کہ مخالفین ان زیادہ صحیح اور تفصیلی روایت کو لے کر دونوں میں تطبیق کرنے کی بجائے ایسے بہانے پیش کر رہے ہیں۔
(حدیث مرفوع) وَأَنْبَأَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ الْبُخَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي عَوْفٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَعَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَحِمَهَا اللَّهُ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي عَلَى مَنَامَةٍ لَهُ عَلَيْهَا كِسَاءٌ خَيْبَرِيٌّ، فَنَزَلَتِ الآيَةُ: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا سورة الأحزاب آية 33، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلَ الْكِسَاءِ فَغَشَّاهُمْ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مَهْيَمَهُ إِيَّاهُ، ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ فَقَالَ بِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ، فَقَالَ :" اللَّهُمَّ هَؤُلاءِ بَيْتِي وَحَامَّتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا " قَالَتْ :فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي فِي الثَّوْبِ، فَقُلْتُ :رَسُولَ اللَّهِ أَنَا مَعَكُمْ ؟ قَالَ :" إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ، إِنَّكَ إِلَى خَيْرٍ " قَالَتْ: وَهُمْ خَمْسَةٌ :رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلِيٌّ، وَفَاطِمَةُ، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ " .

ترجمہ: ام سلمہ سے روایت ہے ہے کہتی ہیں: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں خیبری چادر میں موجود تھے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا غذا پتھر کی ہانڈی میں یخنی لائیں آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اپنے شوہر اور بچوں کو بھی آواز دیدو تب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انھیں بلایا اور یہ سب اس ظرف سے کھانے لگے تب یہ آیت نازل ہوئی إنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أهل البیت ویطهرکم تطهیرا ۔ پھر رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر کے بقیہ حصہ ان پر ڈال دیا اور ہاتھ باہر نکال کر فرمایا: اللہی میرے اہلبیت ہیں میرے حامی ہیں ان سے رجس کو دور رکھ اور انھیں کمالِ طہارت عطا فرم۔ پس میں نے چادر میں سر ڈال کر کہا یا رسول اللہ! کیا میں آپ لوگوں میں شامل ہوسکتی ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار فرمایا (نہیں پر) تم خیر کی طرف ہو۔ ام سلمہ نے کہا یہ افراد پانچ ہیں: : ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی، وفاطمۃ، والحسن والحسین رضی اللہ عنہم

یہ روایت اوپر ابو محمد عبد اللہ (ثقہ) ۔عبد الملک بن سلیمان (ثقہ) سے تین طریقوں سے نقل ہوئی ہے اور یہ تمام صحیح سند رکھتے ہیں ۔ پہلا: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

دوسرا :وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي عَوْفٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

تیسرا :وَعَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
اور یہی روایت محمد بن عبدالملک الدقیقی (ثقہ) سے بھی ان تین طریقوں سے مروی ہے
یہ روایت گواہ ہے کہ جب پنجتن کھانا کھا رہے تھے تو اس وقت یہ آیت انکے لیے نازل ہوئی۔ (ایک دوسری روایت جو آگے آ رہی ہے، وہ بتلاتی ہے کہ اس کھانے میں بھی رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ (سلام اللہ علیھا) کو شریک نہ فرمایا تھا)۔ اور چادر کے نیچے بھی ام سلمہ (سلام اللہ علیھا) کو آنے کی اجازت نہیں ملی۔ اور ام سلمہ (سلام اللہ علیھا) خود گواہی دے رہی ہیں کہ یہ آیت فقط پنجتن پاک کے لیے نازل ہوئی۔
دعا والے قیاسی عذر کے مقابلے میں یہ نص ہے۔ بہت حیرت کی بات ہے کہ مکتب خلافت والے نص کو چھوڑ کر اپنے قیاسی عذر کے پیچھے بھاگتے پھریں۔
پانچواں نکتہ: جناب عائشہ سے صحیح روایت
جناب عائشہ کی صاف صاف روایت جس میں رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نص کے ساتھ ثابت ہے کہ ازواج آیت تطہیر کا حصہ نہیں ہیں۔ قال ابن أبي حاتم :حدثنا أبي، حدثنا سريج بن يونس أبو الحارث، حدثنا محمد بن يزيد عن العوام، يعني :ابن حوشب رضى الله عنه، عن عم له قال :دخلت مع أبي على عائشة رضى الله عنها، فسألتها عن علي رضى الله عنه، فقالت رضى الله عنها :تسألني عن رجل كان من أحب الناس إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت تحته ابنته، وأحب الناس إليه؟ لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا علياً وفاطمة وحسناً وحسيناً رضى الله عنهم، فألقى عليهم ثوباً فقال :"اللهم هؤلاء أهل بيتي، فأذهب عنهم الرجس، وطهرهم تطهيراً"

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

قالت :فدنوت منهم فقلت :يارسول الله وأنا من أهل بيتك؟ فقال صلى الله عليه وسلم "تنحي فإنك على خير ".

ترجمہ: حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ چادر اوڑھے ہوئے ایک دن صبح ہی صبح نکلے اور ان چاروں کو اپنی چادر تلے لے کر یہ آیت پڑھی (مسلم وغیرہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے ان کے گھر میں آپ کی صاحبزادی تھیں جو سب سے زیادہ آپ کی محبوب تھیں۔ پھر رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدایا یہ میرے اہلبیت (علیھما السلام) ہیں، ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں مکمل طور پر پاک و پاکیزہ رکھنا۔ جناب عائشہ کہتی ہیں میں نے قریب جا کر کہا یارسول اللہ کیا میں بھی آپ کے اہل بیت سے ہوں تو آپ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دور رہو (پر) تم خیر پر ہو۔ ابن کثیر نے یہ روایت اپنی تفسیر میں نقل کی ہے (یہی انجام ہوتا ہے جب ان مخالفین کی طرح انسان نص کو چھوڑ کر اپنے قیاسی لنگڑے لولے عذروں کے پیچھے بھاگتا پھرتا ہے۔

نیز علامہ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں یہ روایت نقل کی ہے

أَخْبَرَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، نا عَاصِمُ بْنُ الْحَسَنِ، أنا أَبُو عُمَرَ بْنُ مَهْدِيٍّ، أنا مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ، نا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، نا أَبُو سُفْيَانَ، نا هُشَيْمٌ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ جُمَيْعٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أُمِّي عَلَى عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَخْبِرِينِي كَيْفَ كَانَ حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ أَحَبَّ الرِّجَالِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَقَدْ رَأَيْتُهُ وَمَا أَدْخَلَهُ تَحْتَ ثَوْبِهِ، وَفَاطِمَةَ، وَحَسَنًا، وَحُسَيْنًا، ثُمَّ قَالَ: "

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

اللَّهُمَّ هَؤُلاءِ أَهْلُ بَيْتِي، اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا ". قَالَتْ : فَذَهَبْتُ لأُدْخِلَ رَأْسِي فَدَفَعَنِي، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوَلَسْتُ مِنْ أَهْلِكَ؟ قَالَ : " إِنَّكِ عَلَى خَيْرٍ، إِنَّكِ عَلَى خَيْرٍ ". كذا قَالَ وقلته، وإنما هو جميع بن عمير .

اس روایت کے مطابق جناب عائشہ گواہی دے رہی ہیں کہ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنجتن پاک کو کساء میں لیا اور فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں اور ان سے رجس کو دور رکھ اور انہیں ایسا پاک کر جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ پھر جناب عائشہ نے رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا وہ بھی رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل میں ہیں (یعنی انہیں پتا ہے کہ آیت تطہیرا نکے لیے نازل نہیں ہوئی اس لیے اپنے متعلق پوچھ رہی ہیں کہ کیا وہ بھی اہلبیت میں شامل ہیں) تو جواب میں رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اہل میں نہیں قرار دیا بلکہ فقط یہ فرمایا کہ وہ خیر پر ہیں۔

اور صحیح مسلم کی روایت ہے: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا

ترجمہ: صفیہ بنت شیبہ عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم ایک صبح گھر سے برآمد ہوئے جب آپ سیاہ بالوں والی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور اتنے میں حسن (علیہ السلام) آ گئے تو آپ نے انھیں بھی داخل کرلیا، پھر حسین

(علیہ السلام) آ گئے اور انھیں بھی لے لیا، پھر فاطمہ (علیھا السلام) آ گئیں تو انھیں بھی شامل کر لیا اور پھر علی (علیہ السلام) آ گئے تو انھیں بھی داخل کر لیا، اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی۔

اس روایت کے مطابق بھی رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم فقط پنجتن پاک کو کساء میں لیا اور آیت تطہیر کو بطور دعا پڑھا۔ اور ام المومنین جناب عائشہ کساء کے نیچے نہیں تھیں اور نہ انہوں نے کبھی اپنے متعلق آیت تطہیر میں شامل ہونے کا دعوی کیا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ آیت تطہیر فقط پنجتن پاک کے لیے تھی وگرنہ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب عائشہ کو بھی کساء کے نیچے لیتے۔ اس روایت میں کچھ ایسا نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ ازواج بھی آیت تطہیر میں شامل ہیں۔

چھٹا نکتہ: ام المومنین جناب صفیہ سے صحیح روایت

مستدرک الحاکم

رقم الحديث 4663 :(حديث مرفوع) حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ الْفَضْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشَّعْرَانِيُّ، ثنا جَدِّي، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْحِزَامِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُلَيْكِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ : لَمَّا نَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَحْمَةٍ هَابِطَةٍ، قَالَ : " ادْعُوا لِي، ادْعُوا لِي " , فَقَالَتْ صَفِيَّةُ : مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : " أَهْلَ بَيْتِي عَلِيًّا , وَفَاطِمَةَ , وَالْحَسَنَ , وَالْحُسَيْنَ "، فَجِيءَ بِهِمْ ، فَأَلْقَى عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِسَاءَهُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ : " اللَّهُمَّ هَؤُلاءِ آلِي فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ "، وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ

jabir.abbas@yahoo.com

الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا سورة الأحزاب آية 33. هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَقَدْ صَحَّتِ الرِّوَايَةُ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ أَنَّهُ عَلَّمَهُمُ الصَّلاةَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا عَلَّمَهُمُ الصَّلاةَ عَلَى آلِهِ.

ترجمہ: جب رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لگا کہ اللہ کی رحمت (وحی) نازل ہونے والی ہے تو آپ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب صفیہ (ام المومنین) سے فرمایا: میرے پاس بلاؤ، میرے پاس بلاؤ!" جناب صفیہ نے پوچھا کہ کس کو بلائیں یا رسول اللہ؟ اس پر رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے اہلبیت کو بلاؤ جو کہ علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہیں۔ چنانچہ ہم نے انہیں بلا بھیجا اور وہ آئے۔ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر ان پر ڈال دی اور اپنے ہاتھ بلند کر کے کہا: "اے اللہ، یہ ہی میری آل ہیں۔ اے اللہ محمد و آل محمد پر اپنی رحمت فرما۔ اس پر اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل فرمائی: "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا سورة الأحزاب آية 33۔

امام حاکم کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیح الاسناد ہے اور شیخین (امام بخاری اور امام مسلم) کی شرائط پر ہے۔

اگرچہ کی روایات کی اکثریت یہ بتلاتی ہے کہ آیت تطہیر جناب ام سلمہ کے گھر نازل ہوئی، مگر اس روایت کے مطابق یہ آیت جناب صفیہ کے گھر نازل ہوئی ۔ اہلسنت علماء (بشمول ابن حجر) کے مطابق یہ عین ممکن ہے کہ آیتِ تطہیر ایک سے زیادہ مرتبہ نازل ہوئی ہو اور ہر دفعہ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا عمل دہرا کر ازواج کے سامنے واضح کیا ہو کہ آیت تطہیر سے مراد فقط پنجتن پاک ہیں۔

ساتواں نکتہ: تواتر کے ساتھ آیت تطہیر فقط پنجتن پاک کے متعلق ہونا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہاں معاملہ صحیح یا ضعیف روایت کا نہیں رہا، بلکہ یہ روایات متواتر ہیں۔ افسوس کہ ان متواتر روایات کے مقابلے میں ابھی تک یہ لوگ پنجتن پاک سے اپنے بغض و عناد کے باعث اپنے قیاسی بہانوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔

چند مزید روایات پیش خدمت ہیں۔

مسند احمد میں حکیم بن سعد سے یہ روایت نقل ہوئی ہے: قال ابن جریر:

حدثنا ابن حميد حدثنا عبد الله بن عبد القدوس، عن الأعمش عن حكيم بن سعد قال: ذكرنا علي بن أبي طالب رضي الله عنه عند أم سلمة رضي الله عنها، فقالت: في بيتي نزلت: {إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً} قالت أم سلمة: جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى بيتي، فقال: "لا تأذني لأحد" فجاءت فاطمة رضي الله عنها، فلم أستطع أن أحجبها عن أبيها، ثم جاء الحسن رضي الله عنه، فلم أستطع أن أمنعه أن يدخل على جده وأمه، ثم جاء الحسين، فلم أستطع أن أحجبه عن جده صلى الله عليه وسلم وأمه رضي الله عنها، ثم جاء علي رضي الله عنه، فلم أستطع أن أحجبه، فاجتمعوا، فجللهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بكساء كان عليه، ثم قال: "هؤلاء أهل بيتي، فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيراً" فنزلت هذه الآية حين اجتمعوا على البساط. قالت: فقلت: يارسول الله وأنا؟ قالت: فوالله ما أنعم، وقال: "إنك إلى خير".

ترجمہ: حکیم بن سعد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ام المومنین ام سلمہ (ع) کے سامنے علی ابن ابی طالب کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا آیت تطہیر تو میرے گھر میں اتری

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

ہے۔آپ میرے ہاں آئے اور فرمایا کسی اور کو آنے کی اجازت نہ دینا۔
تھوڑی دیر میں حضرت فاطمہ آئیں۔اب بھلا میں بیٹی کو باپ سے کیسے روکتی؟
پھر حضرت حسن آئے تو نواسے کو نانا سے کون روکے؟ پھر حضرت حسین آئے
میں نے انہیں بھی نہ روکا۔پھر حضرت علی آئے میں انہیں بھی نہ روک سکی۔جب
یہ سب جمع ہو گئے تو جو چادر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھے ہوئے تھے اسی میں ان
سب کو لے لیا اور کہا الٰہی یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی دور کر دے اور
انہیں خوب پاک کر دے۔پس یہ آیت اس وقت اتری جبکہ یہ چادر میں جمع ہو
چکے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی؟ لیکن اللہ جانتا ہے
آپ اس پر خوش نہ ہوئے اور فرمایا تو خیر کی طرف ہے۔
ابن کثیر الدمشقی نے ابن جریر کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: قال ابن
جریر: حدثنا أبو كريب، حدثنا الحسن بن عطية، حدثنا
فضيل بن مرزوق عن عطية عن أبي سعيد عن أم سلمة رضي
الله عنها قالت: إن هذه الآية نزلت في بيتي: {إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ
لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً}
قالت: وأنا جالسة على باب البيت، فقلت: يارسول الله
ألست من أهل البيت؟ فقال صلى الله عليه وسلم: "إنك إلى
خير، أنت من أزواج النبي صلى الله عليه وسلم" قالت: وفي
البيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلي وفاطمة والحسن
والحسين رضي الله عنهم.
ترجمہ: ابوسعید خدری نے جناب ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت تطہیر ان
کے گھر میں نازل ہوئی ہے اور میں دروازہ پر بیٹھی تھی، جب میں نے پوچھا کہ
کیا میں اہلبیت (علیھم السلام) میں نہیں ہوں تو فرمایا کہ تمہارا انجام بخیر
ہے اور تم ازواج رسول میں ہو، اس وقت گھر میں رسول اکرم، علی (علیہا السلام)

jabir.abbas@yahoo.com

، فاطمہ (علیھا السلام)، اور حسن (علیہ السلام) اور حسین (علیہ السلام) تھے
ابن کثیر الدمشقی نے ابوسعید خدری سے مختلف طریقوں سے یہ روایت نقل کی
ہے: قال ابن جرير : حدثنا ابن المثنى، حدثنا بكر بن يحيى بن
زبان العنزي، حدثنا مندل عن الأعمش عن عطية عن أبي
سعيد رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم "نزلت هذه الآية في خمسة : فيّ وفي علي وحسن وحسين
وفاطمة: {إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً}
ترجمہ: حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ یہ آیت (انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل
البيت ويطهركم تطهيرا) ان پانچ ہستیوں کی شان میں نازل ہوئی ہے
۔۔۔میں، علی، فاطمہ، حسن اور حسین۔
علامہ عبدالرحمن بن محمد الشافعی "كتاب الاربعين في مناقب امهات
المومنين" کی صفحہ 105 پر یہ روایت نقل کرتے ہیں (سرورق، صفحه
105):۔أخبرنا الشيخ الإمام الزاهد صدر الدين شيخ
الشيوخ أبو القاسم عبد الرحيم بن إسماعيل بن أبي سعد
الصوفي والشيخ الإمام أبو أحمد عبد الوهاب بن علي بن علي
بن الأمين قالا أنا أبو القاسم هبة (الله) بن الحصين أنا أبو
طالب محمد بن محمد غيلان أنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن
إبراهيم (48ب) الشافعي نا إسحاق بن ميمون الحربي نا أبو
غسان نا فضيل عن عط عن أبي سعيد الخدري عن أم سلمه
رضي الله عنها قالت نزلت هذه الاية في بيتي إنما يريد الله
ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا قلت

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

يارسول الله ألست من أهل البيت قال إنك إلى خير إنك من أزواج رسول الله صلى الله عليه وسلم قالتو أهل البيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى وفاطمة والحسن والحسين رضى الله عنهم أجمعين

ہذا حدیث صحیح

ترجمہ: ام سلمہ سلام اللہ علیھا فرماتی ہیں کہ آیتِ تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی۔ میں نے رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں اہلبیت سے ہوں؟ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم خیر پر ہو اور تم ازواج میں سے ہو۔ اس پر ام سلمہ ؓ نے مزید دریافت کیا کہ پھر اہلبیت کون ہیں؟ اس پر رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ علی، فاطمہ، حسن اور حسین۔ (علیھما السلام)

علامہ عبدالرحمن اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے اور آیت تطہیر فقط ان پانچ ہستیوں کے لیے نازل ہوئی ہے۔

عطیہ کے علاوہ ابی الجحاف نے ابوسعید خدری سے یہ روایت نقل کی ہے

تاریخ دمشق): أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْمَغْرِبِيُّ، أَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَرْوَانَ، نَا أَبُو يُوسُفَ الْقُلُوسِيُّ، نَا سَلْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، نَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: نَزَلَتْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ فِي خَمْسَةٍ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلِيٍّ، وَفَاطِمَةَ، وَالْحَسَنِ، وَالْحُسَيْنِ.

ترجمہ:

۔۔۔ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ آیت تطہیر جن پانچ ہستیوں کے لیے نازل ہوئی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے وہ ہیں رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی، فاطمہ، حسن اور حسین۔
عطیہ اور ابی الجحاف کے علاوہ کلبی نے بھی ابو سعید خدری، قتادہ اور سے روایت کی ہے کہ آیت تطہیر فقط اور فقط پنجتن پاک کے لیے مخصوص ہے۔
امام شوکانی فرماتے ہیں: وقال الشوكانی فی تفسيره "فتح القدير ج 4 ص 270 ط القاهرة) ما لفظه: وقال أبو سعيد الخدری ومجاهد وقتادة وروی عن الكلبی أن أهل البيت المذكورين فی الآية هم علی وفاطمة والحسن والحسين خاصة۔
اور امام حاکم نے مستدرک میں عطاء بن یسار سے یہ روایت نقل کی ہے
حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، ثنا شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: فِي بَيْتِي نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ سورة الأحزاب آية 33، قَالَتْ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فَقَالَ: "اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي"، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟ قَالَ: "إِنَّكِ أَهْلِي خَيْرٌ وَهَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي اللَّهُمَّ أَهْلِي أَحَقُّ"، هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔
ترجمہ: عطاء بن یسار راوی ہیں کہ جناب ام سلمہ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ آیت انّما یرید اللہ میرے گھر میں نازل ہوئی ہے جب رسول اکرم نے علی (علیہ السلام) فاطمہ (علیھا السلام) اور حسن (علیہ السلام) وحسین (علیہ السلام) کو طلب کر کے فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیت (علیھم السلام)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

ہیں جس کے بعد ام سلمہ (ع) نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں اہلبیت (علیھما السلام) میں نہیں ہوں؟ تو آپ نے فرمایا تم أَهلِي خَيْر ہو اور یہ اہلبیت (علیھم السلام) ہیں خدایا میرے اہل زیادہ حقدار ہیں۔
امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ روایت امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔
اور امام طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے
:حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الصَّبَّاحِ، ثنا أَبُو غَسَّانَ، ثنا جَعْفَرٌ الأَحْمَرُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ جَاءَتْ بِطُعَيْمٍ لَهَا إِلَى أَبِيهَا وَهُوَ عَلَى مَنَامَةٍ لَهُ، فَقَالَ: " اذْهَبِي، فَادْعِي ابْنِي وَابْنَ عَمِّكِ "، قَالَتْ: فَجَلَّلَهُمْ، أَوْ قَالَتْ: فَحَوَّلْتُ عَلَيْهِمُ الْكِسَاءَ، ثُمَّ قَالَ: " اللَّهُمَّ هَؤُلاءِ أَهْلُ بَيْتِي، وَحَامَتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا "، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: " أَنْتِ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِلَى أَوْ عَلَى خَيْرٍ ".
ترجمہ:۔۔۔ابن سلمہ فرماتی ہیں کہ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر پنجتن پر ڈال کر فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت اور حامی ہیں اور ان پر سے رجس دور کر کے ایسا پاک کر دے جیسا کہ حق ہے۔ام سلمہؓ نے کہا :"یا رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں بھی انکے ساتھ ہوں؟ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دیا :"تم نبی صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہو اور تم خیر پر ہو۔
یہ روایت حسن ہے۔
اور امام طحاوی نے اپنی کتاب مشکل الآثار للطحاوی میں ایک اور طریقے سے یہ روایت نقل کی ہے
سنن ترمذی میں یہ روایت موجود ہے 4245:- حدثنا محمود بن غيلان، حدثنا أبو أحمد الزبيري، حدثنا سفيان، عن زبيد،

عن شهر بن حوشب، عن أم سلمة، أن النبي صلى الله عليه وسلم جلل على الحسن والحسين وعلي وفاطمة كساء ثم قال " اللهم هؤلاء أهل بيتي وخاصتي أذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا " . فقالت أم سلمة وأنا معهم يا رسول الله قال " إنك إلى خير " . قال هذا حديث حسن صحيح وهو أحسن شيء روي في هذا الباب . وفي الباب عن عمر بن أبي سلمة وأنس بن مالك وأبي الحمراء ومعقل بن يسار وعائشة .

ناصر الدین البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے (سنن ترمذی، جلد 3، باب جناب فاطمہ علیھا السلام) کی فضیلت کا باب)

اور مسند ابویعلی 6 ص 264 / 6915 اور مجمع الزوائد 9 ص 262 / 14971 میں یہ روایت موجود ہے: شہر بن حوشب ام سلمہؓ سے راوی ہیں کہ فاطمہ (علیھا السلام) بنت رسول پیغمبر اکرم کے پاس حسن (علیہ السلام) و حسین (علیہ السلام) کو لے کر آئیں تو آپ کے ہاتھ میں حسن (علیہ السلام) کے واسطے ایک برمہ (پتھر کی ہانڈی) تھا جسے سامنے لا کر رکھدیا تو حضور نے دریافت کیا کہ ابوالحسن (علیہ السلام) کہاں ہیں، فاطمہ (علیھا السلام) نے عرض کی کہ گھر میں ہیں! تو آپ نے انھیں بھی طلب کر لیا اور پانچوں حضرات بیٹھ کر کھانے لگے۔ جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ حضور نے آج مجھے شریک نہیں کیا جبکہ ہمیشہ شریک طعام فرمایا کرتے تھے، اس کے بعد جب کھانے سے فارغ ہوئے تو حضور نے سب کو ایک کپڑے میں جمع کر لیا اور دعا کی کہ خدایا ان کے دشمن سے دشمنی کرنا اور ان کے دوست سے دوستی فرمانا۔

امام حاکم نے یہ صحابی واثلہ بن الاسقع سے یہ صحیح روایت نقل کی ہے ۔

(حدیث مرفوع) حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَنْبَأَ الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزِيدٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ

jabir.abbas@yahoo.com

الأَوْزَاعِيَّ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي وَاثِلَةُ بْنُ الأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جِئْتُ أُرِيدُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمْ أَجِدْهُ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: انْطَلَقَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُ فَاجْلِسْ، فَجَاءَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهُمَا، قَالَ: فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا، فَأَجْلَسَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى فَخِذِهِ وَأَدْنَى فَاطِمَةَ مِنْ حِجْرِهِ وَزَوْجَهَا، ثُمَّ لَفَّ عَلَيْهِمْ ثَوْبَهُ وَأَنَا شَاهِدٌ، فَقَالَ: "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا سورة الأحزاب آية 33 اللَّهُمَّ هَؤُلاءِ أَهْلُ بَيْتِي"، هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.

ترجمہ: ابوعمار نے واثلہ بن الاسقع سے نقل کیا ہے کہ میں علی (علیہ السلام) کے پاس آیا اور انھیں نہ پاسکا تو فاطمہ (علیھا السلام) نے فرمایا کہ وہ رسول اکرم کے پاس انھیں مدعو کرنے گئے ہیں۔ اتنے میں دیکھا کہ حضور کے ساتھ آرہے ہیں، دونوں حضرات گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی ساتھ میں داخل ہو گیا، آپ نے حسن (علیہ السلام) وحسین (علیہ السلام) کو طلب کر کے اپنے زانو پر بٹھایا اور فاطمہ (علیھا السلام) اور ان کے شوہر کو اپنے سامنے بٹھایا اور سب پر ایک چادر ڈال دی اور آیت تطہیر کی تلاوت کر کے فرمایا کہ یہی میرے اہلبیت (علیھما السلام) ہیں، خدایا میرے اہلبیت (علیھما السلام) زیادہ حقدار ہیں۔

امام حاکم فرماتے ہیں یہ روایت امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

امام حاکم نے سعد بن ابی وقاص کی روایت صحیح طریقے سے نقل کی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَزَّازُ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ، وَأَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْقَطِيعِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، ثنا بُكَيْرُ بْنُ مِسْمَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ، يَقُولُ: قَالَ مُعَاوِيَةُ لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَسُبَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ؟ قَالَ: فَقَالَ: لَا أَسُبُّ مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، قَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: مَا هُنَّ يَا أَبَا إِسْحَاقَ؟ قَالَ: لَا أَسُبُّهُ مَا ذَكَرْتُ حِينَ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَأَخَذَ عَلِيًّا وَابْنَيْهِ وَفَاطِمَةَ فَأَدْخَلَهُمْ تَحْتَ ثَوْبِهِ، ثُمَّ قَالَ: "رَبِّ إِنَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي"... هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ

ترجمہ: (عامر بن سعد نے سعد سے نقل کیا ہے کہ جب معاویہ نے سعد بن ابی وقاص پر زور دیا کہ وہ علی کو برا بھلا کہیں تو انہوں نے علی کے فضائل گنواتے ہوئے ایک فضیلت یہ بیان کی کہ)۔۔۔رسول اکرم پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے علی (علیہ السلام)، فاطمہ (علیھا السلام) اور ان کے فرزندوں کو چادر میں لے کر فرمایا کہ خدایا یہی میرے اہل اور اہلبیت (علیھما السلام) ہیں۔

امام حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث شیخین (امام بخاری اور امام مسلم) کی شرط پر صحیح ہے۔

ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: وقد قال ابن أبي حاتم: حدثنا أبي، حدثنا أبو الوليد، حدثنا أبو عوانة عن حصين بن عبد الرحمن عن أبي جميلة قال: إن الحسن بن علي رضى الله عنهما استخلف حين قتل على رضى الله عنهما،

قال :فبينما هو يصلي، إذ وثب عليه رجل، فطعنه بخنجره، وزعم حصين أنه بلغه أن الذي طعنه رجل من بني أسد، وحسن رضي الله عنه ساجد. قال :فيزعمون أن الطعنة وقعت في وركه، فمرض منها أشهراً، ثم برأ، فقعد على المنبر فقال :يا أهل العراق اتقوا الله فينا، فإنا أمراؤكم وضيفانكم، ونحن أهل البيت الذي قال الله تعالى :{إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذۡهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجۡسَ أَهۡلَ ٱلۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرٗا} قال :فما زال يقولها حتى ما بقي أحد من أهل المسجد إلا وهو يحن بكاءً.

ترجمہ: ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا۔ آپ ایک مرتبہ نماز پڑھا رہے تھے کہ بنو اسد کا ایک شخص کود کر آیا اور سجدے کی حالت میں آپ کے جسم میں خنجر گھونپ دیا جو آپ کے نرم گوشت میں لگا جس سے آپ کئی مہینے بیمار رہے جب اچھے ہو گئے تو مسجد میں آئے منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا جس میں فرمایا اے عراقیو! ہمارے بارے میں اللہ کا خوف کیا کرو ہم تمہارے حاکم ہیں، تمہارے مہمان ہیں، ہم اہل بیت ہیں جن کے بارے میں آیت (انما یرید اللہ) الخ۔ اتری ہے۔ اس پر آپ نے خوب زور دیا اور اس مضمون کو بار بار ادا کیا جس سے مسجد والے رونے لگے۔

امام الھیثمی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: (رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات)۔ حوالہ: مجمع الزوائد 9/172

اور تاریخ دمشق میں یہ روایت کئی طریقوں سے نقل ہوئی ہے: خبرنا أبو بکر محمد بن عبد الباقی أنا أبو محمد الجوھری أنا محمد بن العباس أنا أحمد بن معروف نا محمد بن سعد أنا ھشام أبو الولید أنا أبو

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

عوانة عن حصين عن أبي جميلة ميسرة بن يعقوب أن الحسن بن علي لما استخلف حين قتل علي فبينما هو يصلي إذ وثب عليه رجل فطعنه بخنجر وزعم حصين انه بلغه أن الذى طعنه رجل من بنى أسد وحسن ساجد
قال حصين وعمى ادرك ذاك قال فيزعمون أن الطعنة وقعت فى وركه فمرض منها اشهرا ثم برأ فقعد على المنبر فقال يا أهل العراق اتقوا الله فينا فأنا أمراؤكم وضيفانكم الذين قال الله عز وجل (﴿إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا﴾ (ص269) قال فما زال يقول ذلك حتى ما أرى أحدا من أهل المسجد إلا وهو يحن بكاء
أخبرتنا أم البهاء فاطمة بنت محمد قالت أنا أحمد بن محمود بن أحمد بن محمود أنا أبو بكر بن المقرء أنا أبو الطيب محمد بن جعفر الزراد المنبجى نا عبيد الله بن سعد الزهرى نا سعيد بن سليمان نا عباد هو ابن العوام نا حصين عن ميسرة بن أبي جميلة عن الحسن بن على انه بينما هو ساجد إذ وجأه إنسان فى وركه فمرض منها شهرين فلما برأ خطب الناس بعدما قتل على فقال أيها الناس إنما نحن أمراؤكم ضيفانكم ونحن أهل البيت الذى قال الله عز وجل (﴿إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا﴾ فكررها حتى ما بقى أحد فى المسجد إلا وهو يحد بكاء
كذا قال والصواب ميسرة أبو جميلة ويحن بكاء كما تقدم
كتب الى أبو عبد الله محمد بن أحمد بن إبراهيم ثم أخبرنا أبو القاسم فضائل بن الحسن بن فتح الكتانى أنا سهل بن بشر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الاسفراينى قالا أنا أبو الحسن محمد بن الحسين بن الطفال أنا أبو طاهر محمد بن أحمد نا الحسين بن عمر بن إبراهيم نا عقبة بن مكرم الضبى نا عبد الله بن خراش عن عوام بن حبيب بن حوشب عن هلال بن يساف قال سمعت الحسن بن علی وهو يخطب الناس بالكوفة فحمد الله واثنى عليه وصلى على محمد ثم قال يا أهل الكوفة اتقوا الله فينا فأنا أمراؤكم ونحن ضيفانكم ونحن أهل البيت الذين قال الله عز وجل ({إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا}

قال هلال فما سمعت يوما قط كان اكثر باكيا ومسترجعا من يومئذ (ص 270) أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقی أنا الحسن بن علی أنا محمد بن العباس الخزاز أنا أحمد بن معروف نا الحسين بن محمد أنا محمد بن سعد نا يزيد بن هارون أنا العوام بن حوشب عن هلال بن يساف قال سمعت الحسن بن علی وهو يخطب وهو يقول يا أهل الكوفة اتقوا الله فينا فإنا أمراؤكم وأنا اضيافكم ونحن أهل البيت الذين قال الله تعالى ({إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا} قال فما رأيت يوما قط اكثر باكيا من يومئذ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ وہ علی (علیہ السلام) کے گھر کے دروازے پر جا کر کئی مہینے تک آیت تطہیر کی تلاوت کرتے رہے:

(حدثنا أبو بكر محمد بن عبد الله الحفيد، حدثنا الحسين بن الفضل البجلي، حدثنا عفان بن مسلم، حدثنا حماد بن سلمة،

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

أخبرني حميد وعلي بن زيد عن أنس بن مالك (رضي الله عنه) أن رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) كان يمر بباب فاطمة (رضي الله عنها) ستة أشهر إذا خرج لصلاة الفجر يقول: الصلاة يا أهل البيت: (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً))). ثم قال الحاكم: (هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه)

ترجمہ: انس بن مالک کا بیان ہے کہ رسول اکرم 6 ماہ تک فاطمہ (علیھا السلام) کے دروازہ سے نماز صبح کے وقت گذرتے تھے، الصلوۃ یا اھل البیت اور اس کے بعد آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے (سنن ترمذی 5ص 352/ 3206، مسند احمد بن حنبل 4ص 516/ 13730، فضائل الصحابہ ابن حنبل 2/ 761/ 1340، مستدرك 3/ 172/ 4748)

امام حاکم نے اس روایت کو امام مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔

امام طبری نے اوب الحمراء سے روایت کیا ہے کہ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر پر نماز فجر کے وقت آیت تطہیر پڑھتے تھے، اور یہ عمل سات مہینے تک جاری رہا: حدثنا ابن وكيع، قال: ثنا أبو نعيم، قال: ثنا يونس بن أبي إسحاق، قال: أخبرني أبو داود، عن أبي الحمراء، قال: رابطت المدينة سبعة أشهر على عهد النبي صلى الله عليه وسلم، قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم إذا طلع الفجر، جاء إلى باب علي وفاطمة فقال: "الصلاة الصلاة" {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا}

حدثني عبد الأعلى بن واصل، قال: ثنا الفضل بن دكين،

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

قال :ثنا یونس بن أبی إسحاق، بإسناده عن النبی صلی اللہ علیه وسلم، مثله

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول نو ماہ تک رہا کہ علی (علیہ السلام) کے گھر کے دروازے پر آپ نے آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی۔ تفسیر الدرِ منثور میں علامہ جلال الدین سیوطی نقل کرتے ہیں:۔

وأخرج ابن مردویه عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال " شهدنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم تسعة أشهر، یأتی کل یوم باب علی بن أبی طالب رضی اللہ عنه عند وقت کل صلاة فیقول :السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته أهل البیت {إنما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس أهل البیت ویطهرکم تطهیراً} الصلاة رحمکم اللہ، کل یوم خمس مرات".

چنانچہ یہ بات تو مسلّم ہے کہ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی (علیہ السلام) کے باب پر آ کر سلام کرتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ یہ واقعہ کتنی مرتبہ پیش آیا ہے ۔؟ اس سلسلہ میں تین طرح کی روایات ہیں۔

قسم اول! وہ روایات جن میں روزانہ سرکار دو عالم کا یہ طرز عمل نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز صبح کے لئے مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تھے تو علی (علیہ السلام) وفاطمہ (علیھا السلام) کے دروازہ پر کھڑی ہو کر سلام کرکے، آیت تطہیر کی تلاوت فرما کر انھیں قیام نماز کی دعوت دیا کرتے تھے۔

قسم دوم! وہ روایات ہیں جن میں راوی نے متعدد بار اس عمل کے مشاہدہ کا ذکر کیا ہے۔ (درمنثور 6 ص 606، تفسیر طبری 22/6، تاریخ کبیر 8 ص 725 امالی طوسی 251، 447، شواہد التنزیل 2 ص 81/700۔

قسم سوم! وہ روایات ہیں جن میں روزانہ کے معمول کا ذکر نہیں ہے بلکہ معینہ ایام کا ذکر ہے اور یہ بات قسم اول سے مختلف ہے، معینہ ایام کے بارے میں بھی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

بعض روایات میں 40 دن کا ذکر ہے۔(درمنثور 6 ص 606، مناقب خوارزمی ص 60 / 28، مالی صدوق (ر) 1 ص 429)۔

بعض روایات میں ایک ماہ کا ذکر ہے۔(اسدالغابہ 5 ص 381 / 5390 مسند ابوداؤد طیالسی ص 274)۔

بعض روایات میں چھ ماہ کا ذکر ہے۔(تفسیر طبری 22 ص 6، درمنثور 6 ص 606 ینابیع المودۃ 2 ص 119، ذخائر العقبیٰ ص 24، العمدہ ص 45۔

بعض روایات میں آٹھ ماہ کا ذکر ہے۔(درمنثور 6 ص 606 کفایۃ الطالب ص 377)۔

بعض روایات میں 9 ماہ کا ذکر ہے۔(مناقب خوارزمی 60 / 29 مشکل الآثار 1 ص 337، العمدۃ 41 / 27، ذخائر العقبیٰ ص 25، کفایۃ الطالب ص 376۔

کھلی ہوئی بات ہے کہ پہلی اور دوسری قسم میں کسی طرح کا تضاد نہیں ہے اور انھیں دونوں قسموں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قسم سوم کی تمام روایات اگر اپنی اصلی حالت پر باقی ہیں اور ان میں کسی طرح کی تحریف نہیں ہوئی ہے تو ان کا مقصد بھی افراد کے مشاہدہ کا تذکرہ ہے۔اعداد کا محدود کردینا نہیں ہے جو بات عقل و منطق کے مطابق ہے کہ ہر شخص کا مشاہدہ الگ الگ ہوسکتا ہے۔

جس کا مقصد یہ ہے کہ رسول اکرم لفظ اہل البیت (ع) اور لفظ اہل کی وضاحت کے لئے ایک مدت تک روزانہ نماز صبح کے وقت در علی (علیہ السلام) و فاطمہ (علیھا السلام) پر آکر انھیں اہل البیت (علیھما السلام) کہہ کر سلام کیا کرتے تھے اور آیت تطہیر کی تلاوت کر کے نماز کی دعوت دیا کرتے تھے اور دنوں کا اختلاف صرف راویوں کے مشاہدہ کا فرق ہے، اس سے اصل عدد کے انحصار کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

نیز مخالفین کا یہ عذر انتہائی لنگڑا الولا ہے کہ علی و فاطمہ فجر کے وقت سوتے رہتے

jabir.abbas@yahoo.com

تھے (معاذ اللہ)، اس لیے اٹھانے کے لیے رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے دروازے پر آتے تھے۔ یہ جھوٹا بہانہ ہے کہ چھ ماہ تک مسلسل علی و فاطمہ فجر کے وقت سوتے رہے، جبکہ تمام ترازواج میں سے کوئی ایک بھی ان چھ ماہ کے دوران نہیں سوئی اس لیے انکے دروازے پر رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف نہیں لے گئے۔

مخالفین کی چھٹی دلیل: عطاء بن یسار کی ام سلمہ سے روایت

عطاء بن یسار کی یہ واحد پسندیدہ روایت جس سے مکتب خلافت والے ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں کہ ام سلمہ کو رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت طہارۃ میں شامل کیا تھا: أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ السُّلَمِيُّ، مِنْ أَصْلِ كِتَابِهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ مُكْرَمٍ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: فِي بَيْتِي أُنْزِلَتْ: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ سورة الأحزاب آية 33، قَالَتْ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَى فَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، فَقَالَ: هَؤُلَاءِ أَهْلِي، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَمَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟، قَالَ: بَلَى إِنْ شَاءَ اللَّهُ

ترجمہ:۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:۔" آیت تطہیر (انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت) میرے گھر میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ، علی، حسن اور حسین کو بلایا اور فرمایا" یہ میرے اہل ہیں۔" میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا میں بھی اہلبیت سے ہوں۔ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں انشاء اللہ۔

jabir.abbas@yahoo.com

جواب:
اس روایت میں یقینی طور پر راوی کو غلطی ہوئی ہے کیونکہ :اسی عطاء بن یسار سے دوسری صحیح روایت ہے جو کہ اس روایت کی تکذیب کر رہی ہے۔
▯بے تحاشہ صحابہ و تابعین نے ام سلمہ (علیہ السلام) سے جو روایات نقل کی ہیں، وہ اس روایت کی تکذیب کر رہی ہیں۔
عطاء بن یسار کی دوسری روایت اس روایت کی تکذیب کر رہی ہے
حیرت کی بات ہے کہ یہ حضرات عطاء بن یسار کی اس روایت سے چمٹے ہوتے ہیں مگر اسی عطاء بن یسار کی دوسری روایت، جو بالکل "صحیح" روایت ہے، اُسے شیر مادر سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، ثنا شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: فِي بَيْتِي نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ سورة الأحزاب آية 33، قَالَتْ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فَقَالَ: "اللَّهُمَّ هَؤُلاءِ أَهْلُ بَيْتِي"، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟ قَالَ: "إِنَّكِ أَهْلِي خَيْرٌ وَهَؤُلاءِ أَهْلُ بَيْتِي اللَّهُمَّ أَهْلِي أَحَقُّ"، هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.
ترجمہ:۔عطاء بن یسار راوی ہیں کہ جناب ام سلمہ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ آیت انّما یرید اللہ میرے گھر میں نازل ہوئی ہے جب رسول اکرم نے علی ((علیہ السلام)) فاطمہ (ع) اور حسن ((علیہ السلام)) وحسین ((علیہ السلام)) کو طلب کر کے فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہلبیت (ع) ہیں جس

jabir.abbas@yahoo.com

کے بعد ام سلمہ ((علیہ السلام)) نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں اہلبیت (علھما السلام) میں نہیں ہوں؟ تو آپ نے فرمایا تم اَھلِی خَیر ہو اور یہ اہلبیت (علیھما السلام) ہیں خدایا میرے اہل زیادہ حقدار ہیں۔ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

عطاء بن یسار کی اس روایت کے روای تمام کے تمام وہ ہیں جو پچھلی روایت کے ہیں، سوائے العباس بن محمد دوری کے، مگر اس کو تمام ائمہ اہل سنت نے ثقہ اور حافظ کہا ہے (دیکھئے ابن الحجر العسقلانی کی التقریب) اور اسکی روایات صحیح بخاری اور مسلم میں موجود ہیں۔

اس روایت کے الفاظ بالکل واضح ہیں جس میں جب ام سلمہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ رہی ہیں کہ کیا میں بھی ان اہلبیت میں شامل ہوں تو اس پر رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ تم خیر پر ہو جبکہ یہ وہ خاص اہلبیت ہیں جو زیادہ حقدار ہیں۔

اور جناب ام سلمہ سے بے تحاشہ روایات مروی ہیں جو کہ ہم او پر پیش کر چکے ہیں (اور مزید بے تحاشہ روایات اس چنانچہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ عطاء بن یسیار نے ام سلمہ سے جو روایت کی ہے (جو مکتب خلافت والے پیش کرتے ہیں) اس میں راوی سے غلطی ہوئی ہے کیونکہ اسی عطاء بن یسار کی ام سلمہ سے دوسری صحیح روایت اسکا رد کر رہی ہے۔

عطا ابن ابی رباح کی ام سلمہ (علیہ السلام) والی روایت اسکا رد کر رہی ہے۔

ابی لیلی الکندی کی ام سلمہ والی روایت اسکا رد کر رہی ہے۔

شہر بن حوشب کی ام سلمہ والی روایت اسکا رد کر رہی ہے۔

حکیم بن سعد کی ام سلمہؓ سے روایت اسکا رد کر رہی ہے۔

ام سلمہ (علیہ السلام) کے غلام عبداللہ ابن مغیرہ والی روایت اسکا رد کر رہی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

 عمرابن ابی سلمہ کی ام سلمہ والی روایت اسکا رد کررہی ہے۔
 عمرہ بنت افعلی کی ام سلمہؓ والی روایت اسکا رد کررہی ہے۔
 جابرؓ بن عبداللہ انصاری کی ام سلمہ والی روایت اسکا رد کررہی ہے۔

مخالفین کی ساتویں دلیل: عکرمہ کی ابن عباس والی روایت

مکتب خلافت کی آخری دلیل یہ روایت ہے:: روى ابن أبي حاتم قال حدثنا علي بن حرب الموصلي حدثنا زيد بن الحباب حدثنا حسين بن واقد عن يزيد النحوي عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت قال نزلت في نساء النبي صلى الله عليه وسلم خاصة

ترجمہ: عکرمہ کہتا ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ آیت تطہیر صرف اور صرف ازواج نبوی کے لیے خاص نازل ہوئی۔

جواب

اس روایت میں یہ قباحتیں ہیں۔ یہ عکرمہ ناصبی ہے اور کچھ تابعین کے نزدیک یہ کذاب ہے۔ یہ ابن عباس پر جھوٹ باندھا کرتا تھا۔

 ابن عباس سے ہی دیگر روایات منقول ہیں جنکے مطابق وہ پنجتن کو آیت تطہیر کا مصداق ٹھہراتے تھے اور یہ بات عکرمہ کا مکمل رد کررہی ہے۔

 عکرمہ کے مقابلہ میں صحابہ ام المومنین، صحابہ اور تابعین میں 17 افراد نے آیت تطہیر کا واقعہ نقل کیا ہے اور اسے علی اور آل فاطمہ سے منسوب کیا ہے۔ کیا یہ منافقت نہیں کہ مکتبِ خلافت والے اپنے ہی اصولوں کو پامال کرتے ہوئے اس مسئلہ میں عکرمہ کو فوقیت دیں جبکہ عکرمہ ان 17 افراد کی گواہی کو مکمل طور پر جھٹلا رہا ہے؟

jabir.abbas@yahoo.com

 عکرمہ کی روایت میں کوئی ذرا سی بھی تفصیل موجود نہیں ہے کہ یہ آیت کس مقام پر، کس کے گھر نازل ہوئی؟ کیا ابن عباسؓ اُس وقت موقع پر موجود تھے یا نہیں؟ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول تھا کہ یہ صرف ازواج کے لیے ہے یا پھر ابن عباس کی اپنی ذاتی رائے؟ اور سب سے بڑھ کر مکتب خلافت والوں کا تیر اُنہیں کے خلاف کہ ابن عباسؓ کی عمر اس وقت کیا تھی؟

(یاد رہے مکتب خلافت والے واقعہ قرطاس میں ابن عباسؓ والی روایت پر تنقید کرتے ہیں کہ اس وقت وہ کم عمر تھے، مگر تطہیر کا یہ واقعہ، جو واقعہ قرطاس سے پہلے کا ہے، اس میں انہیں ابن عباس کی عمر نظر نہیں آتی)۔

عکرمہ کی روایت کے مقابلے میں ام سلمہ سے جو روایات بیان ہوئی ہیں، ان میں پورے واقعے کی مکمل تفصیل موجود ہے۔ ام سلمہؓ اس واقعے کی براہ راست سب سے بڑی عینی گواہ ہیں۔ انہوں نے ایک فیصد بھی کوئی بات اپنی ذاتی رائے سے نہیں کی بلکہ وہی کچھ بیان کیا ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعے کے دوران کیا تھا۔

ازواج نبی میں سے کسی ایک نے بھی کبھی یہ دعوی نہیں کیا یہ آیت خاص ازواج کے لیے نازل ہوئی ہے۔ ام سلمہ، عائشہ اور صفیہ۔۔۔ ان تینوں ازواج نبی سے آیت تطہیر مروی ہے اور ان تینوں نے اسکا مصداق پنجتن کو ٹھہرایا ہے۔

مکتب خلافت کا تضاد: عطاء بن یسار اور عکرمہ کی متضاد روایات کو بطور دلیل پیش کرنا

مکتب خلافت والوں کے پاس گن کر فقط 2 روایات اپنے مؤقف پر موجود ہیں۔ پہلی روایت عطاء ابن یسار کی، اور دوسری عکرمہ کی۔

مگر مکتبِ خلافت ان دونوں روایات کو بیک وقت پیش کر کے منافقت کا مظاہرہ کرر ہے ہیں کیونکہ عطاء ابن یسار کی روایت اور عکرمہ کی روایت بذات خود ایک دوسرے کی تکذیب کر رہی ہے۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

عکرمہ دعوی کرتا تھا کہ آیت تطہیر فقط ازواج کے لیے نازل ہوئی ہے، جبکہ عطاء ابن یسار کی روایت گواہی دے رہی ہے کہ پنجتن کے لیے آیت تطہیر نازل ہوئی اور بعد میں رسول نے ام سلمہ کو بھی انکے ساتھ شامل کر دیا۔

چنانچہ یہ اب مکتب خلافت والوں کا اپنا تضاد ہے کہ وہ ان دو متضاد روایات کو بیک وقت پیش کرتے ہیں اور ان کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔

ابن عباس کی اپنی گواہی کہ علی، فاطمہ و حسنین (علیھما السلام) کے لیے آیت تطہیر نازل ہوئی۔

خارجی کذاب عکرمہ کے مقابلے میں عمرو بن میمون کی گواہی صحیح حدیث کی صورت میں موجود ہے کہ ابن عباس تو بذات خود آیت تطہیر کا مصادق پنجتن کو سمجھتے تھے۔

عمرو بن میمون کی گواہی

(أخبرنا أبو بكر أحمد بن جعفر بن حمدان القطيعي ببغداد من أصل كتابة، حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثني أبي، حدثنا يحيى بن حمّاد، حدثنا أبو عوانة، حدثنا أبو بلج، حدثنا عمرو بن ميمون قال :إني جالس عند ابن عباس إذ أتاه تسعة رهط فقالوا :يا ابن عباس إما أن تقوم معنا وإما أن تخلوا بنا من بين هؤلاء، قال :فقال ابن عباس :بل أنا أقوم معكم، قال :وهو يومئذ صحيح قبل أن يعمى، قال :فابتدؤا فتحدثوا فلا ندري ما قالوا، قال :فجاء ينفض ثوبه ويقول: أفٍ وتفٍّ! وقعوا في رجل له بضعة عشرة فضائل ليست لأحد غيره! وقعوا في رجل قال له النبي صل الله عليه وآله وسلم لأبعثن رجلاً لا يخزيه الله أبداً، يحب الله ورسوله ويحبّه الله ورسوله، فاستشرف لها من استشرف، فقال :أين علي؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فقالوا إنه فی الرحی یطحن، قال :وما کان أحدهم لیطحن، قال :فجاء وهو أرمد لا یکاد أن یبصر، قال فنفث فی عینیه ثم هزّ الرایة ثلاثاً فأعطاه إیاها .فقال ابن عباس :ثم بعث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فلاناً (2) بسورة التوبة فبعث علیاً خلفه فأخذها منه وقال :لا یذهب بها إلاّ رجل هو منی وأنا منه!.فقال ابن عباس :وقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم لبنی عمه :أیّکم یوالینی فی الدنیا والآخرة؟ قال وعلی جالسٌ معهم، فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وأقبل علی رجل منهم فقال :أیکم یوالینی فی الدنیا والآخرة؟ فأبوا فقال لعلی :أنت ولیی فی الدنیا والآخرة.قال ابن عباس :وکان علی أول من آمن من الناس بعد خدیجة رضی الله عنها، قال :وأخذ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ثوبه فوضعه علی علی وفاطمة وحسن وحسین وقال :إِنَّمَا یُرِیدُ اللهُ لِیُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیراً }...الخ).

قال الحاکم النیشابوری :(هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه).

وقال الذهبی فی التلخیص :(صحیح).

ترجمہ: عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ نو افراد کی جماعت وارد ہوگئی اور ان لوگوں نے کہا کہ یا آپ ہمارے ساتھ چلیں یا یہیں تنہائی کا انتظام کریں؟ ابن عباس نے کہا کہ میں ہی تم لوگوں کے ساتھ چل رہا ہوں۔ اس زمانہ میں ان کی بینائی ٹھیک تھی اور نابینا نہیں ہوئے تھے، چنانچہ ساتھ گئے اور ان لوگوں نے آپس میں گفتگو شروع کر دی، مجھے گفتگو کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تفصیل تو نہیں معلوم ہے، البتہ ابن عباس دامن جھاڑتے ہوئے اوراف اور تف کہتے ہوئے واپس آئے، افسوس یہ لوگ اس کے بارے میں برائیاں کررہے ہیں جس کے پاس دس ایسے فضائل ہیں جو کسی کو حاصل نہیں ہیں۔ یہ اس کے بارے میں کہہ رہے ہیں جس کے بارے میں رسول اکرم نے فرمایا تھا کہ عنقریب اس شخص کو بھیجوں گا جسے خدا کبھی رسوا نہیں ہونے دے گا اور وہ خدا اور رسول کا چاہنے والا ہوگا۔۔۔ یہاں تک کہ یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ حضور نے اپنی چادر علی (علیہ السلام) وفاطمہ (علیہا السلام) اور حسن (علیہ السلام) و حسین (علیہ السلام) پر ڈال دی اور آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی۔

امام حاکم نے اس روایت کو نقل کرکے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

امام الذہبی نے التلخیص میں امام حاکم کی موافقت کرتے ہوئے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

یہ روایت مزید خصائص نسائی 70 /23، تاریخ دمشق حالات امام علی (علیہ السلام) / 189 / 250 اور مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

ابن عباسؓ سے کچھ مزید روایات کہ آیت تطہیر پنجتن کے لیے نازل ہوئی۔

دوسری روایت (تفسیر در منثور از علامہ جلال الدین سیوطی): وأخرج ابن مردویه عن ابن عباس رضی الله عنهما قال " شهدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم تسعة أشهر. يأتي كل يوم باب علي بن أبي طالب رضي الله عنه عند وقت كل صلاة فيقول: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته أهل البيت {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيراً} الصلاة رحمكم الله. كل يوم خمس مرات ."

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ترجمہ: ابن عباس فرماتے ہیں کہ انھوں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نو ماہ تک علی (علیہ السلام) کے گھر جاتے دیکھا جہاں آپ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اهل بیت" اور اسکے بعد آپ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے (إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پنجگانہ نماز کے وقت یہ عمل کرتے تھے۔

تیسری روایت:

سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ: خدایا اگر تیرے کسی بھی نبی کے ورثہ اور اہلبیت (علیھم السلام) ہیں تو علی (علیہ السلام) و فاطمہ (علیھا السلام) اور حسن (علیہ السلام) و حسین (علیہ السلام) میرے اہلبیت (علیھم السلام) اور میرے سرمایہ ہیں لہذا ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں کمال طہارت کی منزل پر رکھنا۔

چوتھی روایت: سعید بن المسیب نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک دن رسول اکرم تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس علی (علیہ السلام) اور فاطمہ (علیھا السلام) اور حسن (علیہ السلام) و حسین (علیہ السلام) بھی تھے کہ آپ نے دعا فرمائی خدایا تجھے معلوم ہے کہ یہ سب میرے اہلبیت (علیھم السلام) ہیں اور مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں لہذا ان کے دوست سے محبت کرنا اور ان کے دشمن سے دشمنی رکھنا، جو ان سے موالات رکھے تو اس سے محبت کرنا جو ان سے دشمنی کرتے تو اس سے دشمنی کرنا، ان کے مددگاروں کی مدد کرنا اور انھیں ہر رجس سے پاک رکھنا، یہ گناہ سے محفوظ رہیں اور روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید کرتے رہا۔ اس کے بعد آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا اور فرمایا خدایا میں تجھے گواہ کر کے کہہ رہا ہوں کہ میں ان کے دوستوں کا دوست

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

اوران کے دشمنوں کا دشمن ہوں، ان سے صلح رکھنے والے کی مجھ سے صلح ہے اور ان سے جنگ کرنے والے سے میری جنگ ہے، میں ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں اوران کے دوستوں کا دوست ہوں۔(امالی صدوقؒ 393/ 18، بشارۃ المصطفیٰ ص 177)۔

پانچویں روایت: ابن عباس حضرت علی (علیہ السلام) وفاطمہ (علیھا السلام) کے عقد کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے دونوں کو سینہ سے لگا کر فرمایا کہ خدایا یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں... خدایا جس طرح تو نے مجھ سے رجس کو دور رکھا ہے اور مجھے پاکیزہ بنایا ہے، اسی طرح انھیں بھی طیب وطاہر رکھنا۔(معجم کبیر 24 ص 134/ 362-22/ 412/ 1022، المصنف عبدالرزاق 5/ 489/ 9782)۔

عکرمہ کذاب اورخارجی ہے

نیز عکرمہ ابن عباس پر جھوٹ باندھا کرتا تھا اور خارجی نظریات رکھتا تھا۔

•وعن القاسم بن محمّد بن أبي بكر الذي هو من فقهاء المدينة المنوّرة :إنّ عكرمة كذّاب

•وعن ابن سيرين : كذّاب.

•وعن مالك بن أنس : كذّاب.

•وعن يحيى بن معين : كذّاب.

•وعن ابن ذويب :كان غير ثقة.

•وحرّم مالك الرواية عن عكرمة.

•وقال محمّد بن سعد صاحب الطبقات :ليس يحتج بحديثه

•وعن سعيد بن المسيّب أنّه قال لمولاه :يا برد إيّاك أن تكذب عَلَيّ كما يكذب عكرمة على ابن عباس

نوٹ:

jabir.abbas@yahoo.com

ناصبی حضرات کی طرف سے ایک ضعیف روایت پیش کی جاتی ہے جس میں سعید ابن جبیر ابن عباس سے روایت کر رہے ہیں کہ آیت تطہیر ازواج کے لیے نازل ہوئی۔ أخبرنا ابو القاسم عبد الرحمن بن محمد السراج، قال :أخبرنا محمد بن یعقوب قال :أخبرنا الحسن بن علی بن عفان قال أخبرنا أبو یحیی الحمانی، عن صالح بن موسی القرشی، عن خصیف عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس قال :أنزلت هذه الآیة فی نساء النبی صل الله علیه وآله وسلم :
{إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ}

تبصرہ:

یہ انتہائی ضعیف روایت ہے۔

أبو یحیی الحمانی:

اسے العجلی، نسائی، ابن سعد و احمد وغیرہ سب نے ضعیف اور خطئی کہا ہے۔

صالح بن موسی الرشی:

اسکو بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے، الاصفهانی اور نسائی اور العسقلانی اور ذهبی نے متروک کہا ہے۔

خصیف بن عبد الرحمن الجزری:

احمد بن حنبل نے اسے ضعیف الحدیث کہا ہے۔

انہی سعید بن جبیر نے ابن عباس سے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ: سعید بن جبیر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ میں منزل ذی طویٰ میں معاویہ کے پاس موجود تھا جب سعد بن وقاص نے وارد ہو کر سلام کیا اور معاویہ نے قوم سے خطاب کر کے کہا کہ یہ سعد بن ابی وقاص ہیں جو علی (علیہ السلام) کے دوستوں میں ہیں اور قوم نے یہ سن کر سر جھکا لیا اور علی (علیہ السلام) کو بُرا بھلا

jabir.abbas@yahoo.com

کہنا شروع کر دیا، سعد رونے لگے تو معاویہ نے پوچھا کہ آخر رونے کا سبب کیا ہے؟ سعد نے کہا کہ میں کیونکر نہ روؤں، رسول اکرم کے ایک صحابی کو گالیاں دی جارہی ہیں اور میری مجبوری ہے کہ میں روک بھی نہیں سکتا ہوں! جبکہ علی (علیہ السلام) میں ایسے صفات تھے کہ اگر میرے پاس ایک بھی صفت ہوتی تو دنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھتا!۔ یہ کہہ کر اوصاف علی (علیہ السلام) کو شمار کرنا شروع کر دیا۔ . . اور کہا کہ پانچویں صفت یہ ہے کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو پیغمبر اکرم نے علی (علیہ السلام) حسن (علیہ السلام)، حسین (علیہ السلام) اور فاطمہ (علیھا السلام) کو بلا کر فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہل ہیں ان سے ہر رجس کو دور رکھنا اور انھیں حق طہارت کی منزل پر رکھنا (امالی طوسیؒ ص 598/1243)۔

انہی سعید بن جبیر نے ابن عباس سے ایک اور روایت بھی نقل کی ہے: سعید بن المسیب نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک دن رسول اکرم تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس علی (علیہ السلام) اور فاطمہ (علیھا السلام) اور حسن (علیہ السلام) وحسین (علیہ السلام) بھی تھے کہ آپ نے دعا فرمائی خدایا تجھے معلوم ہے کہ یہ سب میرے اہلبیت (علیھم السلام) ہیں اور مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں لہذا ان کے دوست سے محبت کرنا اور ان کے دشمن سے دشمنی رکھنا، جو ان سے موالات رکھے تو اس سے محبت کرنا جو ان سے دشمنی کرتے تو اس سے دشمنی کرنا، ان کے مددگاروں کی مدد کرنا اور انھیں ہر رجس سے پاک رکھنا، یہ گناہ سے محفوظ رہیں اور روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید کرتے رہا۔ اس کے بعد آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا اور فرمایا خدایا میں تجھے گواہ کر کے کہہ رہا ہوں کہ میں ان کے دوستوں کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں، ان سے صلح رکھنے والے کی مجھ سے صلح ہے اور ان سے جنگ کرنے والے سے میری جنگ ہے، میں ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور ان کے

Presented by: Rana Jabir Abbas

دوستوں کا دوست ہوں۔

(امالی صدوقؒ 393/18، بشارۃ المصطفیٰ ص 177)۔

مخالفین کی آٹھویں دلیل: واثلہ بن الاسقع کی روایت

مخالفین سنن بیہقی کی یہ روایت پیش کرتے ہیں: جئت أريد عليا رضى الله عنه فلم أجده، فقالت فاطمة رضى الله عنها : انطلق إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعوه فاجلس، قال : فجاء مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فدخلا ، فدخلت معهما ، قال: فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم حسنا وحسينا فأجلس كل واحد منهما على فخذه، وأدنى فاطمة من حجره وزوجها ، ثم لف عليهم ثوبه وأنا منتبذ، فقال :?إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا ?اللهم هؤلاء أهلي، اللهم أهلي أحق، قال واثلة: قلت : يارسول الله! وأنا من أهلك؟ قال : وأنت من أهلي، قال واثلة رضى الله عنه: إنها لمن أرجى ما أرجو

ترجمہ: واثلہ روایت کرتے ہیں: میں علی (علیہ السلام) (ابن ابی طالب) کو ڈھونڈتا ہوا آیا، مگر وہ نہیں ملے۔ چنانچہ فاطمہ (سلام اللہ علیھا) نے فرمایا: "وہ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے ہیں، آپ بیٹھیں جبتک کہ وہ واپس آئیں۔" پھر علی اور رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور (بیتِ علی) میں داخل ہوئے اور میں بھی ساتھ داخل ہوا۔ پھر رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اور حسین میں سے ایک کو اپنی ایک طرف بٹھایا اور دوسرے کو گود میں۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ اور انکے شوہر کے قریب آئے جبکہ میں اکیلا کھڑا رہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب پر چادر ڈالی اور آیت تطہیر کی تلاوت کر کے فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے

jabir.abbas@yahoo.com

اہلبیت ہیں اور میرے اہلبیت زیادہ حقدار ہیں۔" میں (واثلہ) نے کہا:
" یارسول اللہ! کیا میں بھی آپکے اہل میں ہوں؟" انہوں نے جواب دیا: "اور تم میرے اہل میں سے ہو" واثلہ کہتے ہیں: یہ ہر امید کرنے والے کی امید ہے
"۔

جواب:
بلا شک وشبہ آیت تطیر میں، واثلہ کا آیت تطہیر سے خارج ہونا یقینی ہے اور یہ اضافہ اس روایت کے راویوں کی طرف سے ہوا ہے تا کہ آیت تطہیر میں موجود مفہوم اہل بیت کو توسیع دیں جس کی بناء پر واثلہ اور دیگر اس میں شامل جائیں۔
یہ سب اصحاب اہل کساء علیہم السلام سے بعض اور عناد کی بناء پر ہے۔
واثلہ بن الاسقع سے دوسری صحیح روایات میں یہ آخری جملے کا اضافہ موجود نہیں ہے۔ مثلاً امام حاکم نے صحابی واثلہ بن الاسقع سے یہ صحیح روایت نقل کی ہے
واثلہ کے متعلق یہ اضافہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے اہل میں سے ہو۔۔۔ یہ بات ان تمام صحیح روایات کے بالکل خلاف ہے جس میں امہات المومنین ام سلمہ، جناب صفیہ اور جناب عائشہ چادر میں داخل ہونے کی خواہش کر رہی ہیں اور یہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا وہ بھی اہلبیت میں شامل ہیں، مگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں چادر میں داخل ہونے سے صاف منع کر دیتے ہیں، ان کا اہلبیت میں شامل ہونے سے انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی جگہ رہیں اور وہ خیر پر ہیں۔
واثلہ کا آیت تطہیر میں شامل نہ ہونا اتنا صاف ہے کہ بعض لوگوں نے بہانہ بنانا شروع کر دیا کہ شاید رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور مجاز کہا ہے کہ اگر اچھے اعمال کریں گے تو واثلہ بھی اہلبیت کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔
لیکن یہ مجاز کیسے ہو سکتے ہے جبکہ رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کساء پھیلا کر اس حصر اور دائرے کو قائم کر رہے ہیں اور کسی ام المومنین کو بھی یہ حصر

jabir.abbas@yahoo.com

توڑنے کی اجازت نہیں دے رہے۔ اور اگر یہ بات صحیح ہو جائے کہ واثلہ اہل کساء مین سے ہے تو رسول اکرم ص خود اہل کساء کے بیان کردہ حصر کو توڑ دیتے ہیں۔

چنانچہ لازم ہے کہ واثلہ والی روایت کے اس آخری جملے کو رد کیا جائے کیونکہ حدیث کہتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اہل کساء کو حصر اور محدود کیا ہے جبکہ یہ آخری جملہ اس حصر اور دائرے کو عبث بنا رہا ہے اور اس طرح تمام صحیح اور متواتر روایات کے خلاف شاذ ہے۔

نیز، مسند احمد بن حنبل میں واثلہ کی یہ روایت بیان کرتی ہے کہ واثلہ نے آیت تطہیر والی روایت اس وقت بیان کی جب کچھ صحابہ یا تابعین علی ابن ابی طالب کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ چنانچہ مخالفین بتلائیں کہ کیا یہ صحابی اور تابعین علی جیسے صحابی کو برا بھلا کہہ کر کافر ہو گئے تھے؟ (نوٹ: ان مخالفین کے نزدیک کسی صحابی کو برا بھلا کہنا کفر ہے)۔

مسند احمد بن حنبل کی مکمل روایت: حدثنا عبد الله حدثني أبي حدثنا محمد بن مصعب قال حدثنا الأوزاعي عن شداد أبي عمار قال :-دخلت على واثلة بن الأسقع وعنده قوم فذكروا عليا فلما قاموا قال لي ألا أخبرك بما رأيت من رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت بلى قال أتيت فاطمة رضي الله تعالى عنها أسألها عن علي قالت توجه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فجلست أنتظره حتى جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علي وحسن وحسين رضي الله تعالى عنهم آخذ كل واحد منهما بيده حتى دخل فأدنى عليا وفاطمة فأجلسهما بين يديه وأجلس حسنا وحسينا كل واحد منهما على فخذه ثم لف عليهم ثوبه أو قال كساء ثم تلا هذه الآية إنما يريد

jabir.abbas@yahoo.com

اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت ویطھر کم تطھیرا
وقال اللھم ھؤلاء أھل بیتی وأھل بیتی أحق

ترجمہ: ابوعمار ناقل ہیں کہ میں واثلہ بن الاسقع کے پاس وارد ہوا جبکہ ایک قوم وہاں موجود تھی، اچانک علی (علیہ السلام) کا ذکر آ گیا اور سب نے انھیں بُرا بھلا کہا تو میں نے بھی کہہ دیا، اس کے بعد جب تمام لوگ چلے گئے تو واثلہ نے پوچھا کہ تم نے کیوں گالیاں دیں۔ میں نے کہا کہ سب دے رہے تھے تو میں نے بھی دیدیں۔ واثلہ نے کہا کیا میں تمھیں بتاؤں کہ میں نے رسول اکرم کے یہاں کیا منظر دیکھا ہے؟ میں نے اشتیاق ظاہر کیا۔ . تو فرمایا کہ میں فاطمہ (علیھا السلام) کے گھر علی (علیہ السلام) کی تلاش میں گیا تو فرمایا کہ رسول اکرم کے پاس گئے ہیں، میں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ حضور مع علی (علیہ السلام) وحسن (علیہ السلام) وحسین (علیہ السلام) کے تشریف لائے اور آپ دونوں بچوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، اس کے بعد آپ نے علی (علیہ السلام) وفاطمہ (علیھا السلام) کو سامنے بٹھایا اور حسن (علیہ السلام) وحسین (علیہ السلام) کو زانو پر اور سب پر ایک چادر ڈال کر آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی اور دعا کی کہ خدایا یہ سب میرے اہلبیت (علیھم السلام) ہیں اور میرے اہلبیت زیادہ حقدار۔

زید بن ارقم والی روایت پر نظر

امام مسلم نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم صحابی سے یہ روایت نقل کی ہے: محمد بن بکار ابن ریان حسان ابرہیم سعید ابن مسروق، حضرت یزید بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہم ان کی خدمت میں گئے اور ہم نے کہا آپ نے بہت خیر دیکھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی ہے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے، اور آگے حدیث ابوحیان کی روایت کی طرح ہے سوائے اس کے کہ اس میں

jabir.abbas@yahoo.com

ہے آپ نے فرمایا آگاہ رہو! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے اور وہ اللہ کی رسی ہے، جو اس کی اتباع کرے گا، وہ ہدایت پر رہے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہی پر رہے گا اور اس میں یہ بھی ہے کہ ہم نے کہا اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت ہیں؟ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! ایک عورت ایک زمانے تک مرد کے ساتھ رہتی ہے پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے تو وہ عورت اپنے باپ اور اپنی قوم کی طرف لوٹ جاتی ہے، اہل بیت سے مراد آپ کی ذات تھی اور آپ کے وہ خصوصیات کے جن پر آپ کے بعد صدقہ وغیرہ لینا حرام کر دیا گیا ہے۔

اور زید بن ارقم سے دوسری روایت یہ ہے: زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان کے ایک مقام غدیر خم پر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر فرمانے لگے: اما بعد: اے لوگو بلاشبہ میں ایک بشر اور انسان ہوں قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا بھیجا ہوا آجائے تو میں اس کی دعوت پر لبیک کہوں (موت کی طرف اشارہ ہے) اور یقیناً میں تم میں دو اشیاء چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں سے پہلی اللہ عزوجل کی کتاب جس میں نور و ھدایت ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تھام لو اور اس پر مضبوطی اختیار کرو، تو انہوں نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی ابھارا اور اس میں رغبت دلائی۔ اور فرمایا:

میرے اہل بیت، میں تمھیں اہل بیت کے بارہ میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اہل بیت کے بارہ میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں تمھیں اہل بیت کے بارہ میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، حصین نے کہا کہ اے زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا ان ازواج مطہرات اہل بیت نہیں، تو انھوں نے کہا کہ ازواج اہلبیت میں ہوتی ہیں، مگر یہاں وہ اہلبیت مراد ہیں جن پر نبی صلی اللہ

jabir.abbas@yahoo.com

علیہ وسلم کے بعد صدقہ حرام ہے، انہوں نے کہا وہ کون ہیں؟ وہ کہنے لگے: وہ آل علی اور آل عقیل، اور آل جعفر، اور آل عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ مسند احمد حدیث نمبر (18464)۔

مکتب خلافت والے اس روایت کی بنیاد پر دعوی کرتے ہیں کہ آیتِ تطہیر میں علی ابن ابی طالب کے خاندان کے ساتھ ساتھ حضرت عقیل کا خاندان، آل جعفر اور آل عباس بھی شامل ہیں۔

جواب:

مکتبِ خلافت والوں سے پہلا سوال یہ ہے کہ آپ کے دعوے کے مطابق تو علی اور آل علی بھی آیت تطہیر میں شامل نہیں تھے اور فقط بعد میں رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی "دعا" کے نتیجے میں وہ آیت تطہیر میں شامل ہوئے۔ چنانچہ مکتب خلافت کو چیلنج ہے کہ وہ آل عقیل وجعفر وعباس کے متعلق رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول کوئی ایسی "دعا" دکھائیں؟

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ زید بن ارقم کی اس رائے کو مان لیا جائے تو آپ بھی یہ مان لیں کہ عثمان اور ابو العاص بن ربیع اور امامہ آیت تطہیر میں نہ شامل ہیں اور نہ انکے لیے کوئی دعا ہے۔

تیسری بات یہ کہ زید بن ارقم نے بہر حال اس روایت میں ایک "عالمگیر سچائی Universal Truth" کو بیان کیا ہے، اور وہ یہ کہ بیوی جبتک بیوی ہے، ٹھیک ہے، مگر جب اسے طلاق ہو جائے تو وہ اپنے باپ اور اپنے خاندان کی طرف لوٹ جاتی ہے، اور اس عرب محاورے والے اہلبیت سے بھی خارج ہو جاتی ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حفصہ بنت عمر کو طلاق دیدی تھی

أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلق حفصة بنت عمر ..

چوتھی بات یہ کہ آل عقیل وجعفر وعباس کے متعلق یہ زید بن ارقم کی ذاتی رائے

ہے، جبکہ آیت تطہیر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی گواہی تواتر کے ساتھ موجود ہے اور اس نص کے مقابلے میں زید بن ارقم کی ذاتی رائے قبول نہیں کی جا سکتی۔ اگر مخالفین یہاں نص کو ٹھکرا کر اسکے مقابلے میں کسی کی ذاتی رائے کو ترجیح دیتے ہیں تو یہ فقط انکے منافقانہ رویے ہیں۔

جناب عائشہ کا دعوی کہ وہ آل محمد ہیں اور ان پر زکوۃ و صدقہ حرام ہے

نیز آج مخالفین کوشش کرتے ہیں کہ یہ ثابت کریں کہ جناب عائشہ بھی آل محمد ہیں اور ان پر صدقہ حرام تھا۔ اس سلسلے میں وہ مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ روایت پیش کرتے ہیں: ابن أبي مليكة أن خالد بن سعيد بعث إلى عائشة ببقرة من الصدقة فردتها وقالت إنا آل محمد صلى الله عليه وسلم لا تحل لنا الصدقة

ترجمہ:

خالد ابن سعید نے ایک گائے بطور صدقہ جناب عائشہ کو بھجوائی تو جناب عائشہ نے یہ کہہ کر وہ واپس کر دی کہ ہم آل محمد ہیں اور ہم پر صدقہ حلال نہیں۔

مگر جناب عائشہ کا یہ دعوی اوپر زید بن ارقم کی رائے سے بالکل متضاد ہے جہاں وہ صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ صدقہ فقط آل علی، عقیل و جعفر و عباس پر حرام تھا۔

نیز، مسند احمد بن حنبل میں مولی (غلاموں) کے متعلق صحیح روایت ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولی (غلام) مھران بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلا شبہ ہم آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر صدقہ حلال نہیں اور قوم کے مولی انہیں میں سے ہوتے ہیں۔ مسند احمد حدیث نمبر (15152)۔

مگر صحیح بخاری کی روایت گواہ ہے کہ لوگ جناب عائشہ کی کنیز کو صدقہ دیتے تھے، اور یہ اُسوقت ہوتا تھا کہ جب رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات تھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی زندگی میں جناب عائشہ کی لونڈی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ لینے سے منع نہیں فرمایا جو اس بات کی گواہی ہے کہ جناب عائشہ آل محمد میں شامل نہیں۔ صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب نبی کی ازواج کے لونڈی غلاموں کو صدقہ دینا:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مری ہوئی بکری دیکھی جو ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی کسی لونڈی کو صدقہ میں دی گئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اس کی کھال سے کیوں نہیں فائدہ اٹھاتے؟" تو لوگوں نے عرض کی کہ وہ تو مری ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حرام تو صرف اس کا کھانا ہے۔"

رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اب جناب عائشہ کی اپنے متعلق جو بھی رائے ہو، بہر حال وہ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے بالاتر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس معاملے میں عائشہ بنت ابی بکر کے مقابلے میں زید بن ارقم کی رائے زیادہ درست نظر آتی ہے۔

علمائے اہلسنت کی فہرست، جو آیت تطہیر کو پنجتن پاک کے لیے خاص مانتے ہیں

1–أبو داود الطيالسي في المسند ج 8ص 274ط حيدر آباد

2-أحمد بن حنبل الشيباني إمام الحنابلة في المسند ج1 ص 331 القاهرة، الآية نزلت في حق الخمسة خاصة.

3-الطبري في جامع البيان ج 22ص 5ط مصر، بطرق عديدة، كلها دالة على اختصاص آية التطهير بالخمسة أصحاب الكساء، وذلك يقرب من خمسة عشر طريقاً.

4-ابن حجر الصواعق المحرقة ص 85و 467ط الميمنية بمصر، وص 141و 227ط المحمدية بمصر.

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

5-الجصاص فی أحکام القرآن ج 3ص 443ط القاهرة بأسانید عدیدة إلی أن قال :انهم المقصودون بأهل البیت فیها .

6-أحمد المؤید باللہ فی الأمالی ص 33ط صنعاء .

7-أبو القاسم حمزة بن یوسف السهمی الجرجانی فی تاریخ جرجان ص 46ط حیدر آباد .

8-البیهقی فی السنن الکبری ج 2ص 149ط حیدر آباد .

9-حافظ الأندلسی الشیخ أبو عمرو یوسف بن عبد اللہ فی الاستیعاب ج 2ص 460ط حیدر آباد .

10-الواحدی النیسابوری فی أسباب النزول ص 267ط مصر .

11-القاضی عیّاض المغربی فی الشفا بتعریف حقوق المصطفی ج2ص 41ط الأستانة بمطبعة العثمانیة .

12-موفق بن أحمد أخطب خوارزم فی المناقب ص. 35

13 -ابن عساکر الدمشقی الشافعی فی تاریخ دمشق علی ما فی منتخبه ج 4ص204- 206ط مصر .

14-الفخر الرازی فی التفسیر الکبیر ج2ص 700ط الأستانة .

15-ابن الأثیر الجزری فی جامع الأصول ج1ص 101ط القاهرة .

16-القرطبی الأندلسی فی الجامع لأحکام القرآن ج14ص 182 الطبعة الأولی بالقاهرة المحمیة، نقل نزول الآیة الکریمة فی حقهم علیهم السلام .

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

17-القاضي البيضاوي في تفسيره سورة الشورى ص378 ط مصر القديم.

18-الخطيب العمري التبريزي في مشكاة المصابيح ص568 ط لكنهو، نقل أن الآية الكريمة نزلت في حقهم.

19–الحافظ الهيثمي في مجمع الزوائد ج 9ص 166و 168ط القاهرة أورد بطرق روايات في نزول الآية في حقهم عليهم السلام خاصة عن طرق عديدة :عن أم سلمة و واثلة وأبي سعيد الخدري وأبي حمراء وغيرهم.....

20-الحافظ ابن حجر العسقلاني الشافعي في الإصابة ج2 ص 502ط مصر، وفي ج 1ص 329عن أم سلمة :أن الآية نزلت في حقهم خاصة. وفي ج 4ص 367وج 4ص. 207

21-ابن حجر في الكافي الشافي في تخريج أحاديث الكشاف ص 126الحديث 16ط مصر المطبوع في آخر الكشاف ط مصطفى محمد.

22-ابن حجر في فتح الباري شرح صحيح البخاري ج3 ص 422ط مصر القديم.

23-الذهبي في تلخيص المستدرك المطبوع في ذيل المستدرك ج 3ص 146و 147و 158و 416ط حيدر آباد.

24-الذهبي في تاريخ الإسلام ج 3ص 6ط حسام الدين القدسي بالقاهرة.

25-السيوطي الشافعي في الدر المنثور ج 5ص 198و199 ط القاهرة. أورد فيه عدة أحاديث صحيحة صريحة دالة على أن

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الآية نزلت فی حق الخمسة الطیبة أصحاب الکساء من طرق عدیدة من جماعة الصحابة و الصحابیات و التابعین کأم سلمة و عائشة و أبی سعید الخدری و سعد و زید بن أرقم و ابن عباس و الضحاك بن مزاحم و أبی الحمراء و عمر بن أبی سلمة وغیرهم .

26-السیوطی فی الإتقان ج 2ص 200ط مصر .

27-ابن حجر الهیثمی فی الصواعق المحرقة ص 185 الطبع القدیم (الحجریة) ما لفظه :آیة التطهیر أکثر المفسرین علی أنها نزلت فی علی و فاطمة و الحسنین .

28-الترمذی الحنفی فی مناقب مرتضوی ص 43ط بمبی .

29-المتقی الهندی فی منتخب کنز العمال المطبوع بهامش المسند لأحمد بن حنبل ج 5ص 96ط مصر .

30-الدهلوی فی مدارج النبوة ص 589ط دهلی، فصرح بأن الآیة الکریمة نزلت فی حقهم علیهم السلام خاصة.

31-الشیخ عبد الله بن محمد بن عامر المصری الشافعی فی الإتحاف بحب الأشراف ص 5ط مصر بمطبعة مصطفی الحلبی

32-الشیخ محمد الصبان المصری فی إسعاف الراغبین المطبوع بهامش نور الأبصار ص 105ط مصر مطبعة مصطفی الحلبی عن طرق عدیدة. ذکر فی روایة أنه صل الله علیه وآله وسلم أدرج معهم جبرئیل و میکائیل .

33-الشبلنجی فی نور الأبصار ص 112ط مصر مطبعة مصطفی محمد من طرق عدیدة قال ما لفظه :روی الحدیث من طرق عدیدة صحیحة .

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

34-البخاری فی التاریخ الکبیر ج 1ص 110و 196ط حیدر آباد الدکن.

امام اہلسنت طحاوی آیتِ تطہیر پر تفصیلی بحث اپنی کتاب ــــ"(تحفۃ الأخیار بترتیب شرح مشکل الآثار ـــ" میں کر کے فرماتے ہیں: حدثنا الربیع المرادی، حدثنا أسد بن موسی، حدثنا حاتم بن إسماعیل، حدثنا بکیر بن مسمار، عن عامر بن سعد، عن أبیه قال :لما نزلت هذه الآیة دعا رسول الله وفاطمة وحسنا وحسینا فقال :اللهم هؤلاء أهلی ففی هذا الحدیث أن المرادین بما فی هذه الآیة هم رسول الله وعلی وفاطمة وحسن وحسین حدثنا فهد، حدثنا عثمان بن أبی شیبة، حدثنا جریر بن عبد الحمید، عن الأعمش، عن جعفر بن عبد الرحمن البجلی عن حکیم بن سعد، عن أم سلمة قالت :نزلت هذه الآیة فی رسول الله وعلی وفاطمة وحسن وحسین :(إِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیراً ففی هذا الحدیث مثل الذی فی الأول...(وقال بعد أن ذکر مجموعة من الرّوایات لحدیث الکساء من طریق السیدة أم المؤمنین أم سلمة رضوان الله تعالی علیها:) فدل ما روینا فی هذه الآثار مما کان من رسول الله إلی أم سلمة مما ذکر فیها لم یرد به أنها کانت ممن أرید به ما فی الآیة المتلوة فی هذا الباب، وأن المرادین فیها هم رسول الله وعلی وفاطمة وحسن وحسین دون من سواهم

ترجمہ: عامر بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ، علی، حسن اور حسین کو بلایا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور فرمایا کہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔ الطحاوی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ آیت تطہیر کے مصداق فاطمہ، علی، حسن اور حسین ہیں۔ حکیم بن سعد نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ آیت تطہیر فقط رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم، فاطمہ، حسن اور حسین کے شان میں نازل ہوئی۔ الطحاوی آگے فرماتے ہیں کہ اس روایت کا مطلب وہی ہے جو کہ پچھلی روایت میں بیان ہوا ہے۔ پھر حدیثِ کساء کے متعلق ام سلمہ (سلام اللہ علیہا) سے بہت سی روایات نقل کرنے کے بعد طحاوی کہتے ہیں: ام سلمہ (علیہ السلام) نے جو کچھ رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان فرمایا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ام سلمہ (علیہ السلام) کے مطابق آیت تطہیر سے مراد رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم، فاطمہ، علی، حسن اور حسین (علیھما السلام) تھے۔

نامور اہلسنت عالم شیخ حسن ابن علی سقاف بھی آیت تطہیر پر اپنی کتاب " صحیح شرح العقیدۃ الطحاویۃ" میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وأهل البيت هم سيدنا علي والسيدة فاطمة وسيدنا الحسن وسيدنا الحسين وذريتهم من بعدهم ومن تناسل منهم للحديث الصحيح الذي نص النبي فيه على ذلك؛ ففي الحديث الصحيح: نزلت هذه الآية على النبي (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً) في بيت أم سلمة فدعا النبي فاطمة وحسنا وحسينا فجللهم بكساء وعلي خلف ظهره فجلله بكساء ثم قال: اللهم هؤلاء أهل بيتي فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا قالت أم سلمة: وأنا معهم يا نبي الله؟ قال: أنت على مكانك، وأنت إلى خير

ترجمہ: اور اہلبیت علی، فاطمہ، حسن، حسین اور انکے بعد انکی ذریت ہیں، اور یہ

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بات صحیح احادیث سے ثابت ہے آیت تطہیر جناب ام سلمہ (س) کے گھر میں نازل ہوئی۔ چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ، علیہ السلام، حسن اور حسین (علیہما السلام) کو کساء میں داخل کیا اور آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی ۔اس پر ام سلمہ نے نے پوچھا کہ کیا وہ بھی انکے ساتھ شامل ہوسکتی ہیں۔ اس پر رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو جواب دیا کہ کہ وہ اپنے جگہ پر رہیں اور یہ کہ وہ خیر پر ہیں۔

آگے شیخ سقاف مزید فرماتے ہیں: و تخصیص الشیعة أهل البیت فی الآیة بعلی وفاطمة والحسن والحسین دون نسائه من تحریفهم لآیات الله تعالی انتصارا لأهوائهم كما هو مشروح فی موضعه

ترجمہ: شیخ البانی کہتے ہیں: "اہل تشیع کا یہ دعوی اللہ کی نازل کردہ آیت کے معنی میں تحریف ہے کہ آیت تطہیر خاص ہے علی، فاطمہ، حسن اور حسین (علیہما السلام) کے لیے اور ازواج اس میں شامل نہیں۔

شیخ سقاف پھر البانی صاحب کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وهذا من تلبیساته وتمحله فی رد السنة الثابتة فی تفسیره لأهل البیت، وهو بهذا أراد أن یلبس علی القاری بأن من قال إن أهل البیت هم أهل الكساء أنهم الشیعة!! والحق أن من قال ذلك جمیع أهل السنة والجماعة وقبلهم الذی لا ینطق عن الهوی ولكن هذا هو النصب الذی یفضی بصاحبه إلی ما تری كما شرحنا فی موضعه

ترجمہ: البانی پڑھنے والوں کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ یہ صرف شیعہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اہلبیت فقط وہ ہیں جو کہ کساء کے نیچے تھے! مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام تر اہلسنت ہیں جو کہ اس دعوی میں شامل ہیں، اور ان سب سے پہلے یہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بات اس شخص نے کہی تھی جو کہ کبھی اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتا (یعنی رسول اللہ، جو اپنی مرضی سے کچھ نہیں بولتا سوائے اسکے جو کہ اللہ کی نازل کردہ وحی ہے).

آیت تطہیر: شیعہ روایات

پر آپ آیت تطہیر کے متعلق بہت سی شیعہ روایات پڑھ سکتے ہیں۔

نیز عربی زبان میں آیت تطہیر کے متعلق ان دو مضامین کا مطالعہ فرمائیں جہاں مزید تفصیل سے موضوع پر بحث کی گئی ہے۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(الشيعة فى القرآن والسنة)

الحديث الأول :فى قوله تعالى "إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات أولئك هم خير البرية" (البينه الآية (7) "
قال النبى (ص) يا على هم أنت وشيعتك".

المصادر:

1-الحاكم الحسكانى-شواهد التنزيل-الجزء :(2)-رقم الصفحة :(356 إلى 366- 1125 و 1148).

2-الكنجى الشافعى-كفاية الطالب-رقم الصفحة :(244 و 245 و 246).

3-الخوارزمى الحنفى-المناقب-رقم الصفحة :(62- 187).

4-إبن صباغ المالكى-الفصول المهمه-رقم الصفحة :(107).

5-الزرندى الحنفى-نظم درر السمطين-رقم الصفحة :(92).

6-إبن عساكر-ترجمة الإمام على (ع)-الجزء :(2)-رقم الصفحة :(442).

7-الشبلنجى-نور الأبصار-رقم الصفحة :(71- 102) السعيدية.

8-إبن حجر الشافعى-الصواعق المحرقة-رقم الصفحة :(

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

96)-طبعة :الميمنية بمصر.
9-السيوطى-الدر المنثور-الجزء :(6)-رقم الصفحة :(379).
10-الطبرى-تفسير الطبرى-الجزء :(30)-رقم الصفحة :(146)-طبعة :الميمنية بمصر.
11-السبط إبن الجوزى الحنفى-تذكرة الخواص-رقم الصفحة :(18).
12-الشوكانى-فتح القدير-الجزء :(5)-رقم الصفحة :(477).
13-الآلوسى-روح المعانى-الجزء :(30)-رقم الصفحة: (702).

الحديث الثانى :"قال النبى (ص) مشيراً إلى على (ع) : " والذى نفسى بيده إن هذا وشيعته لهم الفائزون يوم القيامة".

المصادر:
1-إبن عساكر-ترجمة الإمام على (ع)-الجزء :(2)-رقم الصفحة :(442).
2-الخوارزمى الحنفى-المناقب-رقم الصفحة :(62).

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

3-الحاكم الحسكانى-شواهد التنزيل-الجزء :(2)-رقم الصفحة :(362)ط بيروت.
4-الكنجى الشافعى- كفاية الطالب-رقم الصفحة :(245، 313، 314)طبعة الحيدرية.
5-المناوى الشافعى-الحقائق-رقم الصفحة :(83) طبعة الهند.
6-السيوطى-الدر المنثور-الجزء :(6)-رقم الصفحة :(379).
7-السبط إبن الجوزى-تذكرة الخواص-رقم الصفحة :(54).
8-الحموينى-فرائد السمطين-الجزء :(1)-رقم الصفحة :(156).

الحديث الثالث :"قال رسول الله(ص) :لعلى(ع) ": تأتى يوم القيامة أنت وشيعتك راضين مرضيين ويأتى عدوك غضاباً مقمحين".

المصادر:
1-الزرندى الحنفى-نظم درر السمطين-رقم الصفحة :(92).

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

2-القندوزي الحنفي-ينابيع المودة-رقم الصفحة :(301)طبعة إسطمبول.
3-إبن صباغ المالكي-الفصول المهمة-رقم الصفحة :(107).
4-إبن حجر الهيثمي-الصواعق المحرقة-رقم الصفحة :(159)طبعة المحمدية مصر.
5-المتقي الهندي- كنز العمال-الجزء :(15)-رقم الصفحة :(137)الطبعة الثانية-حيدر أباد.
6-الهيثمي-مجمع الزوائد-الجزء :(9)-رقم الصفحة :(131)طبعة بيروت.
7-الشبلنجي-نور الأبصار-رقم الصفحة :(101)طبعة العثمانية.

.الحديث الرابع :"قال رسول الله (ص) لعلي (ع) :"أما ترضى أنك معي في الجنة والحسن والحسين وذريتنا خلف ظهورنا وأزواجنا خلف ذريتنا وشيعتنا عن أيماننا وشمائلنا".
المصادر:
1-إبن حجر الهيثمي-الصواعق المحرقة-رقم الصفحة :(159)الطبعة المحمدية مصر.

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

2-القندوزی الحنفی-ينابيع المودة-رقم الصفحة :(
301)طبعة إسطمبول.
3-الحموينی-فرائد السمطين-الجزء :(2)-رقم الصفحة
:(43).

.الحديث الخامس :"قال رسول الله (ص) يا علی :"إن الله
قد غفر لك ولذريتك وولدك ولأهلك ولشيعتك ولمحبی
شيعتك".
المصادر :
1-إبن حجر-الصواعق المحرقة-رقم الصفحة :(96و
139و 140)طبعة الميمنية بمصر.
2-القندوزی الحنفی-ينابيع المودة-الجزء :(2)-رقم
الصفحة :(357و 452)
3-الحموينی-فرائد السمطين-الجزء :(1)-رقم الصفحة
:(308).

الحديث السادس :قال رسول الله (ص) لعلی (ع) :"
أنت وشيعتك فی الجنة".

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

المصادر :

1-الخطيب البغدادی-تاریخ بغداد-الجزء :(12)-رقم الصفحة :(289)طبعة السعادة مصر.

2-المتقی الهندی-منتخب كنزل العمال بهامش المسند-الجزء :(5)-رقم الصفحة :(435)طبعة الميمنية مصر.

3-البرزنجی-الإشاعة فی إشراط الساعة-رقم الصفحة :(41)طبعة مصر.

4-الشبلنجی-نور الأبصار-رقم الصفحة :(131).

5-إبن عساكر-تاریخ دمشق-ترجمة الإمام علی-الجزء :(2)-رقم الصفحة :(344).

jabir.abbas@yahoo.com

الحديث السابع :وعن الإمام علی(ع)قال :قال رسول الله(ص) :"مثلی ومثل علی مثل شجرة أنا أصلها وعلی فرعها والحسن والحسين ثمرها والشيعة ورقها،فهل يخرج من الطيب إلا الطيب؟وأنا مدينة العلم وعلی بابها فمن أرادها فليأت الباب".

المصادر :

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

1-إبن عساكر-تاريخ دمشق-ترجمة الإمام علی-الجزء: (2)-رقم الصفحة: (478)طبعة بيروت.

2-إبن حجر العسقلانی-لسان الميزان-الجزء: (6)-رقم الصفحة: (243)طبعة حيدر آباد الدکن.

3-الکنجی-کفاية الطالب-رقم الصفحة: (98)طبعة الغری.

4-الأمرتسری-أرجح المطالب-رقم الصفحة: (458) طبعة لأهور.

5-الذهبی-ميزان الإعتدال-الجزء: (2)-رقم الصفحة: (281)طبعة القاهرة

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسمہ سبحانہ وبذکرولیہ

بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وعن ابن عباس وكان عمر رسول الله ﷺ وآلہٖ وسلم حين تزوج خديجة خمسا وعشرين سنة كان عمرها ثمانيا وعشرين۔ حضرت ابن عباس رض کی روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ وآلہ نے حضرت خدیجہؑ سے عقد فرمایا تو آپ ؐ کا سن ۲۵ سال تھا اور حضرت خدیجہ ۲۸ سال کی تھیں۔ البداية والنهاية اردو جلد ۵ ص ۵۰۵ نفیس اکڈیمی۔ البداية والنهاية (عربی) سنة احدى عشرة ج ۵ ص ۲۹۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۳۲

وكانت خديجة أسن مني بسنتين ولدت قبل الفيل بخمس عشرة وولدت أنا قبل الفيل بثلاثة عشرة سنة۔ طبقات ابن سعد (عربی) ج۸ ص۱۲؛ تاریخ دمشق ابن عساکر ج۳ ص۶۹۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہٖ نے خدیجہؑ مجھ سے دو برس بڑی تھیں اور ۱۵ سال قبل واقعہ فیل سے پہلے پیدا ہوئیں تھیں اور میری ولادت ۱۳ سال قبل واقعہ فیل سے ہوئی تھیں۔ طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۲۔

كانت خديجة أمرأة باكره کہ حضرت خدیجہؑ رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم سے جب عقد ہوا وہ باکرہ تھیں دلائل النبوة اسمعيل بن محمد الفضل التيمي الأصبهاني دار طيبة الرياض۔ جلد ۱ ص ۱۷۸۔

نبی ﷺ وآلہٖ وسلم کی چار بیٹیوں کے قائل ہیں وہ دلیل میں سورۃ احزاب کی آیت ۵۹ پیش کرتے ہیں: يايها النبي قل لازواجك وبناتك

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ونسآء المؤمنین یدنین علیھن من جلا بیبھن۔ اے نبیؐ! اپنی بیبیوں اور بیٹیوں کو اور مومنین کی عورتوں کو فرمادیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر ڈال لیا کریں۔ چونکہ اس آیت میں لفظ "بیٹیوں" آیا ہے اس سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ وآلہٖ کے ایک سے زائد بیٹیاں تھیں۔ اس سلسلے میں چند دلائل ملاحظہ فرمائے۔ اس آیت کریمہ میں لفظ بنات صیغہ جمع کا ہے اور عربی قاعدہ کے لحاظ سے صیغہ واحد موجودہ لفظ کے لحاظ سے بنت ہوگا، اور اگر دو ہوں تو صیغہ تثنیہ بنتین جیسے ثقلین، مرتین وغیرہ، اور دو سے زائد ہوں جمع کا صیغہ بنات ہوگا۔ کسی بھی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ اس آیت کے نزول کے وقت تین بیٹیاں زندہ تھیں۔ سب سے پہلی جو بیٹی مشہور ہے وہ رقیہ ہیں ان کی وفات ۲ ہجری، زینب ۶ یا ۸ ہجری اور ام کلثوم ۹ ہجری اور یہ آیت نازل ہوئی ۹ ہجری۔

مزید یہ کہ قرآن مجید کے سورہ ھود آیت ۷۸ قال یٰقوم ھؤلآء بناتی ھن اطھر لکم: کہ جب قوم لوط سے حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں یہ پاکیزہ ہیں تمھارے لئے۔ تمام مفسرین اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ فرمایا سعید بن جبیرؓ نے کہ بناتی سے مراد قوم کی ساری عورتیں ہیں۔ اس لئے کہ "وکل نبی أبو أمته" ہر نبی اپنی اُمت کا باپ ہوتا اور اس کے لئے سعید ابن جبیرؓ نے ابی کعبؓ کی قرأت کا حوالہ دیا کہ سورہ احزاب کی آیت ۶ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجه اُمھاتھم "وھو اب لھم"۔ بھی آیا ہے۔ تفسیر طبری ج ۱۵ ص ۴۱۴؛ ابن کثیر ج ۴ ص ۳۳۷؛ تفسیر البغوی ۴ ص ۱۹۲؛ اشرف علی تھانوی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ترجمہ۔

فخر الدین رازی تفسیر کبیر ج۸ ص۲۲۷ تفسیر والضحی:
فاما الیتیم فلا تقھر: وروی نزلت حین صاح النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ علی ولد خدیجة ۔ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب
نبی اکرم ﷺ حضرت خدیجہ کی اولاد پر ناراض ہوئے ۔ اگر جناب
خدیجہؑ کے اِن بچوں کے باپ حضورؐ اکرم تھے تو یتیم کیوں فرمایا؟۔

سورہ نساء تفسیر ۲۳ آیت وَرَبَائِبُكُمُ اللاتِي فِي حُجُورِكُمْ
مِنْ نِسَائِكُمُ اللاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ
بِهِنَّ فَلا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۔وھو متعلق بربائبکم کما تقول
بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خدیجة: تفسیر
النیشابوری ج۲ باب ۳۲ ص۴۶۹ من نسائکم اللاتی
دخلتکم؛ تفسیر الکشاف ج۱ ص۳۹۵ سورہ النساء
تفسیر اللباب ابن عادل ابو حفص سراج الدین متوفی
۷۷۵ ہجری۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ بنات سے مراد ہر صنف نازک ہے جس کا نسب
پیغمبر تک پہنچتا ہے۔ ایک پشت ہو یا چند پشت کے فاصلے سے اور وہ
دختری ہو یا پسری۔ جس طرح ماں اور دادی اور دادی کی ماں امھات میں
داخل ہیں اسی طرح بیٹی نواسی پوتی وغیرہ بنات میں داخل ہیں۔ لہذا
قیل بناتك کہنا خصوصی ہے حضرت فاطمہؑ اور اُن کی اولاد اور اولاد
کے لڑکیاں شامل ہیں۔ غرائب القران ج۱ س ۴۱۸

3894- حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ - رضی اللہ عنہا - قَالَتْ

jabir.abbas@yahoo.com

تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِى فَوَفَى جُمَيْمَةً. فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا لاَ أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِى حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لأَنْهَجُ، حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ. فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلاَّ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ. أطرافه

بخاری جلد ۱۳ ص ۲۳۲ کتاب المناقب

مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا کہ مجھ سے علی بن مسہر نے انہون نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انھوں نے کہا آنحضرت ﷺ نے جب مجھ سے نکاح کیا اس وقت میری عمر چھ برس کی تھی (یعنی میں چھ برس کی لڑکی تھی)۔ (حدیث کے غیر مطلب عبارت کو چھوڑتے ہوئے) جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے اس وقت میں ۹ برس کی لڑکی تھی۔ بنت بمعنی لڑکی کے لئے لیا گیا ہے۔

مدعیان چار بیٹیاں تین روایات کتب شیعہ سے پیش کرتے ہیں۔

روایت اول حیات القلوب علامہ مجلسیؒ جلد دوم ص ۸۷۰ سے کہ قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وآلہ کی اولاد حضرت خدیجہؑ سے طاہر قاسم، فاطمہؑ، ام کلثوم، رقیہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اورزینب متولد ہوئے۔ جواب: اس روایت کی سند یوں ہے۔ روی الحمیری فی قرب الاسناد عن ھارون بن مسلم عن مسعدہ بن صدقة عن جعفر علیہ السلام عن ابیہ علیہا السلام اس سند میں ایک راوی حمیری ہے جو شارب الخمر ہے انه کان یشرب الخمر رجال مامقانی جلد اول ص ۱۴۲۔ یعنی وہ ہمیشہ شراب پیتا تھا۔ دوسرا راوی اس سند روایت میں مسعدہ بن صدقه جس کا تعلق اہل سنت کی بتری جماعت سے رجال مقامانی جلد ۳ ص ۲۱۲۔

دوسری روایت انھیں راویوں سے اسی کتاب کے حوالے سے ص ۸۱۷ بسند صحیح ابن ادریس روایت کردہ است از امام محمد باقر علیہ السلام کہ: رسول دختر بدو منافقان داد۔ یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دو لڑکیاں دو منافقوں کو دیں۔ ایک کا نام ابوالعاص اور دوسرے کا نام تقیتہً ترک کر دیا (یعنی حضرت عثمان) بجائے چار بیٹیاں ثابت کرنے کہ حضرت عثمان پر منافق ہونے کا الزام عائد ہو گیا۔

اس روایت میں ابن ادریس روای کاذب ہے اور یہ کہ اس روایت میں یہ کب کہا گیا کہ "اپنی بیٹی"۔ اور یہ کہ اس روایت میں چار بیٹیاں کہاں بتلایا گیا۔

صہر رسول:۔

تیسری دلیل دی جاتی ہے وہ نھج البلاغہ کا خطبہ ۱۶۲ ہے۔ حضرت عثمان کے دور خلافت میں جب حکومت اور اُس کے کارندوں کے ستائے ہوئے اکابر صحابہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے آپ سے خواہش کی کہ حضرت عثمان کو نصیحت کریں چنانچہ آپ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے اس خطبہ میں گفتگو کو خوشگوار بنانے کے لئے وہ لب ولہجہ اختیار کیا جو اشتعال دلانے کے بجائے حضرت عثمان میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرے۔ چنانچہ اُن کی صحابیت شخصی اور شیخین کے مقابلے میں پیغمبر ﷺ وآلہٖ سے خاندانی قرابت کو ظاہر کرنے سے اُسے فرض شناسی کی طرف متوجہ کرنا مقصود تھا۔ اس لئے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :وصحبت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و آلہ کما صحبنا . وما ابن أبي قحافة ولا ابن الخطّاب بأولی بعمل الحقّ منك . وأنت أقرب إلی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلّم وشیجۃ رحم منھما . وقد نلت{من صھرہ مالم ینالا}. جس طرح ہم رسول اللّٰہ کی صحبت میں رہے تم بھی رہے اور حق پر عمل پیرا ہونے کی ذمہ داری ابن ابی قحافہ اور ابن خطاب پر اس سے زیادہ نہ تھی جتنی کی تم پر ہونا چاہیئے اور تم تو رسولؐ سے خاندانی قرابت کی بنا پر اُن دونوں (یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) سے قریب تر بھی ہو اور اُن کی ایک طرح کی دامادی بھی تمھیں حاصل ہے کہ جو اُنھیں حاصل نہ تھی۔
واضح رہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا من صھرہ یہ لفظ من تبیعض کا لفظ ہے جو لفظ خاص سے مختلف ہے جس کے معنی بعض کے ہیں اگر اصلی داماد ہوتے تو من کیوں فرماتے۔ جیسا السلمان منّا اھل البیت اس منا کہنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ کہنے والے کی نسل میں داخل ہو جاتا ہے۔
قرآن کریم میں سورہ ابراہیم آیت ۲۶ حضرت ابراہیم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں فمن تبعنی فانه منی کے جس نے میری پیروی کی تو وہ مجھ سے ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

سورة الفرقان: آیة ۵۴: وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَباً وَصِهْراً وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيراً

اور وہی تو ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور پھر اُس کے خاندان اور سسرال والا بنا دیا اور آپ کا پروردگار بہت زیادہ قدرت والا ہے۔

آخرها أخبرني أبو عبد الله القساینی قال أخبرنا أبو الحسن النصيبي القاضي قال أخبرنا أبو بكر السبيعي الحلبي قال حدثنا علي بن العباس المقانعي قال حدثنا جعفر بن محمد بن الحسين قال حدثنا محمد بن عمرو قال حدثنا حسين الأشقر قال حدثنا أبو قتيبة التيمي قال سمعت ابن سيرين يقول في قول الله سبحانه وتعالى وهو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا قال نزلت في النبي صلى الله عليه وسلم وعلي بن أبي طالب زوج فاطمة عليا وهو ابن عمه وزوج ابنته فكان نسبا وصهرا. الثعلبي

ثعلبی اور دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ مذکور آیت کریمہ: حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور اُن کی بیٹی حضرت فاطمہؑ کے شوہر تھے۔ اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ نسب اور صھر ہوئے۔ تفسیر الثعلبی

نسب اور صھر میں فرق یہ ہے کہ نسب وہ قرابت ہے جس سے خاندانی رشتہ چلتا ہے۔ اور نسل کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔ اور صھر وہ قرابت ہے جو عورتوں سے چلتی ہے اور اس سے سسر اور دامادی کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ زمخشری نے اس آیت کریمہ کی تفسیر لکھتے ہیں بشر کی دو قسمیں ہیں: (۱) ذوی نسب یعنی مرد کہ جن سے نسب چلتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

فلاں بن فلاں یا فلاں بنت فلاں (۲) ذوات صھر: یعنی عورتیں کہ جن سے سسرالی رشتہ چلتا ہے۔ (تفسیر کشاف)۔ چنانچہ صھر کے معنی داماد، خسر اور بہنوئی سب آتے ہیں، صھر کی جمع اصھار ہے (لغات القرآن نعمانی ج ۴ ص ۵۴)

روى أبو سعيد في شرف النبوة أن رسول الله ﷺ وآله قال لعلي، أتيت ثلاثا لم يؤتهن أحد ولا أنا، أوتيت صهراً مثلي ولم أتيت أنا مثلك، أو أتيت زوجة صديقة مثل ابنتي، ولم أوت مثلها زوجة وأتيت الحسن والحسين من صلبك، ولم أوت من صلبي مثلهما۔ ولكنكم مني وأنا منكم۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے: یا علیؑ تمھیں اللہ نے تین فضیلتیں ایسی عطا کی ہے کہ وہ کسی اور کو نہیں عطا ہوئی حتیٰ کہ مجھ کو بھی نہیں ایک یہ کہ تم کو مجھ جیسا سسر ملا مجھے ایسا سسر نہیں ملا، تمھیں زوجہ صدیقہ میری بیٹی ملی جو مجھ کو بھی (ایسی صدیقہ) نہیں ملی، تمھیں حسنؑ اور حسینؑ تمہاری صلب سے عطا کئے گئے اور میری صلب سے ایسی اولاد نہیں ہوئی۔

وأخرج معناه في مسنده وزيادة في لفظه: يا علي، أعطيت ثلاثا لم يجتمعن لغيرك، مصاهرتي، وزوجك ولديك، والرابعة لولاك ما عرف المؤمنون۔ رياض النضرة المحب الطبرى جلد سوم ص ۱۷۲۔ ۱۷۳ دارلكتب العلمية بيروت۔

اور ایک روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے: یا علیؑ تمھیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ نے تین ایسی عطیے دیئے ہیں جوکسی کو ایک وقت میں میسر نہیں، میری دامادی، اور تمہاری جیسی زوجہ اور تمہارے جیسی اولاد (یعنی حسن اورحسین عیلھا السلام)۔ اے علیؑ اگر تم نہ ہوتے تو مومنین کا تعارف نہ ہوتا۔

یا علی إن اللہ أمرنی أن أتخذك صھرا۔ ذخائر العقبی ج۱ ص۸۶؛ سمط النجوم العوالی فی أنباء الأوائل والتوالی المؤلف : العصامي ج۲ ص۲۰ فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے یا علیؑ! اللہ نے مجھے تمھیں داماد بنانے کا حکم دیا ہے۔

خطبہ نکاح وإن اللہ تبارك اسمه وتعالت عظمته جعل المصاھرۃ سببا لاحقا۔

یہ خطبہ عقد آنحضرت ﷺ نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ سلام اللہ عیلھما کے وقت پڑھا۔ کوئی تاریخ نہیں بتلاتی کہ کسی اور بیٹیوں کے لئے آپؐ نے کوئی خطبہ پڑھا ہو یا شرکت کی ہو۔

وعن عمر رضی اللہ عنه وقد ذکر عنده علی علیه السلام قال ذلك صھر رسول اللہ نزل جبریل فقال یا محمد (ﷺ وآله وسلم) إن اللہ یأمرك أن تزوج فاطمة ابنتك من علی۔ ذخائر العقبی ج۱ ص۲۹۔

اور حضرت عمر سے روایت ہے کہ ان کے سامنے حضرت علیؑ کا ذکر ہوا تو اُنھوں نے فرمایا کہ وہ رسولؐ کے داماد تھے اور جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ: یا محمد ﷺ! اللہ نے آپ کو آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیھا) کا عقد حضرت علی (علیہ السلام) سے کرنے کا حکم دیا ہے۔

ربیعة بن الحارث فقال واللہ ما تصنع ھذا إلا نفاسة

jabirabbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

منك علينا فو الله لقد نلت صهر رسول الله صلى الله عليه وسلم فما نفسناه عليك صحيح مسلم كتاب الزكاة باب تحريم الزكوٰة على رسول اللهﷺ وعلى الہٖ بنو هاشم و بنو المطلب حضرت علی سے ربیعہ بن حارث نے کہا واللہ! آپ نے جو شرف رسول اللہ ﷺ وآلہٖ کی دامادی کا پایا ہے تو ہم اس بات کا حسد نہیں رکھتے۔اردو شرح مسلم نووی جلد سوم ص ۹۳۔

اولاد نبی ﷺ وآلہٖ کے بارے میں مورخین لکھتے ہیں کہ سوائے حضرت قاسم فرزند رسول کے تمام اولاد بعد اعلان رسالت ہوئی۔

ولادتیں:۔

ہنداور زینب کے بارے میں فولدت له هند بن ابی هالة و زینب بنت ابی هالة سیرت ابن هشام ج۲ ص۱۰۵۸ ہند بن ابی ہالہ ،اور زینب بنت ابی ہالہ ہیں۔

كلهم ولدوا بعد النبوة سيرة الحلبية (عربی) ج۳ ص ۳۹۲ باب ذكر نبذ من معجزاة۔تمام اولاد نبی ﷺ وآلہ اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئی۔وعن الزبير بن بكار. قال ولد للنبي ﷺ القاسم، وهو أكبر ولده ثم زينب، ثم عبد الله وكان يقال له الطيب ويقال له الطاهر ولد بعد النبوة و مات صغيرة، أم كلثوم، ثم فاطمة عليها السلام، ثم رقية. مجمع الزوائد ج۹ ص ۲۱۷۔ الاستيعاب ج۴ ص ۳۸۰ حالات حضرت خديجه؛ تفسير قرطبی تفسير سورة الاحزاب آيت ۵۹ ص ۶۱۴؛ البداية والنهاية سنة احدى عشرة ج۵ ص ۳۰۶۔ اردو جلد ۵ ص ۵۲۸ نفیس اکڈیمی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زبیر بن بکار سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ وآلہ کے صاحبزادے قاسم پیدا ہوئے اور بڑے بیٹے تھے، پھر عبداللہ کی ولادت ہوئی اور انھیں طیّب کہا جاتا ہے، اور انہی کو طاہر بھی کہا جاتا ہے وہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں مر گئے پھر ام کلثوم پھر فاطمہؑ پھر رقیہ پیدا ہوئیں۔

وكان لرسول الله ﷺ وآله وسل من الولد القاسم وبه كان يكنى ولد له قبل أن يبعث ﷺ وآله وسلم، و عبد الله و هو الطيب والطاهر، سمي بذلك لأنه ولد في الاسلام وزينب ،وام كلثوم، رقية و فاطمة عليها السلام و أمهم خديجة بنت خويلد۔ فمات قام و هو اول ميت من ولده ﷺ وآله وسلم بمكة ثم مات عبد الله فقال عاص انقطع نسله فهو ابتر۔ طبقات ابن سعد (عربی) ج۳ص۷؛ ابن عساکر ج۳ص۱۲۵۔

طبقات ابن سعد حصہ دوم ص:۱۹۷ رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم کی اولاد میں قاسم تھے جن کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے، ایک فرزند عبداللہ تھے، وہی طیب و طاہر تھے اُن نام یہ اس لئے رکھا گیا کہ آپ اسلام میں (بعثت کے بعد) پیدا ہوئے، اور چار بیٹیاں زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ (سلام اللہ علیھا) تھیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم کے ولد اکبر قاسم تھے اُن کے بعد زینب پھر عبداللہ، ام کلثوم، فاطمہؑ (علیھا السلام) قاسم کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی اولاد میں سے مکہ میں سب سے پہلی میت آپ کی تھی بعد عبد اللہ کا انتقال ہوا تو عاص بن وائل نے کہا تھا کہ نسل منقطع ہو گئی یہ ابتر ہے (بے نام ونشان) ہو گئے۔ اس پر اللہ نہ یہ آیت نازل فرمائی ان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شانئك هو الابتر۔ ابن عساکر ج۳ص ۱۲۵

صحیح مسلم ج۱ص ۱۳۳باب فی قوله تعالی : وأنذر عشيرتك الأقربين ؛قام رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصفا فقال يا فاطمة بنت محمد يا صفية بنت عبد المطلب يا بني عبد المطلب لا أملك لكم من الله شيئا سلوني من مالي ما شئتم دعوت ذوالعشیرۃ کے باب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ نے اعلان کیا کہ اے فاطمہؑ بنت محمدؐ اور اے صفیہؓ بنت عبدالمطلب اور بنی عبدالمطلب کہ تو میرے مال سے جو چاہے مانگ لے پر اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ نے صرف حضرت فاطمہؑ کا ہی نام لیا ہے۔مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۳۳اور کئی کتابوں میں مذکور ہے۔

صاحبان بصیرت کے لئے ایک لمحہ فکر: بعثت کے ساتوں (۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم مع خدیجہؑ اور دیگر بنی ہاشم کے شعب ابی طالب میں تین سال تک محصور رہے اور کوئی روایت نہیں ملے گی کہ اس عرصہ میں حضرت خدیجہؑ سے کوئی اولاد ہوئی ہو۔یعنی جتنی بھی ولادتیں ہوئیں وہ ان سات برسوں کے درمیان ہی ہوئیں۔کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ان سات برسوں میں حضرت خدیجہؑ سے پانچ بچے پیدا ہوئے ہوں اور اُن کی شادی بھی ہوچکی ہو اور اعلان رسالت سے ناراض ہو کر اُن کے شوہروں نے اُن کو طلاق بھی دی ہو؟۔

كانت ولدت له هند بن أبي هالة فتجوزها رسول الله صلى الله عليه وسلم بعده ولم ينكح عليها امرأة حتى ماتت و ربي ابنها هندا و كان ربيبه و كان يقول أنا أكرم الناس أبا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وأما وأخا وأختا أبي رسول الله صلى الله عليه وسلم و أمي خديجة وأختي فاطمة و أخي القاسم وولد لهند ربيب رسول الله صلى الله عليه وسلم أبن سماه هندا المعارف ابن قتيبة ص ۱۳۳-؛ سبل الهدى والرشاد؛ الصالحي الشامي ج۱ص۱۵۹؛ السيرة الحلبية - الحلبي - ج۱ص۲۲۹ (عربی)؛ فاطمة والمفضلات من النساء - عبد اللطيف البغدادي ص ۶۴ ويقال : إن هند شهد بدرا مع النبي (ص) وبعده لازم عليا أمير المؤمنين (ع) حتى قتل شهيدا بين يديه يوم الجمل ؛ ربيع الابرار زمخشری ج۲ ص ۴۵۷ سلسله ۴۲۔

ابو ہالہ کے یہاں ایک لڑکا ہوا اُس کا نام بھی ہند تھا اس طرح یہ ہند ابن ہند تھے، یہ ہند بن ہند کہا کرتے تھے: میں باپ، ماں بھائی اور بہن کے لحاظ سے سب زیادہ معزز اور شریف انسان ہوں۔ میرے والد رسول اللہ ﷺ ہیں، اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی والدہ حضرت خدیجہ سے شادی کرلی تھی۔ میری والدہ حضرت خدیجہ ہیں، میرے بھائی قاسم اور میری بہن فاطمہؑ ہیں۔ یہ حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہوئے اور شہید ہو گئے۔ سیرۃ حلبیہ ج ۱ ص ۴۴۴ (اردو)

ابو ہالہ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ وہ سب سے مکرم ہیں اُن کے باپ رسولؐ اکرم ہے اور ماں خدیجہؑ ہیں اور قاسم بھائی ہیں اور صرف ایک بہن کا ہی نام لیا وہ سیدہ فاطمہ علیھا السلام ہیں۔ (جس طرح رسول اللہ ﷺ وآلہ بر بنائے ربوبیت باپ ہیں اُسی طرح حضرت خدیجہؑ بر بنائے ربوبیت ماں ہوئیں)۔

jabir.abbas@yahoo.com

تفسیر بیضاوی ج۳ص۹۰سورہ هود:ونادی نوح ابنه کنعان وقرء علی ابنها وکان ربیبه۔ المحرر الوجیز ابو محمد عبدالحق ج۳ص۴۳۱؛ تفسیر حقی ج۵ص۴۲۲؛ تفسیر ابو سود ارشاد العقل ج۳ص۳۵۱؛ تفسیر مدارك میں هے که وکان ربیبا له؛ فخر الدین رازی تفسیر کبیر ج۸ ص۴۱۲ لکھتے ہیں لفظ [یابني] وصرف هذا اللفظ إلی أنه رباه۔ اس لئے کہ وہ ربوبیت کی وجہ سے۔

حدثنی أبو أسامة الحلبی قال : ،ثنا حجاج بن أبی منیع قال : ،ثنا جدی عن الزهری قال » : رقیة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم تزوجها عثمان بن عفان فی الجاهلیة۔ الکتاب : الکنی والأسماء للدولابی ج1 ص71۔ ی عنی رقیہ بنت رسول کا ازدواج عثمان بن عفان سے ان کے اسلام لانے سے قبل ہوا۔ یعنی حضرت عثمان کا جب رقیہ سے ازدواج ہوا اس وقت وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ خلفاء وتزوج رقیه قبل النبوه۔

رقیہ کا نکاح حضرت عثمان سے قبل بعثت ہوا تھا۔ چونکہ قبل ہجرت رقیہ کا ہجرت حبشہ ہوا تھا۔ مگر اس سے قبل کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں کہ رقیہ یا ام کلثوم یا حضرت عثمان رسول کے ساتھ کبھی نماز پڑھی ہو۔ بکثرت اسلام کے نام نہاد خلفاء اور اُن کے ہوا خواہ حتیٰ کہ معاویہ، ویزید تک کے فضائل کتب صحاح میں مندرج ہیں لیکن ان صاحبزادیوں کے فضائل کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ کئی ایسے واقعات ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ صرف حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کا ذکر ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

چند مثالیں:۔

بکثرت کتب اہلسنت سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ وآلہٖ پیر کے دن مبعوث بہ رسالت ہوئے اور اُسی دن حضرت خدیجہؑ اور اُم ایمن زوجہ زید بن حارثہ مشرف باسلام ہوئیں اور منگل کے دن بعقیدہ اہلسنت حضرت علیؑ مسلمان ہوئے۔لیکن رقیہ، زینب وام کلثوم کے قبول اسلام کی کوئی تاریخ یا کیفیت کسی کتاب میں نہیں ملتی۔اگر یہ لڑکیاں صلبی بنات پیغمبر تھیں یا بطن حضرت خدیجہ سے بھی ہوتیں تو اُن کے قبول اسلام کی بھی تاریخ میں ضرور حوالہ ملتا۔

خانہ کعبہ میں ابوجہل نے جب پیغمبرؐ کے سر پر سجدہ میں اونٹ کی غلاظت آپؐ کے پشت پر رکھی اسوقت کوئی ان بیٹیوں میں سے نہیں آیا سوائے حضرت فاطمہؑ۔

جنگ احد میں پیغمبر ﷺ وآلہٖ وسلم کے جب زخمی ہوئے اور آپؐ کے قتل کی شہرت ہوگئی اور تمام مہاجرین وانصار حتی کہ حضرت عائشہ بھی فرار ہوگئیں (بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابی طلحہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ میدان احد میں پانی کی مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں لیکن جب سب فرار ہوئے جیسے حضرت ابوبکر وحضرت عمر اور حضرت عثمان وغیرہ رسول کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اُسی طرح حضرت عائشہ نے بھی فراری اختیار) تو اس میدان میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا پہونچیں اور حضرت علیؑ پانی سپر میں لا رہے تھے اور حضرت فاطمہؑ زخم دھوتی تھیں اور خون بند نہیں ہوا تو آپؑ نے بوریا جلا کر زخموں پر رکھا جب خون بند ہوا۔اُس وقت کوئی اور صاحبزادی حاضر نہ تھی۔

یہ ساری کوشش چار بیٹیاں ثابت کرنے کی وجہ صرف ایک وجہ ہے کہ

jabir.abbas@yahoo.com

حضرت عثمان کو کوئی فضیلت حاصل ہو جائے چنانچہ اسی لئے اُن کو ذوالنورین۔ یعنی اُن کے گھر دو نور جمع ہو گئے تھے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر اس سے قبل ان بیٹیوں کے کافر شوہر کیا ہوئے کیا وہ بھی نوری ہو گئے۔ اگر باعظمت زوجہ سے زوج یعنی شوہر کو کوئی شرف مل سکتا ہے تو فرعون جو حضرت آسیہ کا شوہر تھا اس کو بھی شرف ملنا چاہیے۔

ان بیٹیوں کے ساتھ حضرت عثمان کا سلوک کیا تھا۔

رقیہ کا ابی لہب کے بیٹے عتبہ سے عقد ہوا تھا۔ سورۃ تبت یدا (تنزیل کے حساب سے ۶ نمبر) نازل ہوا تو ابی لھب نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا انھیں چھوڑ دینے کا یعنی طلاق دلوادی۔ عثمان جو اسوقت مسلمان نہیں ہوئے تھے ان سے عقد کرلیا تھا۔ بدر کی لڑائی کے وقت یہ علیل تھیں اوران کی تیمارداری کا بہانا بتلا کر حضرت عثمان نے جنگ میں شرکت کی معافی حاصل کی تھی۔ یادرہے اگر حضرت عثمان واقعی غنی تھے تو کیا زوجہ کی تیمار داری کے لئے کوئی کنیز کا انتظام نہیں کر سکتے تھے۔ بہانا مل گیا اور جہاد سے بچ گئے۔

هل منكم رجل لم يقارف الليلة۔ جب رقیہ زوجہ عثمان ابن عفان کا انتقال ہوا تو آنحضرت نے فرمایا: وہ شخص قبر میں اُترے کہ جس نے آج کی رات اپنی اہلیہ سے مقاربت نہ کہ ہو پس عثمان قبر میں نہیں اُترے ۔ اور **ابو طلحه** نے میت کو قبر میں اُتارا۔ مصنف نے لفظ **يقارف** کے آگے **فليح** بن سلیمان کی روایت کے بعد اور اتنا بڑھا دیا ہے کہ آنحضرتؐ کی مراد اُس سے جماع معصیت تھا۔ ثابت کی روایت میں یوں ہے کہ جس شخص نے رات میں اہلیہ سے مقاربت نہ کی ہو وہ قبر

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں اُتارے یہ سن کرعثمان پیچھے ہٹ گئےاور طحاوی سے منقول ہے کہ لفظ مقارف میں تصحیف یعنی گناہ ہے گویا طحاوی نے عثمان کے اس فعل پر تعجب کیا۔(کہ عثمان سے اور ایسی حرکت ؟) پیغمبرؐ خدا کے نزدیک عثمان بڑے حریص تھے۔ممکن ہو مرض کوطول ہوا ہواس لئے عثمان کوجماع کی حاجت ہوئی ہواوراس کاخیال نہ رہا ہووہ آج ہی مرجائے گی۔اس حدیث میں ایسی کوئی بات ایسی نہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ جماع موت کے بعد واقع ہوا یا جان کنی کی حالت میں اس کا علم اللہ کو ہے انتہیٰ۔ تاریخ صغیر امام بخاری جلد ١ص ١١ ؛فتح الباری کتاب الجنائز تحت هل منكم رجل لم يقارف الليلة۔جلدسوم ص ١٢٧

دوسری بیٹی جوام کلثوم کے نام سے موسوم ہیں ان کاابی لہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھاانھیں بھی طلاق مل گئی۔یہ واقعہ بھی سورۃ تبت یدا تنزیل کے حساب سے سورہ نمبر٦ جواوائل اسلام یعنی شروع اعلان اسلام کے بعد ہی ہوا ہوگا۔رقیہ فوت ہوئیں ٤ ہجری یا٣ ہجری میں۔ رقیہ کی وفات کے بعد ہی حضرت عثمان نے ان سے عقد کیا۔کسی تاریخ سے یہ واضح نہیں کہ پہلی طلاق کے بعدام کلثوم کا عقد کس سے ہوا۔

ام کلثوم کی وفات:۔

وقد روى قطب الدين الراوندى قصة المغيرة بن أبي العاص في غزوة الخندق وملخص ما هو محط نظرنا منها :أن المغيرة بن أبي العاص ادعى : أنه رمى رسول الله (

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ص)فكسر رباعيته،وشق شفتيه و كذب،وادعى أنه
قتل حمزة
و كذب. فلما كان يوم الخندق ضرب الله على أذنيه،فنام
ولم يستيقظ حتى أصبح،فخشي أن يجئ الطلب فيأخذوه،
وجاء إلى منزل عثمان،وتسمى باسم رجل من بني سليم
كان يجلب إلى عثمان الخيل والغنم والسمن.
فأدخله عثمان منزله.فلما علمت امرأة عثمان ما صنع
بأبيها وعمها صاحت،فأسكتها عثمان . ثم خرج إلى
رسول الله،فطلب منه الامان للمغيرة ثلاث مرات،
والنبي يحول وجهه عنه حتى آمنه في الثالثة . وأجله ثلاثا
،ولعن من أعطاه راحلة،أورحلا أو قتبا ،أو سقاء،أو
قربة،أوإداوة،أو خفاء،أو نعلا ،أو زادا أو ماء . فأعطاه
عثمان هذه الاشياء . ولم يوفق للخروج من محيط
المدينة فأعلم جرائيل النبي بمكانه،فأرسل زيد بن
حارثة والزبير ،فقتله زيد لان النبي كان قد آخى بين زيد
وحمزة. فرجع عثمان إلى امرأته،واتهمها بأنها كانت قد
أخبرت أباها بمكان عمه،فحلفت له بالله ما فعلت،فضربها
بخشبة القتب ضربا مبرحا - كان سبب وفاتها في اليوم
الثاني،وقد منع النبي (ص)عثمان ـ الذي كان قد ألم
بجاريته ليلة وفاتها - من حضور جنازتها ، ولكن قد

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

تقدم بعد غزوة حمراء الاسد : أن هذه القضية قد حصلت بعد واقعة أحد . وربما تكون رواية الراوندي أقرب والله هو العالم. الخرائج والجرائح ج ۱ ص ۹۴ - ۹۶: البحار الانوار ج ۲۲ ص ۱۵۸ . ؛ فی الکافی ج ۳ ص ۲۵۱ والتهذیب ج ۳ ص ۳۳۳: وأخرجه في الوسائل ج ۲ ص ۸۸۱ .

دوسری لڑکی ام کلثوم کا حضرت عثمان سے عقد ہوا؛ بعد غزوۃ حمراء الآسد حضرت عثمان کا چچا مغیرہ بن ابی العاص یہ دعوی کرتا پھرتا تھا کہ اس نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک شہید کیا اور آپؐ کے لب ہائے مبارک کو زخمی کیا اور کہتا تھا وہ ہی اصل میں قاتل حضرت حمزہؑ ہے۔ پس جب خندق کی جنگ ہوئی اللہ نے اُس کے کانوں پر ضرب لگائی اور وہ سو گیا اور صبح تک بیدار نہ ہوا وہ ڈرا کہ تلاش کرنے والا اُسے تلاش نہ کرلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ جو کوئی اس کو امان دے اس پر لعنت اور فرمایا کہ وہ جہاں بھی ہو اُسے قتل کر دیا جائے ۔ اُس نے حضرت عثمان کے گھر میں جا کر پناہ لی۔ اور حضرت عثمان نے اپنی زوجہ ام کلثوم کو تاکید کہ کی وہ اس کا حال کسی سے نہ بیان کرے۔ ادھر حضرت جبرئیل کے ذریعہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کے وہ حضرت عثمان کے گھر میں پوشیدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو بھیجا مگر آپ نے اُس کو وہاں نہیں پایا۔ پھر حضرت جبرئیل نے بتلایا کہ وہ ایک کرسی کے نیچے چھپا ہوا ہے اور اُس کرسی پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ حضرت علیؑ گئے اور اس کو پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں لے آئے۔ حضرت عثمان نے جب سفارش کی تو آپ خاموش ہو گئے، مگر یہ اعلان کیا خدا مغیرہ پر لعنت کرے اور اس پر بھی لعنت جو اُس کو پناہ دے اور اس پر بھی لعنت جو اس کو سواری دے۔ الغرض یہ جب باہر نکلا تو زبیر اور زید کو راستے میں ملا۔ اور ان دونوں نے مل کر اُسے قتل کر ڈالا۔ جب حضرت عثمان کو پتہ چلا کے وہ مار ڈالا گیا تو یہ اپنی زوجہ ام کلثوم پاس آئے اور اس تصور سے کہ ام کلثوم نے ہی نے مغیرہ کا راز آنحضرت ﷺ وآلہ وسلم کو بتلایا ہوگا ضرب عثمان أمراته ضربا مبرحا حتی ماتت انھیں اونٹ کی پالان کے ایک ڈنڈے سے مارنا شروع کیا حتی کہ وہ مر گئیں۔ الصراط المستقیم الراوندی ج ۳ ص ۲۳۸۔ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۱۵۹؛ التاریخ الاسلامی شیخ محمد ھادی ج ۲ ص ۳۶۳۔

مناقب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا:۔

جب کہ خیبر ۷ ہجری میں فتح ہوا اور اسوقت زینب، ام کلثوم یہ دو بیٹیاں زندہ تھیں۔ فتح خیبر کے بعد جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی: سورۃ الاسراء (بنی اسرائیل) آیۃ ۲۶۔ وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا۔ تمھیں چاہئے کہ قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کو اُن حق ادا کردو، اور خبردار اسراف سے کام نہیں لینا۔

وأخرج البزار وأبو يعلى وابن أبي حاتم وابن مردويه، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: لما نزلت هذه

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الآیۃ وآت ذی القربی حقہ ۔ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ فأعطاھا فدك. ۔ الثعلبی؛ الدر المنثور , ج۴ ص۱۷۷ تفسیر ابن کثیر؛ تفسیر جلالین؛ تفسیر فتح القدیر الشوکانی؛ الکامل عبد اللہ بن عدی ج۵ ص ۱۹۰ بزار وابو یعلی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؑ کو بلایا اور فدک عطا فرمایا۔ اسی روایت کو ابن مردویہ نے ابن عباس سے بھی بیان کی۔

معارج النبوت ملا معین واعظ الکاشانی جلد سوم ص ۳۲۱ طبع مکتبہ نبویہ لاہور: پس جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا حق سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں کہ رشتہ داروں کا حق دو، آنحضرت ﷺ وآلہ نے پوچھا خویش کون ہیں؟ اور اُن کا حق کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہؑ ہے۔ حوائط فدک اُسے دو اور فدک میں خدا اور رسول کے لئے جو کچھ ہے اُسے دے دو۔ آنحضرت ﷺ وآلہ نے حضرت فاطمہ کو بلایا اور اس کے لئے تحریر لکھ دی کہ یہ اُن کے پاس ثبوت تھا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اُسے پیش کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی تحریر ہے جو اُنہوں نے میرے، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے لئے لکھی'' انتہی اور وہ تحریر:

وقف محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف ھذہ القریۃ المعلومۃ بحدودھا علی فاطمۃ علیھا السلام وقفا محرما علی غیرھا مؤبدا علیھا ومن بعدھا ذریتھا فمن بدلہ سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ ان

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ سمیع علیم۔ فتاویٰ عزیزی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ناشر ایچ ایم سعید طبع جدید ۱۴۰۸ھ ص ۸۲ بحوالہ معارج النبوت ج ۳ ص ۲۱ ۳: یعنی وقف کیا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف نے اس موضع کو جس کی حدیں معلوم ہیں (حضرت) فاطمہ (علیہا السلام) کے لئے اور ایسا وقف کیا کہ سوا دوسرے کے لئے وہ موضع حرام کر دیا گیا اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے (حضرت فاطمہؑ) کے لئے یہ وقف ہمیشہ کے لئے کر دیا اور یہ شرط فرمادی کہ (حضرت فاطمہ) کی وفات کے بعد یہ موضع اُن کی ذرّیات کے لئے وقف رہے گا تو جو شخص یہ سُن کر وقف کو تبدیل کر دے تو اس کا گناہ تبدیل کرنے والوں پر ہے۔ تحقیق کے اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (یہ عربی تحریر اور اُس کا ترجمہ فتاوی عزیزی میں اس وقت موجود ہے۔ مراد)

ثعلبی نے اس آیت کے تحت مزید یہ لکھا کہ شام کے بازار میں جب ایک ناواقف شخص نے امام زین العابدینؑ سے گستاخانہ کلام کیا تو حضرت علیؑ ابن الحسینؑ اس آیت کریمہ کا حوالہ دے کر اپنا تعارف کروایا۔

حدثنا الحاكم الفاضل أبو عبد الله...الخ عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن سعد بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وآله: أتاني جبريل عليه الصلواة والسلام سفر جلة من الجنة فأكلتها ليلة أسري بي فعلقت خديجه بفاطمة فكنت إذا اشتقت إلى رائحة الجنة شممت رقبة فاطمة عليها السلام۔ مستدرك الصحيحين ج۳ ص۱۵۶؛ الدر المنثور ج۴ ص۱۵۳؛ معجم الكبير طبراني ج۲۲ ص ۴۰۰؛ كنز العمال ج۱۲ ص ۱۰۹ سلسله ۳۴۲۲۸۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے: معراج میں جبرائیل نے جنت کا پھل کھلایا، میں واپس لوٹا تو حضرت فاطمہؑ حضرت خدیجہ کے بطن میں آئیں، جب کبھی میں جنت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا ہوں تو فاطمہؑ کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

عن عائشة ام المؤمنين قالت ما رايت احدا اشبه سمتا ودہ وهديا برسول الله صلى الله عليه وسلم فى قيامها وقعودها من فاطمة بنت رسول الله ﷺ وآلہٖ قالت وكانت إذا دخلت على النبى ﷺ وآله قام اليها فقبلها واجلسها فى مجلس۔ ترمذی باب مناقب ج۲ ص ۷۲۸ (اردو) عربی ج۵ ص۳۶۱؛ المستدرك الصحيحين ج۴ ص ۲۷۳؛ فتح البارى ج۸ ص ۱۰۳ النسائی فضائل الصحابة ص ۷۸۔ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے ایک بھی نہیں دیکھا چال اور چلن وخصلت اور عادت اور اُٹھنے بیٹھنے میں مشابہ رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت فاطمہ علیھا السلام سے زیادہ جو بیٹی تھیں آپ کی اور آنحضرت ﷺ وآلہ کا یہ طریقہ تھا کہ جب وہ (حضرت فاطمہ علیھا السلام) تشریف لے آتیں تو آپ ﷺ وآلہ کھڑے ہو جاتے اور اُن کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔

اور قرآن کریم سے صرف دو آیتیں مع تفسیر ملاحظہ ہو: سورۃ النور: نور على نور يهدى الله لنوره من يشآء و يضرب الله الامثال للناس والله بكل شيئ عليم۔ آیت ۳۵؛ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

الآصَالِ۔آیة ۳۶.
نورعلیٰ نور(روشنی ہی روشنی) ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اُن لوگوں کی مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شئے کا جاننے والا۔اور یہ نور اُن گھروں میں ہے جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اُن کی تعظیم کی جائے۔اور اُن گھروں میں اُس کا ذکر کیا جائے چنانچہ وہ لوگ اُن گھروں میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

وأخرج ابن مردويه عن أنس بن مالك وبريدة قال" : قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية : في بيوت أذن الله أن ترفع : فقام إليه رجل فقال :أي بيوت هذه يا رسول الله؟ قال :بيوت الأنبياء. فقام إليه أبو بكر فقال :يا رسول الله هذا البيت منها؟ البيت علي وفاطمة قال :نعم. من أفاضلها ۔ تفسير الدر المنثور، تفسير الثعلبي۔شواهد التنزيل الحسكاني ج ١ ص ٥٣٣؛ تفسير الآلوسي ج ١٨ص١٧٤انس بن مالک اور بریدہ سے ابن مردویہ نے یہ روایت لی ہے کہ جب یہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ!اس سے کون سے گھر مراد ہیں۔تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کے گھر۔یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ اُٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کے گھر کی طرف اشارہ کرکے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہ گھر بھی انھیں گھروں میں شامل ہیں؟۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں بلکہ اُن میں یہ سب سے افضل ہے۔جس گھر کی تعظیم کی جائے وہ گھر فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سورۃ الشوری۔ آیۃ ۲۳ :قُل لَّآ أَسۡأَلُكُمۡ عَلَيۡهِ أَجۡرًا إِلَّا ٱلۡمَوَدَّةَ فِي ٱلۡقُرۡبَىٰۗ وَمَن يَقۡتَرِفۡ حَسَنَةً نَّزِدۡ لَهُۥ فِيهَا حُسۡنًاۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٞ شَكُورٌ :لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ وآلہ جن کی محبت اللہ نے واجب کی ہے وہ کون ہیں؟۔فرمایا: علیؑ، فاطمہؑ اور اُن کے فرزند حسن اور حسین (علیہما السلام)۔ پھر فرمایا جو میرے اہلبیت پر ظلم کرے اور مجھ کو میرے اہل بیت کے بارے میں اذیت دے اُس پر بہشت حرام ہے۔ تفسیر کشاف، تفسیر کبیر رازی، تفسیر الدر المنثور۔

یہ اس ثبوت میں آیت قل لا اسئلکم میں اقربا سے مراد آپ کے، ہمارے اقربا مراد نہیں ہیں بلکہ آل نبیؐ مراد ہیں:

ہمارے اقربا سے کوئی فائدہ نہیں ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالی

لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیامۃ ۔ الممتحنۃ آیت ۳۔ تمہیں ہرگز نفع نہ دیں گے تمہارے رشتہ دار اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن۔ وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی الا من امن عمل صالحا۔ سورۃ سبا آیت ۳۷ ورنہ تمہارا اماال اور نہ تمہاری اولاد تمہیں ہمارے نزدیک کردیں۔

اس سلسلے میں ایک لطیف نکتہ ملاحظہ ہو عربی گرامر: اکبر واحد مذکر اس کا مونث ہوا کبری، اصغر واحد مذکر اس کا مونث ہوا صغری: اقرب واحد مذکر اس کا واحد مونث ہوا قربی

پس یہ ثابت ہو گیا کہ یہ لڑکیاں ہالہ بنت خویلد خواہر حضرت خدیجہؑ کی تھیں اور اُن کا باپ ابوالھند تھا۔ ان لڑکیوں کا نکاح مشرکین سے ہوا تھا اور لڑکیاں ربائبہ تھیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

حدیث کساء میں تحقیق

جس طرح پہلے بیان ہو چکا ہے ایک امتیاز جو پیرو کار خاندان عصمت و طھارت کا ہے وہ یہ ہے کہ سختی و مشکل کے وقت معارف الٰھی اور احادیث اہلبیت علیھم السلام سے تمسک کر کے درست راستے کو کج و مشکل سے جدا کر لیتا ہے زندگی کی مشکلوں کو ادعیہ، زیارت کو قرآن و روایات معصومین سے کہ جو اس تک پہنچی ہیں اس کے ذریعہ اسکے بے پایان علم و قدرت سے اور خیر الٰھی سے بہرہ مند ہوتا ہے۔

ان میں سے ایک حدیث، جو حضرت زہرا سلام اللہ علیھا سے نقل ہوئی ہے کہ جس میں بہت آثار و برکات ہیں وہ حدیث کساء ہے اس فصل میں کوشش کی ہے خدا تعالی کی مدد کے ساتھ بہت اختصار سے اس حدیث کی فضیلت، سند حدیث اور منابع و متن اس طرح رمز و اسرار حدیث کو بیان کیا آخر میں علماء و مراجع عظام کے نظریات کو بیان کریں گے امید ہے یہ گفتگو اہل بحث تحقیق اور سب اہلبیت عصمت وطھارت کے ماننے والوں کیلئے مفید ہو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول حدیث کساء کی فضیلت و برکت کے لئے یہ کافی ہے اس کی راوی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول خدا سے پوچھا کہ خداوند متعال کی طرف سے اس

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

واقعہ کی کیا فضیلت ہے؟ رسول خدا ﷺ نے جواب میں فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا یہ حدیث مجالس میں کسی ایک مجلس میں نقل کی جائے تو خداوند اس محفل و مجلس والوں پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے رحمت کے ملائکہ اس میں شرکت کرتے ہیں اور اس محفل کے شریک لوگوں کیلئے طلب مغفرت کرتے ہیں اس میں جو غمگین و پریشان ہوگا خدا اس کے غم دور فرمائے گا حضرت علی نے ان فضائل کو سن کر فرمایا خدا کی قسم ہے ہم اور ہمارے شیعہ دنیا و آخرت میں کامیاب و سعادت مند ہیں۔

آخر میں مولا امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم اور ہمارے شیعہ کامیاب ہوگئے پھر دوبارہ پروردگار کعبہ کی قسم کھاتے ہیں یہ جو امیر المومنین خدا کی قسم کھا رہے ہیں اور کامیابی کی بشارت فرما رہے ہیں اس سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ یہ بات بہت روشن اور واضح ہے کیونکہ جب امام کہ جو خداوند کی طرف سے لوگوں کے لئے ولی قرار دیئے گئے ہوں اور وہ ولی بھی بے عیب ہوں اور مقام عصمت کے بھی اعلی درجہ پر فائز ہوں تو پھر جو کوئی ان کی پیروی کرے گا اور ان کے نقش و قدم پر چلے گا یقینا کامیاب ہوگا۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ خدا، رسول اللہ ﷺ اور وصی رسول خدا کا یہ قسم کھانا اس بات کی اہمیت کو بتلاتا ہے۔ درحقیقت یہ خداوند عالم کی جانب سے معصومین اور ان کے پیروکاروں کیلئے تحفہ ہے۔

۲۔ پیامبر خدا ﷺ دوبارہ اپنے وصی علی کو خطاب کرکے قسم کھاتے ہیں:

والذی بعثنی بالحق نبیا و اصطفانی بالرسالۃ نجیا اور پھر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فرماتے ہیں۔ یہ حدیث جس محفل یا مجلس میں بھی پڑھی جائے اور ہمارے محبین وہاں پر ہوں تو جو کوئی دکھ و درد رکھتا ہوگا خداوند عالم ان کے دکھ و درد کو دور فرمائے گا جو کوئی حاجت رکھتا ہوگا خداوند عالم اس کی حاجت روائی کرے گا۔

امیرالمومنین دوبارہ قسم کھا کر فرماتے ہیں ہم اور ہمارے شیعہ کامیاب ہو گئے اور دنیا آخرت کی سعادت ہمیں اور ہمارے شیعیان کو نصیب ہو گئی آخر میں پھر پروردگار کی قسم کھاتے ہیں۔

یہ تمام دعا ان کو جو عظیم الشان پیامبر حضرت محمد مصطفیؐ نے فرمائی ممکن نہیں ہے کہ خداوند عالم کی بارگاہ میں پلٹا دی جائے مخصوصا جب امیرالمومنین نے قسم کھا کر تاکید بھی کر دی ہو۔

آخر میں خداوند متعال خالق کائنات سے طالب توفیق ہیں کہ بحق محمد و آل محمد ہمیں ان کا شیعہ اور محب قرار دے آمین۔

حدیث کسا کی سند

اب تک جو حدیث کساء کی سند کے متعلق تحقیقات ہوئی ہیں ان سے کچھ اسناد اور حوالہ جات ہمیں ملی ہیں کہ جو درج ذیل ہیں۔

قدیم ترین کتاب جو ابھی ہمارے ہاتھ آئی کہ جس میں حدیث کساء کی سند کو نقل کیا ہے وہ کتاب غرر الاخبار و درر الاثار دیلمی (ابومحمد الحسن بن محمد دیلمی صاحب کتاب ارشاد القلوب کہ جو علماء بزرگ آٹھویں ہجری ہیں) محی الدین (کہ جو آیۃ اللہ العظمی آقائی خوئی کے شاگرد ہیں) اپنی کتاب آیۃ التطہیر ص ۸۸ پر اس حدیث کو نقل کیا ہے اور کہا کہ یہ نسخہ کتابخانہ شیر محمد ہمدانی میں دیکھا ہے۔

ایک نسخہ مؤسسہ تحقیقاتی مکتبہ علامہ مجلسی سے ملا ہے کہ جو خطی نسخہ ہے کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جو جلد ہی چھپ جائے گا اس متن اور منتخب طریحی متن کے درمیان جو اختلاف ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متن حدیث کساء مختلف طریقوں سے وجود میں ایا ہے (اس متن کی تصویر آخری صفحہ پر ہے)

ایک اور کتاب کو جو ۱۱۳۳ھ.ق میں کتابت ہوئی اس کا خطی نسخہ آیۃ اللہ العظمی مرعشی نجفی لائبریری میں ۴۰۹۸ نمبر پر محفوظ ہے (اس نسخہ کی تصویر اس کتاب کے آخر میں موجود ہے)

ایک اور کتاب کو جو متن حدیث کساء کو حضرت زہرا سلام اللہ علیھا سے نقل کیا ہے وہ منتخب طریحی (ص ۵۹۲ چاپ لبنان) ۹۷۹۔۱۰۸۵ ھ ق گیارھویں ہجری کے علماء علامہ مجلسی کے ہم عصر ہیں کہ مختلف کتب لکھیں جیسے مجمع البحرین. تفسیر غریب القرآن وضوابطہ الاسماء والرجال و.....

علامہ مجلسی اور علامہ بحرانی نے اس حدیث کو منتخب طریحی سے نقل کیا ہے (علامہ مجلس بحار الانوار ج ۴۴ ص ۲۴۲و ۴۴ و بحرانی عوالم العلوم ج ۷۱ ص ۱۰۱و ۴۰۱)

آیۃ اللہ مرعشی نجفی نے بھی اس متن کو نقل کیا اور ان کی تعریف اس طرح کی ہے علامہ جلیل القدر وثقہ فخر الدین محمد علی الطریحی الاسدی النجفی صاحب مجمع البحرین (مرعشی نجفی سید شھاب الدین ملحقات احقاق الحق ج ۲ ص ۵۵۷) ایک اور کتاب میں حدیث کساء کی سند کا ذکر ہے وہ علامہ شیخ عبداللہ بحرانی صاحب کتاب عوالم العلوم کہ جو شاگرد علامہ مجلسی ہیں کتاب عوالم العلوم میں حدیث کساء کی عظمت کو بیان کیا احادیث اہل بیت کی کتاب کہ جس کو آیت اللہ محمد باقر موحد ابطحی نے اپنی زحمت وہمت کے ساتھ زیر طبع سے آراستہ فرمایا:

اس نے حاشیہ کتاب عوالم (نسخہ میرزا اسلیمان یزدی حدیث کساء کی سند کو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

نقل کیا ہے: رائیت بخط الشیخ الجلیل السید ھاشم. یعنی میں نے سید ھاشم کے دستخط میں دیکھا کہ جو سید ماجد بحرانی سے نقل کیا اور انہوں نے حسن بن زین الدین الشھید ثانی سے انہوں نے مقدس اردبیلی سے انہوں نے علی بن عبد العالی کہ وہ ضیاء الدین علی بن شھید اول سے انہوں نے اپنے باپ سے وہ فخر الدین محققین سے وہ علامہ حلی سے وہ شیخ محقق سے انہوں نے ابن حلی سے اور انہوں نے محمد بن ادریس حلی سے اور انہوں نے ابن حمزہ طوسی صاحب المناقب سے اور انہوں نے محمد بن شھر اشوب سے انہوں نے طبرسی صاحب سے اور انہوں نے حسن بن محمد بن حسن طوسی سے اور انہوں نے اپنے باپ شیخ الطائفہ سے اور انہوں نے شیخ مفید سے اور انہوں نے ابن قولویہ قمی سے انہوں نے مرحوم کلینی سے وہ علی بن ابراھیم بن ھاشم سے انہوں نے اپنے باپ سے۔

انہوں نے احمد بن ابی الفرید سے انہوں نے قاسم بن یحیی جلاء کوفی سے انہوں نے ابو بصیر سے انہوں نے ابان بن تغلب بکری سے انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے انہوں نے حضرت فاطمہ الزھراء سلام اللہ علیھا سے اس سند میں بزرگوں کا نام ہے جیسے سید ھاشم بحرانی صاحب تفسیر برھان اور شیخ حسن بن زید شھید ثانی مقدس اردبیلی، سے کہ وہ علامہ حلی شیخ طوسی صاحب کتاب استبصار و تھذیب الاحکام سے جو کتب اربعہ میں سے دو ہیں۔

شیخ مفید ابن قولویہ، شیخ کلینی صاحب کتاب کافی کہ جن کے متعلق امام زمان کا خطاب کہ الکافی کاف لشیعتنا کہ کافی کتاب ہماری شیعوں کیلئے کافی ہے پھر سند کا سلسلہ جابر بن عبد اللہ انصاری پر ختم ہوتا ہے جو حضرت فاطمہ زہرا سے نقل کرتے ہیں اگر چہ علمی حیثیت سے اس سند کی بررسی و جانچ

jabir.abbas@yahoo.com

پڑتال ہوئی حضرت آیۃ اللہ سید محمد باقر موحد ابطحیی نے موضوع تحقیقات کے ساتھ اس کی بررسی کی ہے (آیۃ اللہ سید محمد باقر موحد ابطحی نے بڑی جانفشانی سے اس سند کا خطی نسخہ سلیمانیہ یز دلائیبریری سے لے آئے اسے چھپوادیا) برحال اس حدیث کی سند کو اکثر بزرگ علماء نے بیان کیا ہے جیسے آیۃ اللہ مرعشی نجفی نے اپنی سند کی اہمیت کے بارے میں فرمایا: خدا نے عنایت فرمائی کہ حدیث کساء کو عوالم میں چھپوادیا کہ جس کو ہم نے دیکھا ہے۔ (بحرانی عوالم العلوم ج ۲ اور ۱۱ ص ۹۳۰)

ایک اور کتاب میں حدیث کساء کی اسی سند کو ذکر کیا ہے کتاب نہج الحجۃ فی فضائل الائمہ علی نقی احسائی کہ جو چودھویں صدی کے علماء سے ہیں انہوں نے اس حدیث کی سند کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

راوی حدیث الکساء من طرفنا مبسوطا علی فضل شیعۃ آل محمد انہوں نے لکھا کہ اس حدیث کی سند مبسوط طریقوں سے منقول ہے خصوصا جو اس کتاب میں سند کا ذکر ہے اور عوالم العلوم کتاب میں عبارتوں کے اختلاف کے ساتھ ذکر ہے بارھویں صدی کے متعدد منابع سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کساء اس وقت معروف تھی۔ آیۃ اللہ العظمی سید صادق شیرازی نے بھی حدیث کسا کو جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا ہے:

عن والدی عن الشیخ عباس قمی.... یعنی میرے والد نے شیخ عباس قمی سے وہ میرزا حسن نوری سے وہ شیخ مرتضیٰ انصاری سے وہ ملا احمد نراقی سے وہ سید بحر العلوم سے انہوں نے وحید بھبھانی سے انہوں نے محمد اکمل کے باپ سے انہوں نے محمد باقر مجلسی سے انہوں نے اپنے باپ محمد تقی مجلسی سے انہوں نے شیخ بہائی سے انہوں نے اپنے باپ حسین عبدالصمد سے انہوں نے شہید ثانی سے انہوں نے علی بن ہلال جزائری سے انہوں نے علی بن

jabir.abbas@yahoo.com

خازن حائری سے انہوں نے احمد بن فہد حلی سے انہوں نے ضیاء الدین علی بن شہید اول سے انہوں نے اپنے باپ محمد بن مکی عاملی سے انہوں نے فخر المحققین سے انہوں انہوں نے ابن نما حلی سے انہوں نے محمد بن ادریس حلی سے۔

انہوں نے ابن حمزہ طولی سے انہوں نے محمد بن شہر اشوب سے انہوں نے باپ الطائفہ سے انہوں نے شیخ مفید سے انہوں نے شیخ صدوق سے انہوں نے شیخ کلینی سے انہوں نے علی بن ابراھیم سے انہوں نے اپنے باپ ابراھیم بن ھاشم سے انہوں نے احمد بن محمد بن ریان بن تغلب سے انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضوان اللہ علیھم اجمعین نے انہوں نے سیدہ صدیقۃ الکبری فاطمہ زہراء سلام اللہ علیھا سے انہوں نے فرمایا:

قالت دخل علی ابن ابی رسول اللہ فی بعض الایام.....

اور دیگر کتب اور رسالہ آیۃ اللہ باقی ملحقات احقاق الحق ج ۲ ص ٥٤٤ اثر حضرت آیۃ اللہ مرعشی نجفی کتاب آیۃ التطہیر فی احادیث الفریقین آیۃ اللہ موحد ابطحی کتاب من فقہ الزہراء سید محمد صادق شیرازی ج ۱ ص ۳٥ یہ کتاب ۰۲۳ صفحہ پر مشتمل ہے یہ کتاب فقہ استنباطی حدیث کساء ہے کہ جو بہت اہمیت کی حامل ہے اثر آیۃ اللہ محمد شیرازی، کتاب حسین علوی دمشقی یہ سب کتب مزکورہ حدیث کساء کے معتبر ہونے پر دلیل ہیں۔

حدیث کساء کے بارے میں کچھ اہم نکات

ایک سوال کہ جو حدیث کساء کی سند کے متعلق ہے اس کے جواب میں چند نکات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جو بہت اہم ہیں۔

۱۔ بہت سی احادیث کے متعلق مختلف شبہات علمی و غیر علمی سوالات اس

jabir.abbas@yahoo.com

وجہ سے ہوئے کہ اس زمانہ میں تحقیقات وچھان بین نہیں ہوئی لیکن جان پڑتال سے یہ سب شبہات برطرف ہوجاتے ہیں جیسے زیارت عاشوراء میں بعض نے شبہات ایجاد کئے ان شبہات کا منہ توڑ جواب دیا گیااور اس پر تحقیقات ہوئیں۔

جیسے کتاب شفاء الصدور فی شرح زیارۃ العاشور یا مقدمہ کتاب زیارت عاشوراء اور اس کے آثار اسی طرح بعض نے زیارت ناحیہ میں کچھ سال پہلے تحقیقات انجام دیں کہ بعض نے اس کی سند کے اسناد پر اعتراض کیا تا کہ اس کا اعتبار نہ رہے لیکن حجۃ الاسلام سید ہدایۃ اللہ طالقانی کی تحقیقات نے اس زیارت کو بہت سی کتب شیعہ سے ذکر کیا جیسے کتاب المزار کبیر شیخ مفید اور دیگر کتب کا تعارف کرایا (بیشتر اطلاع کے لیے موحد ابطحی کی کتاب آیۃ التطہیر فی احادیث الفریقین ج ۳ کی طرف رجوع کریں) پس صرف اس دلیل سے کہ اب تک اس کی سند نہیں ملی لھذا اس پر یقین نہیں کیا جاسکتا بلکہ اکثر کتب میں اس کی سند مذکور ہے۔

۲۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ حدیث کساء کے مطالب اکثر احادیث وروایات میں مختلف طریقوں سے حد تواتر کے ساتھ نقل ہوئے ہیں اس طرح کہ دشمنان امام علی وحضرت زہراء سلام اللہ علیھا وامام حسن وامام حسین نے ان مطالب کو نقل کیا ہے بزرگ علماء نے بیان کیا ہے کہ جو موضوع حد تواتر تک پہنچ جائے لازم نہیں ہے کہ اس کی سند درجہ اعلی صحت واعتبار رکھتی ہو۔

۳۔ ایک اور نکتہ یہ ہے کہ اگر متن دعا یا زیارت بطور مستقیم معصومین علیھم السلام سے صادر نہ ہوئی ہو لیکن اس کا مفہوم ومطلب معصومین سے نقل ہو تو اس کے پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے جیسے دعائے ابوذر کہ جو صحابی

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

پیغمبر[]سے جبرائیل نے اس کے بارے میں سلام عرض کیا ہے کہ یہ دعا آسمان میں اور فرشتوں کے درمیان زمین کی نسبت زیادہ مشہور ہے
(کلینی اصول کافی ج ۲ ص ۵۸۷ وبحار مجلسی ج ۲۲ ص ٤۰۰ باب کیفیۃ اسلام ابی ذر)

٤۔آخر میں مناسب ہے کہ حضرت آیۃ اللہ سید محمد کاظم طباطبائی یزدی صاحب کتاب عروۃ الوثقی کا نظریہ حدیث کساء کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ یہ عالم بزرگوار چند سوالوں کے جواب میں بیان کرتے ہیں:
اصل واقعہ کسا یہ معلومات میں سے ہے جیسا کہ اکثر روایات آیہ تطہیر میں وارد ہوئی ہیں ان سے استفادہ ہوتا ہے ان میں سے ایک حدیث منتخب طریحی ہے لیکن حدیث کساء کو طریحی نے ایک خاص شکل وصورت میں نقل کیا ہے اصحاب کساء کی تعداد میں بہت سی روایات ہیں کہ جو قوی ہیں یہاں تک کہ ان میں سے مرسل بھی قابل ضرر نہیں ہیں (جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا بہت سے محققین اس حدیث پر اشکال کرتے ہیں بہت پرانا ماخذ حدیث کساء کا منتخب طریحی کو قرار دیتے ہیں۔
لیکن اب بھی اس بارے میں تحقیق کی گنجائش ہے کہ اس حدیث کے بعض حصہ کی طرف اشکال کرتے ہوئے کہتے ہیں: اس کا جواب صاحب عروہ نے بہت مناسب دیا ہے) بہر حال اس واقعہ میں متعدد روایات ہیں بعض روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت ام سلمہ کے گھر میں ہوا ایک روایت میں ہے کہ حضرت زینب زوجہ پیغمبر ﷺ ﷺ کے گھر میں ہوا ہے ایک روایت سے استفادہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت زہراء سلام اللہ علیھا کے گھر میں ہوا ممکن ہے اس اختلاف اخبار کو اس طرح دور کیا جائے کہ یہ واقعہ مختلف جگہوں پر ہوا ہے آیت تطہیر سے پہلے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کئی دفعہ یہ واقعہ رونما ہوا اور آیت کے بعد بھی (بیشتر معلومات کے لیے موحد ابطحی کی کتاب آیۃ التطہیر ج ۳ کی طرف رجوع کریں)

چادر کے متعلق بھی روایات مختلف ہیں کہ جس کے نیچے اصحاب خمسہ تھے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ کساء خیبری تھی بعض میں کساء فدکی ہے اور بعض روایات میں ہے کہ کساء کوفی تھی اور بعض کی تعبیر خمیصہ سوداء ہے اور منتخب طریحی میں ہے کہ کساء یمانی تھی یہ اختلاف روایات بھی دلیل ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار اور مختلف جگہوں پر رونما ہوا ہے ان میں سے ایک دفعہ حضرت زہرا ؑ کے گھر میں ہوا ہے یہ جواب دیا ہے البتہ یہ اشکال کہ حاجات پوری نہیں ہوتیں اس حدیث کے آخر میں اشارہ ہوا ہے یہ بھی قابل جواب ہے اس طرح کہ دعا کا قبول نہ ہونا شرائط کے نہ ہونے اور موانع استجابت دعا کی وجہ سے ہے اور یہ اشکال فقط حدیث کساء سے خاص نہیں ہے قرآن مجید کے متعلق بھی اشکال وارد ہوا ہے (سید کاظم طباطبائی یزدی کتاب سوال و جواب ص ٤٤٤)

۵۔ ایک اور اعتراض اس حدیث کے بارے میں کہ اس کو معصومین علیھم السلام کی طرف نسبت دینا حالانکہ کامل یقین ہے کہ یہ معصومین علیھم السلام سے صادر نہیں ہوئی یہاں تک کہ اس حدیث کے عدم صدور پر یقین ہے بنا پر فتوی مراجع معصومین کی طرف نسبت دینا اس حدیث کی حرام ہے بلکہ مبطل روزہ ہے۔

اس اعتراض کا جواب حدیث کساء کے متعلق اس طرح ہے کہ اولا اس حدیث کے منابع و اسناد سے پتہ چلتا ہے کہ قطعا عدم صدور قطعی یقینی نہیں ہے کہ معصوم سے یہ حدیث صادر نہ ہو۔ ثانیا اگر کسی کو ان منابع و اسناد پر یقین نہیں آتا اور معصوم سے صدور میں متردد ہوں بنا بر مراجع عظام کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فتوی پر اگر اس طرح کی احادیث کو سند کے ذکر کے ساتھ نقل کرنا معصوم کی طرف جھوٹ کو بر طرف کرتا ہے اس بنا پر کہ حدیث کساء کا محتوی ومطلب احادیث دیگر کے مطابق معصومین سے منقول ہے اور اس کے پڑھنے پر اعتراض وارد نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کی سند پر علمی اعتراض بھی کیے جائیں سند کے ذکر کے ساتھ پڑھنا اور پھر اس متن کے ساتھ کہ جو اس کتاب میں ہے بہت تجربات ہوئے ہیں کہ کافی حوائج پوری ہوئیں اور برکات پر اکثر نے تائید کی ہے لھذا ایسی محفل برگزار کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ایسی محفلیں کہ جو امر ولایت اہلبیت علیھم السلام کے احیاء کی ہوں ان پر معصومین کی حتما نظر لطف ہوتی ہے اور ایسی محفلیں برکات وآثار عظیم کی حامل ہوتی ہیں۔

حدیث کساء میں بڑے اسرار و رموز ہیں

حدیث کساء کے بہت سے اسرار و رموز ہیں کہ جن میں دقت نظر کرنا اور اس حدیث کے الفاظ ومعانی میں تدبر کرنے سے حاصل کر سکتے ہیں

۱۔حدیث کساء کے ابتدائی حصہ سے اس نکتہ کا استفادہ ہوتا ہے کہ واقعہ کسائیہ اور نزول آیت تطہیر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا کے گھر میں ہوا ہے حالانکہ اکثر روایات کی دلالت اس پر ہے یہ واقعہ حضرت ام سلمہ کے گھر میں ہوا ہے بعض نے کوشش کی ہے کہ حدیث کساء موجودہ کو خدشہ دار کرنا چاہتے ہیں لیکن مرحوم آیۃ اللہ سید محمد کاظم یزدی نے ان کے اعترضات کے منہ توڑ جواب ہیں کہ ان کی کتاب میں مفصل ہیں اس کی طرف رجوع کریں (سوال وجواب فارسی ص ٤٤٤)

اور کتاب آیہ التطھیر فی احادیث الفریقین میں تفصیل سے بحث ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(موحدا بطحی آیت التطہیر فی احادیث الفریقین ج ۳ باب تعداد واقعہ)

یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ یہ واقعہ حضرت فاطمہ الزہرا کے گھر میں ہوا ہے جیسے واثلہ کہ جو اصحاب بزرگ پیغمبر سے ہے بہت سی روایات اس بارے میں نقل ہوئی ہیں اور اہل سنت کے بزرگ علماء نے ان روایات کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے ایک روایت ان میں سے یہ ہے کہ عمار کہتا ہے میں واثلہ کے گھر گیا وہاں کچھ لوگ حضرت علی کو برا بھلا کہہ رہے تھے میں بھی وہاں ان کے ساتھ اس کام میں شریک ہو گیا اور برا کہنے لگا جب وہ واثلہ کے گھر سے چلے گئے تو واثلہ نے تعجب سے پوچھتا کیا ہے؟ تو بھی علی کو برا کہتا ہے؟

میں نے کہا تجھے اس چیز سے مطلع نہ کروں کہ جو میں نے رسول خدا سے دیکھا اور سنا ہے؟ پھر واثلہ نے اس طرح کہا کہ ایک دن حضرت زہراء کے گھر گیا حضرت علیؑ کا پوچھا تو حضرت زہرا سلام اللہ علیھا نے فرمایا علیؑ رسول خدا کے پاس ہیں میں انتظار کرنے کیلئے بیٹھ گیا یہاں تک کہ رسول خدا کو علیؑ کے ساتھ اس حال میں آئے دیکھا کہ حسن و حسین کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے گھر کے دروازے سے داخل ہوئے پھر علی و فاطمہ سلام اللہ علیھا کو رسول ﷺ نے اپنے برابر اور امام حسن و امام حسین کو اپنے زانو پر رسول خد ﷺ نے بیٹھایا اپنی چادر کو ان کے اوپر ڈالا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا (نور الدین علی بن ابی بکر ھیثمی مجمع الزوائد ج۹ ص۱۶۷ مسند احمد ۶۶ رقم ۲۰۱ جسکانی شواھد التنزیل ج۲ ص۲۴ ور مزید تفصیل آیۃ التطھیر فی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

احادیث الفریقین موحد ابطحی ج۳ (ص ۳۷۲ رجوع کریں
)

اس بنا پر دوسرے اقوال بھی اس قول کی طرح بعید نہیں ہیں کہ یہ واقعہ ایک دفعہ اس صورت میں کہ حدیث کساء نقل ہوئی حضرت زہرا کے گھر میں ہوا ہے۔

اگر ہمارے پاس اہلبیت کی فضیلت اور عصمت کو ثابت کرنے کیلئے کوئی آیت روایت یا عقلی دلیل نہ بھی ہو تو یہ حدیث شریف ہمارے لئے کافی ہے۔اس حدیث شریف کی فضیلت کیلئے یہی کافی ہے کہ اس کو جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا سے نقل کرتے ہیں۔

ہمارے پاس بہت کم احادیث ہیں کہ جو خود جناب سیدہ سے نقل ہوئی ہیں، یہ ان نوادرات میں سے ہے۔البتہ اس بات پر بھی توجہ رہے کہ اس حدیث کو جناب سیدہ بلا واسطہ خداوند اور جبرائیل امین سے نقل فرمارہی ہیں (کہ جیسے خدا نے فرمایا یا جبرائیل امین نے یوں کہا.....) یعنی آپ خود بغیر کسی واسطہ کے خدا اور جبرائیل سے نسبت دے رہی ہیں۔ جس سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ آپ نے خود خدا اور جبرائیل سے سنا ہے نہ یہ کہ حضرت پیامبر کے توسط سے نقل کیا ہے۔

۲۔اس حدیث کے اسرار میں سے ایک اسکے آثار و برکات ہیں کہ جو اہلبیت علیھم السلام عصمت وطھارت کے محبین و دوستوں سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں کہ اس حدیث شریف میں حضرت زہراء کو لوگوں کیلئے پناہ گاہ وملجاء بیاں کیا گیا ہے۔

ہم حدیث شریف میں دیکھتے ہیں کہ جب پیامبر ﷺ اپنے بدن میں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ضعف اور کمزوری کا احساس کرتے ہیں تو حضرت زہراء سلام اللہ علیھا کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی شخصیت کتنی باعظمت ہے کہ اولین و آخرین میں سب سے افضل اور اعلی شخصیت آپ کے پاس پناہ لے رہی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت پیامبر ﷺ ﷺ آپ کو ام ابیھا (اپنے باپ کی ماں) سے خطاب کیا کرتے تھے۔ یعنی جیسے کوئی بچہ پریشان ہوتا ہے تو کس طرح اپنی ماں کے پاس پناہ لیتا ہے اگرچہ ہماری عقل معنی ام ابیھا کے سمجھنے سے قاصر ہے۔

بالفاظ دیگر یہ حدیث شریف ایک بہت بڑا درس ہے کہ پیغمبر گرامی کا وجود جب احساس ناتوانی کرے (انی اجد فی بدنی ضعفا) تو حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کے گھر پناہ لینے کے لے جائے حضرت زہراء سلام اللہ علیھا نے دعاو تضرع سے رسول خدا ﷺ کو خدا کی پناہ میں قرار دیا (اعیذك بالله یا ابتاه من الضعف) اس فعل سے رسول خدا کے رخسار مبارک کے آثار ناتوانی نورانیت میں تبدیل ہو گئے انکا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگا (واذا وجه یتلالو کانه البدر فی لیلة تمامه و کماله)

اس بیان سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ لوگوں کی حاجات کے پورا ہونے اور پناہ گاہوں میں سے ایک پناہ گاہ حضرت زہرا ؑ ہیں کیونکہ پیغمبرا کرم ﷺ مشکلات کے وقت حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کی پناہ میں گئے۔

یہاں اس نکتہ کی یادآوری ضروری ہے کہ حاجات کے پورا ہونے اور پناہ گاہ کا ذکر حدیث کساء میں دوسری روایات معصومین/ کے ھماھنگ و مطابق ہے احادیث میں ہے کہ ایک دن ایک عرب بیابان نشین رسول خدا ﷺ کے پاس مدد کیلئے آیا تو حضرت نے اسے فرمایا کہ انشاء اللہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

اس عرب کو ہم کپڑے دیں گے کھانے سے سیر کرائیں گے اسکی ضرورت کو پورا کریں گے۔

پھر سلمان فاسی کو حضرت نے اپنی بیویوں کے گھروں کی طرف بھیجا لیکن حضرت سلمان فارسی خالی واپس آیا کہ جس کی معرفت کا یہ مقام ہے کہ السلمان منا اھل البیت سلمان ہم اھلبیت سے ہے پیغمبر اکرم ﷺ سے عرض کرنے لگا کہ یہ مشکل فقط حضرت زہراء سلام اللہ علیھا کے گھر ہی حل ہو سکتی ہے پھر حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کے گھر آیا حضرت رسول خدا کا پیغام دیا حضرت زہرا سلام اللہ علیھا نے وہ سب چیزیں دیں کہ جو اس کی ضرورت تھی اور وہ عرب مسلمان ہو گیا (بحرانی عوالم العلوم ج ۱۱ ص ۸۶۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک دن ایک بوڑھا آدمی بھوکا پیاسا پرانے پھٹے لباس میں رسول خدا کے پاس حاضر ہوا اپنی مشکل بیان کی حضرت ﷺ نے فرمایا: میرے پاس اب کچھ نہیں کہ تیری مشکل کو حل کروں البتہ تیری ایسے گھر کی طرف رہنمائی کرتا ہوں کہ جو محب خدا و رسول اور محبوب خدا و رسول ہے اور جس نے رہنمائی کی گویا وہ اس مشکل کو حل کرنے یا نیکی کرنے والا ہے اس بوڑھے سے فرمایا:

ابھی حضرت زھراء سلام اللہ علیھا کے گھر جاؤ وہ تمہاری مشکل کو حل کریں گی جب وہ حضرت زہراء سلام اللہ علیھا کے گھر گیا اور اسکی مشکل حل ہوئی تو واپسی پر رسول خدا کے سامنے حضرت زہرا سلام اللہ علیھا ۔ کے حق میں اس طرح دعا کی:

اللھم اعط فاطمۃ مالا عین رات ولا اذن سمعت خدایا حضرت زھرا سلام اللہ علیھا کو وہ کچھ عطا فرما جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہو اور نہ کسی کان نے سنا ہو رسول خدا نے آمین کہی پھر رسول خدا نے اپنی اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ان اللہ قد اعطی فاطمۃ فی الدنیا ذلك خدا نے فاطمہ کو اسی دنیا میں وہی عطا کیا ہے (بحرانی عوالم العلوم ص ۴۸۱)

۳۔ فضیلت اور اہمیتِ ماجرا:

جناب سیدہ فرماتی ہیں صرت انظر الیہ واذا وجھہ یتلالو کانہ البدر فی لیلۃ تمامہ و کمالہ اس بات سے سمجھ میں آتا ہے کہ کوئی اہم واقعہ رونما ہونے والا ہے۔ کیونکہ جناب سیدہ یوں تو ہر روز اپنے والد معظم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیا کرتی تھیں لیکن آج کوئی اہم بات ہے کہ جس کی وجہ سے آپ چہرہ مبارک پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان الفاظ میں بیان فرما رہی ہیں کہ حضرت کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ جس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ آج رونما ہونے والا واقعہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

ادب و احترام اور محبت و فضیلت:

اہل بیت علیھم السلام ایک دوسرے کیلئے محبت اور احترام کے کس قدر قائل تھے کہ جس کے نمونہ ہمیں حدیث شریف کے متعدد مقامات پر نظر آتے ہیں۔

جب امام حسن تشریف لاتے ہیں تو اپنی والدہ گرامی کو سلام عرض کرتے ہیں کہ جس کے جواب میں جناب سیدہ کس قدر محبت سے جواب فرماتی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

ہیں اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے دل کے ٹکڑے۔ اس سے ہمیں یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اپنے بچوں کے ساتھ ادب اور محبت کے ساتھ گفتگو کیا کریں۔ اگر ان کو بلانا ہو تو کتنی نرمی کے ساتھ آواز دیں کیوں کہ اس طرز سخن گوئی کا خود آواز دینے والے اور بچے کی شخصیت کے اوپر بہت اثر ہوتا ہے۔ البتہ یہاں پر اس بحث کی گنجائش نہیں ہے۔

حدیث شریف میں دیکھتے ہیں کہ جب امام حسن، امام حسین یا امیر المومنین صلوات اللہ علیہم تشریف لاتے ہیں تو یہ سب ایک ہی چیز کو حس کرتے ہیں اور وہ ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو اور یہ کہتے ہیں انی اشم عندك رائحة طيبة۔ قبل اس کے کوئی انہیں پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی کی خبر دے وہ خود وجود پاک پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محسوس کر لیتے ہیں۔

اسی طرح دیکھتے ہیں کہ جب امام حسن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تشریف لا کر سلام عرض کرتے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب میں فرماتے ہیں آپ پر بھی سلام ہو اے میرے بیٹے۔ یہاں سے خود امام حسن اور بقیہ ائمہ اطہار کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اور یہ جو جواب میں فرمایا اے میرے حوض کے مالک یعنی وہ حوض کوثر کہ جو ان اعطينك الكوثر (سورۃ کوثر۔۱)

(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے تم کو کوثر عطا کیا)۔ میں مجھے عطا ہوا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

میرے بعد ارث میں تمہیں ملے گا اور در حقیقت تم اس کے مالک ہو گے یہاں پر پیغمبر اکرم ﷺ کا امام حسن کو صاحب حوض اور امام حسین کو شافع امتی اور علی کو صاحب لوائی فرمانا ان کے منصب کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد ان کے منصب کو بھول نہ جانا یا کہیں غصب کرنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ امت کے رہبر و امام ہیں۔

جب امام حسین بھی تشریف لائے تو نزدیک جا کر سلام کیا۔ دونوں بزرگوار امام حسن اور امام حسین میں ایک چیز مشترک نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ کس قدر مودبانہ طریقے سے سلام کیا اور فرمایا "یا من اختارہ اللہ ..... کہ جس سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ اگر کسی بزرگ یا محترم شخص کو سلام کرنا ہو تو کس طرح القابات یا خدا سے اس کی نسبت بیان کرتے ہوئے سلام کرنا چاہیئے.

امام حسین کو دیئے گئے جواب میں دیکھتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا (یعنی اے میری امت کی شفاعت کرنے والے)۔ بہتر ہے کہ یہاں بیان کرتے چلیں کہ شفاعت پر اعتقاد کرنا ضروریات دین میں سے ہے اس سے پہلے کہ شرع مقدس اسلام کو بیان کرے خود عقل اور فطرت انسانی اس بات کو ثابت کرتی ہے۔ تمام اقوام عالم اس بات پر متفق ہیں لیکن اختلاف اس کے مصادیق اور خصوصیات و شرائط میں ہے اب جبکہ شفاعت ضروریات دین میں سے ہے تو اگر کوئی اس بات کا منکر ہو جائے اور اس کا انکار تکذیب رسول ﷺ کہلائے تو بغیر کسی شک و تردید کے وہ مرتد ہو جائے گا البتہ یہ مسائل فقھی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود

jabir.abbas@yahoo.com

ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ امام حسن کے جواب میں رسول خدا ﷺ نے فرمایا میرے حوض کے مالک اور امام حسین کے جواب میں فرمایا میری امت کی شفاعت کرنے والے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ امام حسن شفاعت نہیں کرواسکتے یا امام حسین حوض کے مالک نہیں ہوسکتے بلکہ سارے معصومین تمام فضائل اور مناقب میں مشترک ہیں۔

جیسا کہ متعدد روایات سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے مانند (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۳۶۳ و ج ۶۳ ص ۴۰۰) اولنا محمد و آخرنا محمد و اوسطنا محمد و کلنا محمد۔

یہ ظاہری اختلاف جو ہمیں صفات میں نظر آتے ہیں وہ ان کے زمانے حالات اور واقعات کی وجہ سے ہیں۔ جیسے صبر امام حسن، شجاعت امام حسین، عبادت امام سجاد یا علم امام باقر اور امام صادق صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اسی طرح بقیہ ائمہ اطہار۔

ہر معصوم کی ان کے زمانے کی شرائط کے حساب سے بعض صفات اجاگر ہوسکیں اور بعض منظر عام پر نہ آئیں۔

ہم دیکھتے ہیں جب امیر المومنین تشریف لاتے ہیں تو کس طرح اپنی شریک حیات کو احترام کے ساتھ سلام کرتے ہیں اور کتنی محبت کے ساتھ

jabir.abbas@yahoo.com

فرماتے ہیں۔ السلام علیک یا بنت رسول اللہؐ۔

حضرت پیغمبر ﷺ اور باقی ائمہ کو ہم دیکھتے ہیں کہ خواتین کے ساتھ خاص احترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ یہ دین اسلام ہی ہے کہ جو چودہ سو سال سے خواتین کے حقوق کیلئے فریاد کر رہا ہے۔

جبکہ آج کی مغربی دنیا یا غیر مسلم حلقہ ہم پر الزام عائد کرتے ہیں کہ ہم خواتین کے حقوق پامال کر رہے ہیں۔ جبکہ فقط دو صدی پہلے غرب میں بعض ممالک اور مذاہب میں تو یہ بحث رہی کہ عورت انسان بھی ہے یا نہیں۔ یا مشرق میں ہندوستان ہی کی مثال لے لیجئے کہ عورت کو اس کے مرنے والے شوہر کے ساتھ جلایا جاتا تھا اور بہت سی ایسی باتیں کہ جس کی گنجائش یہاں نہیں ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

خواتین کے حقوق کی بات کرتے ہوئے چودہ سو سال پہلے قرآن میں بیان ہو چکا ہے کہ:

لھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة
(سورۃ بقرہ ۲۲۸:)

اور عورتوں کا مردوں پر ویسے ہی حق ہے جیسے مردوں کا عورتوں پر ہے البتہ مردوں کو عورتوں پر فوقیت ہے۔

خداوند عالم عورت اور مرد کے دو طرفہ احترام کا ذکر فرما رہا ہے جیسے مرد کیلئے عورت کے اوپر کچھ حقوق ہیں بالکل اسی طرح عورت کیلئے بھی مرد کے اوپر کچھ حقوق ہیں۔ اور یہ جو آیۃ کے آخر میں اشارہ ہے (للرجال علیهنّ درجة)

اس کی وجہ خلقت عورت اور مرد میں جسمانی اور روحی فرق ہے۔ جیسے امیر المومنین نے فرمایا:

فان المراۃ ریحانة ولیست بقهرمانة (مستدرک الوسائل ج ۱۴ ص ۲۵۰ باب ۷۶ ح ۱)

اس کے بعد حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بھی اسی طرح کنیت اور لقب کے ساتھ جواب دیتی ہیں۔ علیک السلام یا ابا الحسن و یا امیر المومنین۔

حضرت امیر المومنین بھی پیامبر خدا کو سلام کرنے کے بعد کساء میں آنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ جس کے جواب میں رسول خدا آپ کو چار القاب کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔ (علیك السلام یا اخی و یا وصی و خلیفتی و صاحب لوائی)

رسول خدا سے برادری کا افتخار پوری تاریخ اسلام میں فقط حضرت علی بن ابی طالب کو عطا ہوا ہے۔ اور بے شک یہ القاب ہی خلافت اور امامت امیر المومنین ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

آنحضرت ﷺ آپ کو اپنا وصی، جانشین اور علمدار کہہ رہے ہیں۔

اس کے بعد کچھ باقی ہی نہیں رہ جاتا ہے کسی اور کے افضل یا اعلی ہونے کے بارے میں سوچ سکیں۔

پھر دیکھتے ہیں کہ حضرت زہر سلام اللہ علیھا جبکہ اپنے گھر میں ہیں چادر بھی آپ ہی کی ہے۔لیکن پھر بھی اپنے والد محترم سے کس طرح احترام کے ساتھ کساء میں آنے کی اجازت چا رہی ہیں۔

پنجتن اہل بیت:

اس کے بعد جب پنجتن کساء کے نیچے جمع ہو جاتے ہیں تو رسول خدا نہایت اظہار یگانگی اور یکجہتی کے ساتھ پر معنی الفاظ میں فرماتے ہیں ۱:۔اے خدا یہ ہی میرے خصوصی گھر والے ہیں۔یعنی یہ میری ہر چیز کو جانتے ہیں اور میری کوئی بات ان سے پوشیدہ نہیں ہے۔

یہ میرے گوشت ہیں یہ میرا خون ہیں۔یعنی ہم سب ایک گوشت اور ایک خون سے بنے ہیں جملہ (لحمھم لحمی و دمھم دمی) میں اس بات کی طرف نشاندہی کی گئی ہے کہ ہم سب ایک نور اور ایک چیز سے خلق ہوئے ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

متعدد روایات بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔
جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

یا علی خلق اللہ الناس من اشجار شتی و خلقنی و انت من شجرۃ واحدۃ و انا اصلھا و انت فرعھا فطوبی لعبد تمسك به اصلھا و اکل من فرعھا (بحار الانوار ج۱۵ ص۱۹ باب ۱ ح۲۰)

اے علی! خدا نے لوگوں کو مختلف درختوں سے خلق کیا ہے اور مجھے اور آپ کو ایک درخت سے خلق کیا ہے۔ میں اس درخت کی جڑ اور آپ اس کے تنے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں اس اضافے کے ساتھ بیان فرماتے ہیں:

انا اصلھا و انت فرعھا و الحسن والحسین اغصانھا فمن تعلق بغصن من اغصانھا ادخله اللہ الجنة (۲) بحار الانوار ج۱۵ ص۲۰ باب ۱ ح۱۳)

میں اس کی اصل اور آپ اس کے تنے ہیں اور حسن و حسین اور اس کی شاخیں ہیں لہذا اگر کوئی اس کی کسی بھی شاخ سے مل جائے تو خداوند عالم اس کو جنت میں داخل کردے گا۔

سمعت جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خلقت من نور اللہ عزوجل و خلق اھل بیت من نوری و خلق محبیھم من نورھم... (بحار الانوار ج ۱۵ ص ۲۰ باب ۱ ح ۲۳)

اپنے نانا رسول خدا سے سنا ہے کہ وہ فرمارہے تھے میری خلقت خدا کے نور سے ہوئی ہے اور اہل بیت میرے نور سے ہیں اور ہمارے محبین اہل بیت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے نور سے خلق ہوئے ہیں۔

تخلیق کائنات پنجتن کے صدقے ہیں:

اس کے بعد خدا عالم اپنے ملائکہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے۔ میں نے اس زمین و آسمان، چاند و سورج، ستارے واقیانوس کو فقط ان لوگوں کیلئے اور ان کی محبت میں خلق کیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ کائنات کی خلقت کا مقصد اور ہدف محمدؐ و آل محمد ﷺ ہیں۔ متعدد روایات اس بات کی تائید کرتی ہیں۔ جیسے

قال رسول اللہ ﷺ:

لما خلق الله تعالیٰ آدم البشر و نفخ فیه من روحه التفت آدم یمنة العرش فاذا فی النور خمسة اشباح سجدا و رکعا قال آدم یارب هل خلقت احدا من طین قبلی؟

قال سبحانه: هولاء خمسة من ولدك لولا هم ما خلقتك۔ هولاء خمسة شققت لهم خمسة اسماء من اسمائی۔ لولا هم ما خلقت الجنة ولا النار ولا العرض ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض ولا الملائکة ولا الانس ولا الجن یا آدم هولاء صفوتی من خلقی بهم انجیهم و بهم اهلکهم ...(فرائد لسمطین ج۱ ص ۳۶)

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت آدم نے سوال کیا مجھ سے پہلے بھی تو نے کسی کو مٹی سے بنایا ہے؟ کے جواب میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے یہ پنجتن تمہاری اولادیں سے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو تمیں خلق نہ کرتا۔ ان کے لئے اپنے ناموں میں سے پانچ نام مخصوص کر دیئے اگر یہ نہ ہوتے تو جنت جہنم کی آگ، آسمان، کرسی، زمین، ملائکہ، انسان اور جن کو بھی نہ بناتا...

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسی طرح ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: لما خلق الله آدم و نفخ منه من روحه عطس آدم و قال الحمد لله فاوحی الله تعالی الیه و حمدنی و عبدنی و عزتی و جلالی لولا عبدان ارید ان اخلقهما فی دار الدنیا م خلقتك قال الهی فیکونان منی ؟

قال عزوجل:

نعم یا آدم، ارفع راسك و انظر فرفع راسه فاذا مکتوب علی العرض لا اله الله محمد نبی الرحمة و علی مقیم الجنة و من عرف حق علی زکی و طاب (مستدرك علی الصحیحین ج۱ ص ۱۴۱)

یہاں بھی ملاحظہ فرمائیں کہ خداوند عالم فرما رہا ہے اگر یہ دو شخصیات نہ ہوتیں تو تم کو خلق نہ کرتا.... یہاں تک کہ دوبارہ ارشاد رب العزت ہوتا ہے: اے آدم اپنے سر کو اٹھا کر دیکھو، حضرت آدم نے سر کو اٹھا کر دیکھا تو آسمان پر لکھا ہوا تھا لا اله الا الله محمد نبی رحمت ہیں اور علی جنت میں مقیم ہیں، اور جو کوئی حق علی کی معرفت رکھتا ہوگا وہ پاک اور کامیاب ہو جائے گا۔

اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ حضرت جبرائیل امین گویا تعجب کے ساتھ خداوند عالم سے سوال کرتے ہیں؟ چادر کے نیچے کون لوگ ہیں؟ خداوند عالم ان کے جواب میں فرماتا ہے:

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ نبی ﷺ کے اہل بیت علیھم السلام معدن رسالت ہیں البتہ نبوت کے اہلبیت علیھم السلام اور رسالت کے معدن اور کان سے تعبیر کرنا بھی معنی رکھتا ہے۔یعنی رسالت کی اصل اور جڑ ہیں۔
جیسا کہ دعا اور زیارات معصومین میں بھی آیا ہے مانند زیارت جامعہ کبیرہ و...

اس کے بعد خداوند ارشاد فرماتا ہے(**ھم فاطمۃ و ابوھا و بعلھا و بنوھا**) یعنی (یعنی یہ فاطمہؑ اور ان کے والد اور ان کے شوہر اور ان کے دو بیٹے ہیں)
اگر کسی کا کسی دوسرے شخص سے تعارف کرانا چاہیں تو قاعدہ یہ ہے کہ جو،ان میں سب سے زیادہ معروف اور اہم ہو اس کی نسبت سے متعارف کروایا جاتا ہے اور رسول خدا سے زیادہ کون معروف ہوسکتا ہے؟
لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ پنجتن کا تعارف کرواتے وقت خداوند حضرت فاطمہ زہرا سے شروع کرتا ہے اور سب کو انہی سے نسبت دیتا ہے حضرت زہرا کو پنجتن کے لئے محور قرار دیا ہے۔
یعنی سب آپس میں جناب سیدہ سلام اللہ علیھا کی وجہ سے ایک دوسرے سے مرتبط ہیں۔اس سے حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کی بزرگی اور اعلی مقام کا پتہ چلتا ہے۔اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوقات عالم اور اھل آسمانوں میں سب سے زیادہ معروف شخصیت جناب سیدہ سلام اللہ علیھا کی ہے۔
اور شاید یہ اسی وجہ سے ہے کہ روایات کے مطابق ملائکۃ جب تاریکی میں تھے تو جناب سیدہ سلام اللہ علیھا کے نور کی برکت سے روشنی میں آئے۔
اسی وجہ سے حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

روایات میں نقل ہوا ہے کہ:

عن جابر عن ابی عبداللہ قال قلت لہ :لم سمیت فاطمة الزھرا الزھراء؟ فقال لان اللہ عزوجل خلقھا من نور عظمة فلما اشرقت اضائت السماوات والارض بنورھا وغشیت ابصار الملائکہ وحزت الملائکة للہ ساجدین وقالوا الھنا وسیدنا ما ھذا النور؟

فاوحی اللہ ھذا نور من نوری (عوالم العلوم ج۱۱ ص۱۶ باب ۳ ح۲)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ جب خداوند عالم نے حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کو اپنے نور سے خلق کیا اور جب اس نور نے پوری کائنات کو اپنی آغوش میں لے لیا تو ملائکہ نے سوال کیا پروردگار! یہ کونسا نور ہے؟ جس کے جواب میں خداوند ارشاد فرماتا ہے یہ میرے نوریں سے ایک نور ہے۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلا نور کہ جس کا ملائکہ سے واسطہ پڑا وہ حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کا نور تھا۔ اسی طرح ایک معروف روایت میں بیان ہوتا ہے۔

عن رسول اللہ عن اللہ تبارك وتعالیٰ قال :یا احمد لولاك لما خلقت الافلاك ولولا علی لما خلقتك ولولا فاطمہ لما خلقتکما (عوالم العلوم ج۱۱ ص۶۳، مستدرك سفینة البحار ج۳ ص۳۳۴)

اس حدیث کا پہلا حصہ سب کتب شیعہ وسنی میں مختلف سند کے ساتھ ذکر ہے پوری حدیث کو طھرانی میرزا ابوالفضل شفاء الصدور فی شرح زیارت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

العاشور ج۱ص ۵۲۲ میں ذکر کیا ہے واضح وروشن ہے کہ مرکز تخلیق کائنات حضرت زہراء سلام اللہ علیھا ہیں.

ترجمہ حدیث:

رسول خدا ﷺ نقل کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے فرمایا: اے احمدؐ! اگر تم نہ ہوتے تو میں اس کائنات کو خلق نہ کرتا اور اگر علیؑ نہ ہوتے تو تمہیں خلق نہ کرتا اور اگر فاطمہؑ نہ ہوتیں تو تم دونوں کو خلق نہ کرتا۔

اگر فقط اسی روایت کو دیکھیں تو کہہ سکتے ہیں کہ ھدف اور مقصد خلقت کائنات رسول خدا ﷺ کے بعد حضرت زہرا سلام اللہ علیھا ہیں کیونکہ ضرورت دین اور مذھب کے مطابق ثابت ہے کہ ھدف نہائی اور آخری مقصد کائنات وجود پاک حضرت خاتم الانبیاء ہیں۔ یہاں سے حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کے اعلیٰ درجات اور مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

حدیث کساء میں ایسی عبارتیں موجود ہیں کہ جو حضرت کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں کہ جو حضرت زہراء سلام اللہ علیھا بغیر کسی واسطہ کے خدا تعالی سے کلام کیا اور فرشتوں اور خدا کے درمیان اور آسمان کے رہنے والوں سے گفتگو کو یاد کیا گیا ہے

فقال عزوجل یا ملائکتی ویا سکان سمواتی انی ما خلقت سماء مبنیة ...وفقال جبرائیل یارب اتاذن لی ان اھبط الی الارض لا کون معصم سادسا؟ ....وفقال اللہ نعم..

اور جبرائیل کو بی بیؑ نے دیکھا اور گفتگو کی یا حضرت زہرا ﷺ نے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

جبرائیل اور پیغمبر کے درمیان جو گفتگو ہوئی اسے سنا:

ضبط الامین جبرائیل وقال السلام علیک یارسول اللہ اس مطلب سے استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت زہراء سلام اللہ علیھا کا بہت بڑا مقام ومرتبہ و منزلت ہے کہ جو خدا کے کلام فرشتوں اور جبرائیل کی گفتگو کو سنتی ہیں اس مطلب پر حدیث کساء کے علاوہ بقیہ بہت روایات ہیں جو دلالت کرتی ہیں صحف حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا کہ جو علم ما کان و ما یکون اس میں ہے۔

رحلت پیغمبر اکرم ﷺ کے بعد حضرت جبرائیل امام حسین حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کے پاس آتے اور مطالب کو پیش کرتے حضرت زہراء سلام اللہ علیھا ان مطالب کو حضرت علی علیہ السلام سے بیان کرتیں اور حضرت علی ان کو لکھ لیتے (بحرانی عوالم ج ۲ ص ۳٤٨ و ص ١١)

ایک اور حدیث میں ابو بصیر کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق تین بار قسم یاد کر کے فرمایا خدا کی قسم کہ مصحف فاطمہ سلام اللہ علیھا میں وہی مطالب تھے کہ جو قرآن میں ہیں حالانکہ ایک کلمہ بھی اضافی نہیں ہے اور ان مطالب کو خدا تعالی نے حضرت زہراء سلام اللہ علیھا کو بیان فرمایا اس مصحف میں وہ علم ہے جو علم ما کان ہے (عوالم ج ۲ ص ۳٤٨)

٥۔ حدیث کساء کے اسرار میں سے ایک بڑا راز یہ ہے کہ حضرت زہراء کا بڑا مقام ہے اور حدیث کساء میں ہے کہ جب جبرائیل خدا تعالی سے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عرض کرتا ہے کہ اس کساء کے نیچے کون ہیں یہ پانچ ہستیاں اس قدر فضائل رکھتی ہیں کہ سب آسمان وزمین وموجودات ان کی برکت سے وجود میں آئے اور تخلیق ہوئے. خدا تعالی جواب میں فرمایا: ہے:

ھم فاطمة و ابوھا و بعلھا و بنوھا یہ فاطمہ سلام اللہ علیھا اور انکے باپ اور انکے شوہر اور دو بیٹے ہیں اس عبارت سے واضح ہے کہ بی بی زہراء سلام اللہ علیھا کا بہت بڑا مقام ہے کہ تعارف حضرت زہراء سلام اللہ علیھا کے وجود سے ہورہا ہے سب آسمان وفرشتوں کے درمیان یہ بتایا جارہا ہے کہ یہ فاطمہ ہیں کتب علمی میں ہے کہ ایک چیز کے تعارف کیلئے یا ایک شخص کے تعارف کیلئے ضروری ہے کہ چند چیزوں اور اشخاص سے استفادہ کیا جائے کہ جو مخاطب کیلئے آشنا تر وواضح تر ہوں۔

اس حدیث میں چار بڑی شخصیات کا ذکر ہے یعنی وجود مبارک ختمی مرتبت حضرت علی امام حسن امام حسین انکا تعارف حضرت زہراء سلام اللہ علیھا کے وجود مبارک سے ہوا با الفاظ دیگر حدیث کساء میں محور ومرکز حضرت زہراء ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ فرشتگان الہی حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کے متعارف ہیں کہ آسمان وزمین اور جو کچھ اس میں ہے وہ حضرت زہراء سلام اللہ علیھا کے وجود کی برکت سے ہے۔

جبرئل کے کساء میں آنے کی خواہش:

اس کے بعد حدیث شریف کساء میں دیکھتے ہیں کہ ملائکہ کے سردار جبرائیل امین خداوند عالم سے درخواست کرتے ہیں کہ مجھے بھی پنجتن علیھم السلام کے ساتھ کساء میں شامل ہونے کی اجازت دیں۔ اور یہاں پر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

جبرائیل امین فرماتے ہیں :لا کون معھم سادسا جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اہلبیت فقط پانچ افراد تھے جبھی جبرائیل نے فرمایا:

تا کہ انکے ساتھ چھٹا بن جاؤں۔

یہی بات ان لوگوں کے قول کورد کرتی ہے کہ جو ازواج رسول کو اہل بیت میں شامل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بڑی تعداد میں علماء اھل سنت سے روایات بھی موجود ہیں کہ جو ازواج رسول کو اھل بیت سے جدا کرتی ہیں کہ جن کے حوالے اور مختصر سی بحث علیحدہ فصل میں بیان کی گئی ہے۔ اور آیت شریفہ تطہیر میں موجود حصر اور محدودیت کو یہاں حدیث شریف میں خود تفسیر کر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد جبرائیل امین تشریف لائے اور سلام کے بعد خداوند کے سلام اور مخصوص تحیت و اکرام پہنچانے کے بعد فرماتے ہیں۔ رب العزت اپنی عزت اور جلالت کی قسم کھا کر فرماتا ہے آسمان و زمین، چاند و سورج، ستارے اور سمندروں کو فقط اور فقط آپ لوگوں کی محبت میں بنایا ہے۔

اس کے بعد جبرائیل امین اجازت طلب فرما کر کساء میں شامل ہو جاتے ہیں۔

حدیث کساء میں پڑھتے ہیں کہ جب حضرت حسین اور حضرت امیر المومنین

jabir.abbas@yahoo.com

علی حضرت زہراؑ کے گھر میں آئے تو انہوں خوشبو کا احساس کیا ان تینوں شیخصیتوں نے فرمایا: کہ یہ پیغمبر اکرم کی خوشبو ہے (انی اشم عندك رائحة طيبة.... سوال یہ ہے کہ یہ خوشبو کونسی خوشبو تھی؟ کیا پیغمبر نے عطر لگایا تھا یا کوئی اور خوشبو تھی جو کچھ قرائن سے استفادہ کیا ہے وہ خوشبو خوشبو نبوت تھی اور خوشبو اہلبیت نبوت ہی محسوس کر سکتے ہیں.

احادیث میں بہت اہم اشارہ ہوا ہے کہ ہر آدمی میں ایک خاص خوشبو ہوتی ہے احادیث میں جنت کی خوشبو (جیسے پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب مجھے جنت کا اشتیاق ہوتا تو میں حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی خوشبو سونگھتا ہوں انہیں سے جنت کی خوشبو آتی ہے (مجلسی بحار الانوار ج ۹۳ ص ۵۵) من لم يصلی علی آلی لم يجد ريح الجنة جو میری آل پر درود نہیں بھیجتا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکے گا،۔ بحار ج ۴۹ ص ۶۵ سطر ۳) اور جہنم میں بد عقیدہ و بد رفتار انسانوں کی بد بو اچھے انسان کی خوش بو) (اولیاء الٰہی فرشتوں کی خوش بو سونگھتے ہیں)

الف۔ اذا کان یوم القیامة احب الله ریحا منشنه (بحار ج ۹۷ ص ۵۲)

ب۔ حدیث میں ہے بغض آل محمد میں کوئی مر جائے تو اس سے مردار کی بد بو آتی ہے بحار ج ۸ ص ۲۱۰) یا جو کسی مسلمان کی غیبت کرے۔ (قیامت کے دن اسکے منہ سے مردار کی بد بو آئے گی کہ جو اہل قیامت کو تکلیف

دے گی یا اہل جہنم اس عالم کہ جس نے اپنے علم کو لوگوں سے چھپایا اس کی بد بو سے اذیت میں ہونگے (بحار ج ۲ ص ۳۰)

ج۔ حدیث میں ہے کہ جو مومن نیک کام کرنے کا قصد کرے تو فرشتے اس کے بدن سے خوشبو سونگھتے ہیں (بحار ج ۱۷ ص ۰۶۳) شاید اسی لئے حدیث کساء میں فرماتا ہے: کہ فرشتے ایسی محفل میں آتے ہیں اور خوشبو سونگھتے ہیں اور ایسی محفلوں میں آتے جاتے ہیں اس بنا پر انسان بھی اپنی روحانی پرورش سے ایسی خوشبو کو محسوس کر سکتے ہیں۔

د۔ حدیث میں ہے کہ جب حضرت زہراء سلام اللہ علیھا سلام اللہ علیھا پر احتضار کا وقت تھا جبرائیل اور ملک الموت نے سلام کیا بی بی نے فرشتوں کی آواز تھی اور انکی خوشبو سونگھی (بحار ج ۴۳ ص ۲۰۰ بحرانی عوالم العلوم ج ۲ و ج ۱۱ ص ۱۰۷۱)
بہر حال جو کچھ اس حدیث کساء کے متعلق کہنا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ ایک خاص خوشبو رکھتے تھے کہ انبیاء کرام سے مخصوص ہے۔
حضرت امیر المومنین علی ایک حدیث میں فرماتے ہیں۔
انی اری الوحی والدساحه و اشم ریح النبوة کہ میں حب نور روح ورسالة کو مشاھدة کرتا تو اس سے نبوت کی خوشبو سونگھتا (نہج البلاغه خطبه ۱۹۸ اس طرح فرماتے ہیں ما شمت غبرة اطیب من رائحة النبی کوئی کستوری پیغمبر کی خوش بو سے زیادہ میں نے نہیں سونگھی (مجلسی بحار الانوار ج ۱۶ ص ۱۹)

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ خوشبو فقط پیغمبر اکرمؐ کی زندگی سے مخصوص نہیں تھی بلکہ رحلت کے بعد حضرت کے جسم اطہر سے خوشبو آتی تھی ما اطیبك حیا و میتا۔علی فرماتے ہیں کہ میں نے پیغمبر کے جسم اطہر سے موت کے وقت خوش بو سونگھی کہ جو انکی زندگی میں میں نے نہیں دیکھی نہ سونگھی)(کلینی کافی ج۶ص۵۳۸ مجلسی بحار الانوار ج۴۱ص۶۴۰) تشبیہ کے مقام پر یہ جملہ کہا جاتا ہے ما بعث اللہ نبیا الا و معہ رائحۃ السفر جل کسی پیغمبر کو خدا نے مبعوث نہیں کیا مگر اس کے ساتھ خوشبو بہ دانہ تھی (بحار ج ۲۲ ص ۳۲۵)

۶۔حدیث کساء کے بعض کلمات میں خدا تعالی اہلبیت علیھم السلام کی توصیف میں فرماتا ہے:

کہ میں نے آسمان و زمین، چاند، ستارے و خورشید اور کشتیاں اور دریا کو اہلبیت علیھم السلام کی محبت میں پیدا کیا۔

دوسرے الفاظ میں یہ کہ تمام موجودات جہان کو اہلبیت علیھم السلام کے وجود مبارک سے وجود عطا کیا یہ مطلب مختلف طریقوں سے احادیث اہلسنت و شیعہ میں ہے بعنوان مثال حضرت امام رضا کہ جب حضرت آدم کو مسجود ملائکہ قرار دیا اور جنت میں داخل فرمایا تو یہ سوال حضرت آدم کے ذہن میں آیا کہ کیا مجھ سے برتر خدا نے کبھی کوئی مخلوق پیدا کی ہے؟

اس وقت خدا نے فرمایا: اے آدم عرش کی طرف دیکھو آدم نے عرش کی طرف نگاہ کی تو پنجتن کے نام دیکھے خدا تعالی نے آدم سے فرمایا:

یہ تیری نسل اور اولاد ہیں اور تجھ سے برتر و افضل ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو جنت و جہنم ...... آسمان و زمین کو خلق بھی نہ کرتا۔

ایک اور روایت میں ابو ہریرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں: جب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

آدم نے عرش کی طرف دیکھا تو پانچ انوار کا مشاہدہ کیا خداوند سے عرض کی یہ پانچ نور کیا ہیں؟ خدا تعالی نے جواب میں فرمایا: یہ پانچ انوار تیری اولاد ہیں ان کی محبت میں تجھے اور ساری کائنات کو خلق کیا اگر یہ نہ ہوتے تو جنت و دوزخ، آسمان و زمین عرش و کرسی، فرشتے و جنات اور انسانوں کو خلق نہ کرتا۔

اے آدم مجھے اپنی عزت کی قسم اگر کسی نے ایک رائی کے دانہ کے برابر ان سے بغض رکھا تو میں اسے جہنم میں ڈالونگا. اے آدم یہ میری برگزیدہ مخلوق ہے میں ان کے ذریعہ لوگوں کو نجات دونگا اور انکے ذریعہ لوگوں کو ھلاک کرونگا اے آدم تجھے کوئی مجھ سے حاجت ہو تو انکا واسطہ دینا ان سے توسل کرنا

(الحموینی فوائد السبطین ج۱ص۳۶ بحرانی سید ھاشم غایۃ المرام ص۱۰ ابو عبداللہ الرازی اوارج المطالب ص۴۶۱ شوشتری قاضی نور اللہ احقاق الحق ج۹ص۲۰۳ البحرانی عوالم ج۱ص۲۲۷۔

ایک اور نکتہ جو قابل ذکر ہے کہ حدیث کساء کی محفل برپا کرنے میں جو ثواب ہے وہی خود حدیث کساء کے پڑھنے میں ہے۔

ما ذکر خبرنا ھذا من محفل من محافل اھل الارض و فیہ جمع من شیعتنا و محبینا و فیھم معھم مھموم الا وفرج اللہ ھمہ ولا مغموم الا و کشف اللہ غمہ ولا طالب حاجۃ الا وقضی اللہ حاجتہ...

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

حدیث کساء پڑھنے کا اجر:

حدیث شریف کساء کے آخر میں خدا اس حدیث شریف کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اس کو پڑھنے والے کیلئے دو مرتبہ دعا فرماتے ہیں۔

۱۔حضرت امیر المومنین پیامبر سے اس طرح زیر کساء بیٹھنے کی فضیلت کے بارے میں سوال فرماتے ہیں۔جس کے جواب میں پیامبر ﷺ خداوند عالم کی طرح قسم کھاتے ہیں)

والذی بعثنی بالحق نبیا و الصطفانی بالرسالۃ نجیا (پھر اس کے بعد فرماتے ہیں:

جس مجلس اور محفل میں ہمارے چاہنے والے ہوں اور وہاں اس حدیث کا ذکر ہو یا پڑھی جائے خدا کی رحمتیں ان پر نازل ہوں گی۔

یہ اجر عظیم بڑے ھدف اور مقصد کی وجہ سے ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں ولایت معصومین علیہم السلام ہے۔متعدد روایات میں اس بات کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

یہ ثواب ایک جداگانہ توسل حضرت زہراء سے ان کے وجود کی برکت پر دلالت کرتا ہے کہ ایسی مجالس کہ جو ذکر اھلبیت علیہم السلام برقرار ہوں احادیث میں ہے کہ جو ہم اہلبیت/کا ذکر کرے اور اس مجلس میں ہمارے شیعہ حاضر ہوں اور معارف اہلبیت علیھم السلام وامر ولایت کو زندہ کریں ان کے حق میں معصومین علیھم السلام دعا کرتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام،فضیل سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہمارے شیعہ ہماری

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مجالس برپا کرتے ہیں؟ جب امام نے جواب مثبت سنا تو فرمایا:

ان تلك المجالس احبها فاحبوا اضرب یا فضیل رحم الله من احیا امرنا۔

یہ مجالس ہیں کہ جو میں دوست رکھتا ہوں اے فضیل خدا رحمت کرے اس پر جو ہمارے امر کو احیا کرے بحار الانوار ج ٤٤ و ١٧ ص ٠٦٢ و ١٥٣

اس طرح اور بھی بہت سی روایات ہیں علامہ مجلسی مراۃ العقول ج ۹ ص ۳۵) تفسیر. حیاۃ لامرنا. میں فرماتے ہیں ایسے جلسے و گفتگو کو جو اہلبیت کے امر کو زندہ رکھنے کا سبب ہوں جیسے علوم معارف اھلبیت علیھم السلام و امر امامت کا احیاء دین کی بقا کا باعث ہیں)

اس بنا پر حدیث کسا کی محافل بھی امر ولایت کے احیاء کا باعث ہیں ایسی مجالس و محافل کیلئے اہلبیت علیھم السلام اپنے ماننے والوں کو دعا دیتے ہیں۔

البتہ شرط یہ ہے کہ خالص نیت کے ساتھ ہوں اور ایسی گفتگو و کردار سے نہ ہوں کہ جن سے وہ راضی نہیں ہیں. اس بنا پر حدیث کساء کے بعض کلمات یہ ہیں کہ خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے ایسی مجالس و محافل پر جب تک کہ وہ جماعت متفرق نہ ہو فرشتے ان کیلئے طلب مغفرت کرتے ہیں۔

اگر اس جماعت میں کوئی غمگین و پریشان ہے تو اسکا غم دور کیا جاتا ہے
اگر اس اجتماع میں کوئی حاجت مند ہو تو خدا اسکی حاجت کو پورا فرماتا ہے

٨۔ حدیث کساء کی محفل میں جو شیعہ حاضر ہوتے ہیں اور ان میں ذکر اہلبیت علیھم السلام پڑھتے اور سنتے ہیں ایسی مجلس کیلئے فرشتے طلب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

مغفرت کرتے ہیں (ماذکر خبرنا ھذا فی محفل من محافل اھل الارض و منه جمع من شیعتنا و محبینا الا و نزلت علیهم الرحمة و حفت بعد الملائکة و استغفرت لهم الی ان یتفرقوا ...)

فرشتوں کا طلب مغفرت کرنا اھلبیت علیھم السلام عصمت وطہارت کے محبوں پر دوسری روایات بھی اسکی تاکید کرتی ہیں بعنوان مثال عایشہ عاص کی بیٹی رسول خدا سے نقل کرتی ہے:

کہ جو جماعت اھلبیت علیھم السلام کے ذکر پر جمع ہوں تو ایسی مجالس میں شرکت کرنے والے فرشتے جب آسمان کی طرف جاتے ہیں تو دوسرے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ ایسی خوشبو تم سے محسوس کر رہے ہیں کہ جو آج تک محسوس نہیں کی وہ ان کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم ایسی مجلس میں تھے کہ جس میں محمد وآل محمد کا ذکر تھا ملائکہ ان سے کہتے ہیں ہمیں بھی وہاں لے چلو تا کہ باقی بچا ہوا عطر وخوشبو ہمیں نصیب ہو۔ (قندوزی ینابیع المودة ص ۲۶۴ شوشتری احقاق الحق ج۹ ص ۵۰۰ مزید تفصیل کیلئے آیة التطهیر فی احادیث الفریقین ج۲ ص ۲۳۷ پر رجوع کریں)

شھادت کے بعد لوگوں پر حضرت زہرا کی عنایات

حضرت زہرا سلام اللہ علیھا اور دوسرے افراد واھلبیت علیھم السلام

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

آیت مباہلہ کا شان نزول + روایات اہل سنت کی روشنی میں

میر مراد علی خان

اہل سنت کی بیشمار کتب میں اس آیت کا مصداق پنجتن سلام اللہ علیہم کو قرار دیا گیا ہے اور جن ہستیوں سے نصاری نے شکست کھائی وہ پنجتن پاک سلام اللہ علیہم کی ذوات مقدسہ تھیں۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ ال عمران آیت 61

آؤ ہم تم اپنے اپنے فرزندوں کو اور ہم تم اپنی اپنی عورتوں کو اور ہم تم خاص اپنی اپنی جانوں کو بلا لیں، پھر ہم عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

۱۔ صحیح مسلم

– جب یہ آیت (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ) نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فاطمہ، علی، حسن اور حسین [سلام اللہ علیہم} کو بلوایا اور فرمایا یا اللہ یہی میرے اہل بیت ہیں۔

صحیح مسلم ج 7 ص 120 باب فضائل علی۔۔۔۔

المؤلف :أبو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری

المحقق:الناشر :دار الجیل بیروت+دار الأفاق الجدیدة بیروت.

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۔مسنداحمد

الآيَةُ (نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ) دَعَا رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَناً وَحُسَيْناً فَقَالَ «اللَّهُمَّ هَؤُلاَءِ أَهْلِى»

مسند أحمد/باب مسند سعد بن ابى وقاص ج 4 ص 139

۳۔سنن الترمذی

حدثنا قتيبة حدثنا حاتم بن إسماعيل عن بكير بن مسمار هو مدنی ثقة عن عامر بن سعيد بن أبي وقاص عن أبيه قال : لما أنزل الله هذه الآية { ندع أبناءنا وأبناء كم } دعا رسول الله صلى الله عليه و سلم عليا و فاطمة و حسنا و حسينا فقال اللهم هؤلاء أهلی

قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح

قال الشيخ الألبانی : صحيح الإسناد

الجامع الصحيح سنن الترمذی ج 5 ص 225 باب سوره آل عمران و ص 638

المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذی السلمی

الناشر : دار إحياء التراث العربی - بيروت

تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرون

۴۔ تحفة الأحوذی۔

قوله (قال لما نزلت هذه الاية) أی المسماة باية المباهلة ندع أبناءنا وأبناء كم الخ الاية بتمامها مع تفسيرها هكذا فمن حاجك فيه أی فمن جادلك فی عيسى وقيل فی الحق من

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بعدما جاءك من العلم يعنى بأن عيسى عبد الله ورسوله
فقل تعالوا أى هلموا ندع أبناءنا وأبناءكم أى يدع كل
منا ومنكم أبناءه ونساءنا ونساءكم وأنفسنا وأنفسكم
ثم نبتهل أى نتضرع فى الدعاء فنجعل لعنة الله على
الكاذبين بأن تقول اللهم العن الكاذب فى شأن عيسى (
دعا رسول الله عليا) فنزله منزلة نفسه لما بينهما من
القرابة والأخوة (وفاطمة) أى لأنها أخص النساء من
أقاربه (وحسنا وحسينا) فنزلهما بمنزلة ابنيه (فقال
اللهم هؤلاء أهلى) تحفة الأحوذى بشرح جامع الترمذى
ج 8ص 278
المؤلف : محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم
المباركفورى أبو العلا
الناشر : دار الكتب العلمية - بيروت
الشريعة للآجرى
وأمر الله عز وجل نبيه بالمباهلة لأهل الكتاب لما دعوه
إلى المباهلة، فقال الله عز وجل :(قل تعالوا ندع
أبناءنا وأبناءكم ونساءنا ونساءكم وأنفسنا
وأنفسكم. فأبناؤنا وأبناؤكم : فالحسن والحسين رضى
الله عنهما ونساؤنا ونساؤكم : فاطمة بنت رسول الله صلى
الله عليه وسلم، وأنفسنا وأنفسكم : على بن أبى طالب
رضى الله عنه. الشريعة للآجرى ج 3ص 335
۵۔روح المعانی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وقد أخرج مسلم والترمذي وغيرهما عن سعد بن أبي وقاص قال» :لما نزلت هذه الآية {قُلۡ تَعَالَوۡاْ * نَدۡعُ} الخ دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم علياً وفاطمة وحسناً وحسيناً فقال :اللهم هؤلاء أهلي« وهذا الذي ذكرناه من دعائه صلى الله عليه وسلم هؤلاء الأربعة المتناسبة رضي الله تعالى عنهم هو المشهور المعول عليه لدى المحدثين، وأخرج ابن عساكر عن جعفر بن محمد عن أبيه رضي الله تعالى عنهم »أنه لما نزلت هذه الآية جاء بأبي بكر وولده وبعمر وولده وبعثمان وولده وبعلي وولده« وهذا خلاف ما رواه الجمهور :.روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ج3 ص190

المؤلف :محمود الألوسي أبو الفضل

الناشر :دار إحياء التراث العربي - بيروت

٦۔ آلوسی نے لکھا ہے کہ: یہ آیت پنجتن کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اسی پر محدثین نے اعتماد کیا اور جو روایت ابن عساکر نے امام جعفر علیہ السلام نقل کی ہے وہ خلاف جمہور ہے روایت یہ ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اکرم ص ابوبکر اور انکی اولاد کو، عمر اور انکی اولاد کو، عثمان اور انکی اولاد کو، علی {علیہ السلام} اور انکی اولاد کو مباہلہ کے لئے لے گئے۔

نوٹ: الوسی کیوں تکلف سے کام لیتے ہیں یہی انہیں جعلی روایت میں سے ہیں جو اہلبیت سے منسوب کردی جاتی ہے کیوں صاف نہیں کہہ دیتے کہ یہ کن لوگوں کی گڑی ہوئی روایت ہے؟؟

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۷۔المستدرک علی الصحیحین

–أخبرنی جعفر بن محمد بن نصیر الخلدی ببغداد ثنا موسی بن هارون ثنا قتیبة بن سعید ثنا حاتم بن إسماعیل عن بکیر بن مسمار عن عامر بن سعد عن أبیه قال :لما نزلت ذهه الآیة {ندع أبناءنا و أبناء کم و نساءنا و نساء کم و أنفسنا و أنفسکم} دعا رسول الله صلی الله علیه و سلم علیا و فاطمة و حسنا و حسینا رضی الله عنهم فقال :اللهم هؤلاء أهلی۔هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین و لم یخرجاه

تعلیق الذهبی قی التلخیص :علی شرط البخاری و مسلم۔المستدرك علی الصحیحین ج 3ص163

المؤلف :محمد بن عبد الله أبو عبد الله الحاکم النیسابوریالناشر :دار الکتب العلمیة-بیروت

الطبعة الأولی، 1411-1990

تحقیق :مصطفی عبد القادر عطا

۸۔سنن البیهقی

وروی حاتم بن إسماعیل عن بکیر بن مسمار عن عامر بن سعد عن أبیه قال :لما نزلت هذه الآیة {ندع أبناءنا و أبناء کم و نساءنا و نساء کم} دعا رسول الله صلی الله علیه و سلم علیا و فاطمة و حسنا و حسینا فقال اللهم هؤلاء أهلی

سنن البیهقی الکبری ج 7ص 63

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

المؤلف :أحمد بن الحسين بن علی بن موسى أبو بكر البيهقی

الناشر :مكتبة دار الباز-مكة المكرمة

۹۔شرح العقيدة الطحاوية

(صحيح)

لما نزلت الآية :(فقل تعالوا ندعوا أبنائنا وأبنائكم ونسائنا ونسائكم وأنفسنا وأنفسكم) دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال: "اللهم هؤلاء أهلی"

شرح العقيدة الطحاوية ص 547

المؤلف :علی بن علی بن محمد بن أبي العز الحنفي (المتوفى: 792ھ)

الناشر :المكتب الإسلامی-بيروت

تحقيق :محمد ناصر الدين الألبانی

الطبعة :الثانية-1414

۱۰۔مختصر منهاج السنة

والجواب أن يقال :أما أخذه عليًا وفاطمة والحسن والحسين فی المباهلة فحديث صحيح، رواه مسلم عن سعد بن أبي وقاص، قال فی حديث طويل لما نزلت هذه الآية: ((فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ)) [آل عمران 61:] دعا رسول الله صلى الله عليه

jabir.abbas@yahoo.com

وسلم عليًّا وفاطمة وحسنًا وحسينًا فقال :(اللهم
هؤلاء أهلي)
مختصر منهاج السنة لأبي العباس شيخ الإسلام أحمد
بن تيمية ج 2ص 451

jabir.abbas@yahoo.com

"وعترتی اهل بیتی "صحیح هے یا "وسنتی"؟

حدیث ثقلین ایک بے حد مشہور حدیث ہے جسے محدثین نے اپنی کتابوں میں ان دو طریقوں سے نقل کیا ہے:

الف:" کتاب اللہ وعترت أهل بیت"

ب:" کتاب اللہ وسنت"

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دو میں سے کونسی حدیث صحیح ہے؟

جواب: پیغمبر اسلام سے جو حدیث صحیح اور معتبر طریقے سے نقل ہوئی ہے اس میں لفظ اہل بیتی آیا ہے. اور وہ روایت جس میں اہل بیتی کی جگہ سنتی آیا ہے وہ سند کے اعتبار سے باطل اور نا قابل قبول ہے ہاں جس حدیث میں واہل بیتی ہے اس کی سند مکمل طور پر صحیح ہے.

حدیث واہل بیتی کی سند

اس مضمون کی حدیث کو دو بزرگ محدثوں نے نقل کیا ہے:

۱۔ مسلم، اپنی صحیح میں زید بن ارقم سے نقل کرتے ہیں: ایک دن پیغمبر اکرم ﷺ نے ایک ایسے تالاب کے کنارے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس کا نام خم تھا یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع تھا اس خطبے میں آپ نے خداوند کریم کی حمد وثنا کے بعد لوگوں کو نصیحت فرمائی اور یوں فرمایا:

"أَلاَ أَيُّها الناس، فَإِنما أنا بشر يوشك أن يأت رسول رب فأجيب وأنا تارك فيكم الثقلين. أولهما كتاب الله فيه

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

الهدی والنور، فخذوا کتاب الله واستمسکوا به، فحث علی کتاب الله ورغب فیه ثم قال: وأهل بیت أُذکرکم الله ف أهل بیت. أُذکرکم الله ف أهل بیت. أُذکرکم الله ف أهل بیت."(۱)

اے لوگو! بے شک میں ایک بشر ہوں اور قریب ہے کہ میرے پروردگار کا بھیجا ہوا نمائندہ آئے اور میں اس کی دعوت قبول کروں میں تمہارے درمیان دو وزنی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا ہے جس میں ہدایت اور نور ہے کتاب خدا کو لے لو اور اسے تھامے رکھو اور پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب خدا پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی اور اس کی جانب رغبت دلائی اس کے بعد یوں (۱) صحیح مسلم جلد ٤ ص ۱۸۰۳ حدیث نمبر ۲٤۰۸ طبع عبدالباقی

فرمایا اور دوسرے میرے اہل بیت ہیں. اپنے اہل بیت کے سلسلے میں، میں تمہیں خدا کی یاد دلاتا ہوں اور اس جملے کی تین مرتبہ تکرار فرمائی.

اس حدیث کے متن کو دارمی نے بھی اپنی کتاب سنن (۱) میں نقل کیا ہے. پس کہنا چاہئے کہ حدیث ثقلین کے مذکورہ فقرے کیلئے یہ دونوں ہی سندیں روز روشن کی طرح واضح ہیں اور ان میں کوئی خدشہ نہیں ہے.

۲۔ ترمذی نے اس حدیث کے متن کو لفظ "عترتی اهل بیتی" کے ساتھ نقل کیا ہے: متنِ حدیث اس طرح ہے:

"إنّ تارك فیکم ما إن تمسکتم به لن تضلوا بعد، أحدهما أعظم من الاخر: کتاب الله حبل ممدود من السماء إلی الأرض وعترت أهل بیت، لن یفترقا حتی یردا علَّ الحوض فانظروا کیف تخلفون فیهما"(۱)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان سے متمسک رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ان دو چیزوں میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، کتاب خدا ایک ایسی رسی ہے جو آسمان

(۱) سنن دارمی جلد ۲ ص ٤٣٢، ٤٣١

(۲) سنن ترمذی جلد ٥ ص ٦٦٣ نمبر ٣٧٧٨٨

سے زمین تک آویزاں ہے اور دوسرے میرے اہل بیت ہیں. اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں. لہذا یہ دیکھنا کہ تم میرے بعد ان کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کرتے ہو.

صحیح کے مؤلف مسلم اور سنن کے مؤلف ترمذی نے لفظ ''اھل بیتی '' پر زور دیا ہے اور یہی مطلب ہمارے نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے یہی نہیں بلکہ ان کی نقل کردہ سندیں پوری طرح سے قابل اعتماد اور خصوصی طور پر معتبر مانی گئی ہیں.

لفظ ''و سنتی '' والی حدیث کی سند

وہ روایت کہ جس میں لفظ ''اھل بیتی '' کی جگہ ''سنتی'' آیا ہے جعلی ہے. اس کی سند ضعیف ہے اور اسے اموی حکومت کے درباریوں نے گھڑا ہے.

۱۔ حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب مستدرک میں مذکورہ مضمون کو ذیل کی سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے.

''عباس بن أب أویس ''عن ''أب أویس ''عن ''ثور بن زید الدیلم ''عن ''عکرمه ''عن ''ابن عباس'' قال رسول اللہ: ''یا أیّھا الناس إنّ قد ترکت فیکم .إن

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اعتصمتم به فلن تضلوا أبداً کتاب اللہ و سنۃ نبیہ."
اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان دو چیزوں کو چھوڑا ہے اگر تم نے ان دونوں کو تھامے رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اور وہ کتاب خدا اور سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (۱)

اس حدیث کے اس مضمون کے راویوں کے درمیان ایک ایسے باپ بیٹے ہیں جو سند کی دنیا میں آفت شمار ہوتے ہیں وہ باپ بیٹے اسماعیل بن ابی اویس اور ابو اویس ہیں کسی نے بھی ان کے موثق ہونے کی شہادت نہیں دی ہے بلکہ ان کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ یہ دونوں جھوٹے اور حدیثیں گھڑنے والے تھے۔

ان دو کے بارے میں علمائے رجال کا نظریہ

حافظ مزی نے اپنی کتاب تہذیب الکمال میں اسماعیل اور اس کے باپ کے بارے میں علم رجال کے محققین کا نظریہ اس طرح نقل کیا ہے: یحییٰ بن معین (جن کا شمار علم رجال کے بزرگ علماء میں ہوتا ہے) کہتے ہیں کہ ابو اویس اور ان کا بیٹا دونوں ہی ضعیف ہیں۔

اسی طرح یحییٰ بن معین سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ دونوں حدیث کے چور تھے۔ ابن معین سے بھی اسی طرح منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ابو اویس کے بیٹے پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

ابو اویس کے بیٹے کے بارے میں نسائی کہتے تھے کہ وہ ضعیف اور نا قابل اعتماد ہے۔

............(۱) حاکم مستدرک جلد نمبر ۱ ص ۹۳

ابو القاسم لالکائی نے لکھا ہے کہ "نسائی" نے اس کے خلاف بہت سی باتیں کہی ہیں اور یہاں تک کہا ہے کہ اس کی حدیثوں کو چھوڑ دیا جائے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابن عدی (جو کہ علماء رجال میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ ابن ابی اویس نے اپنے ماموں مالک سے ایسی عجیب وغریب روایتیں نقل کی ہیں جن کو ماننے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ہے(۱)

ابن حجر اپنی کتاب فتح الباری کے مقدمہ میں لکھتے ہیں، ابن ابی اویس کی حدیث سے ہرگز حجت قائم نہیں کی جاسکتی، چونکہ نسائی نے اس کی مذمت کی ہے۔(۲)

حافظ سید احمد بن صدیق اپنی کتاب فتح الملک العلی میں سلمہ بن شیب سے اسماعیل بن ابی اویس کے بارے میں نقل کرتے ہیں، سلمہ بن شیب کہتے ہیں کہ میں نے خود اسماعیل بن ابی اویس سے سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا: جب میں یہ دیکھتا کہ مدینہ والے کسی مسئلے میں اختلاف کرکے دو گروہوں میں بٹ گئے ہیں تو اس وقت میں حدیث گھڑ لیتا تھا۔(۳)

اس اعتبار سے اسماعیل بن ابی اویس کا جرم یہ ہے کہ وہ حدیثیں گھڑتا تھا ابن معین نے کہا ہے کہ وہ جھوٹا تھا اس سے بڑھ کر یہ کہ اس کی حدیث کو نہ تو صحیح مسلم نے نقل کیا ہے

(۱) حافظ مزی، کتاب تہذیب الکمال ج۳ ص۱۲۷

(۲) مقدمہ فتح الباری ابن حجر عسقلانی ص ۳۹۱ طبع دار المعرفۃ

(۳) کتاب فتح الملک العلی، حافظ سید احمد ص ۱۵

اور نہ ہی ترمذی نے، اور نہ ہی دوسری کتب صحاح میں اس کی حدیث کو نقل کیا گیا ہے۔

اور اسی طرح ابو اویس کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے کہ ابو حاتم رازی نے اپنی کتاب "جرح و تعدیل" میں اس کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ ابو اویس کی حدیثیں کتابوں میں لکھی تو جاتی ہیں مگر ان سے حجت قائم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس کی حدیثیں قوی اور محکم نہیں ہیں (۱)
اسی طرح ابو حاتم نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ ابو اویس قابل اعتماد نہیں ہے.

جب وہ روایت صحیح نہیں ہوسکتی جس کی سند میں یہ دو افراد ہوں تو پھر اس روایت کا کیا حال ہوگا جو ایک صحیح اور قابل عمل روایت کی مخالف ہو.

یہاں پر قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ اس حدیث کے ناقل حاکم نیشا پوری نے خود اس

حدیث کے ضعیف ہونے کا اعتراف کیا ہے اسی وجہ سے انہوں نے اس حدیث کی سند کی تصحیح نہیں کی ہے لیکن اس حدیث کے صحیح ہونے کے لئے ایک گواہ لائے ہیں جو خود سند کے اعتبار سے کمزور اور نا قابل اعتبار ہے اسی وجہ سے یہ شاہد حدیث کو تقویت دینے کے بجائے اس کو اور ضعیف بنا رہا ہے اب ہم یہاں ان کے لائے ہوئے فضول گواہ کو درج ذیل عنوان کی صورت میں ذکر کرتے ہیں:

............(۱) الجرح والتعدیل جلد ٥ ص ۹۲ ابو حاتم رازی

حدیث "وسنتي" کی دوسری سند

حاکم نیشا پوری نے اس حدیث کو ابو ہریرہ سے مرفوع (۱) طریقہ سے ایک ایسی سند کے ساتھ جسے ہم بعد میں پیش کریں گے یوں نقل کیا ہے:

إن قد تركت فيكم شيئين لن تضلوا بعدهما : كتاب الله و سنتي و لن يفترقا حتى يردا علّا لحوض. (۲)

اس متن کو حاکم نیشا پوری نے درج ذیل سلسلہ سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

"الضب" عن "صالح بن موسیٰ الطلح" عن "عبد العزيز بن رفيع" عن "أبو صالح" عن "أبو هريره"

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی طرح جعلی ہے. اس حدیث کے سلسلہ سند میں صالح بن موسی الطلحی نامی شخص ہے جس کے بارے میں ہم علم رجال کے بزرگ علماء کے

نظریات کو یہاں بیان کرتے ہیں:

یحییٰ بن معین کہتے ہیں: کہ صالح بن موسیٰ قابل اعتماد نہیں ہے. ابو حاتم رازی کہتے ہیں، اس کی حدیث ضعیف اور نا قابل قبول ہے اس نے بہت سے موثق ومعتبر

(۱) حدیث مرفوع: ایسی حدیث کو کہا جاتا ہے جس کی سند سے ایک یا کئی افراد حذف ہوں اور ان کی جگہ کلمہ "رفعه" استعمال کردیا گیا ہو تو ایسی حدیث ضعیف ہوگی. (مترجم)

(۲) حاکم مستدرک جلد ۱ ص ۹۳

افراد کی طرف نسبت دے کر بہت سی نا قابل قبول احادیث کو نقل کیا ہے. نسائی کہتے ہیں کہ صالح بن موسیٰ کی نقل کردہ احادیث لکھنے کے قابل نہیں ہیں، ایک اور مقام پر کہتے ہیں کہ اس کی نقل کردہ احادیث متروک ہیں (۱).

ابن حجر اپنی کتاب "تهذيب التهذيب" میں لکھتے ہیں: ابن حِبانّ کہتے ہیں: کہ صالح بن موسیٰ موثق افراد کی طرف ایسی باتوں کی نسبت دیتا ہے جو ذرا بھی ان کی باتوں سے مشابہت نہیں رکھتیں سرانجام اس کے بارے میں یوں کہتے ہیں: اس کی حدیث نہ تو دلیل بن سکتی ہے اور نہ ہی اس کی حدیث حجت ہے ابو نعیم اس کے بارے میں یوں کہتے ہیں: اس کی حدیث متروک ہے۔ وہ ہمیشہ نا قابل قبول حدیثیں نقل کرتا تھا (۲)

اسی طرح ابن حجر اپنی کتاب تقریب (۳) میں کہتے ہیں کہ اس کی حدیث

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

متروک ہے اسی طرح ذہبی نے اپنی کتاب کاشف (٤) میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ صالح بن موسیٰ کی حدیث ضعیف ہے.

یہاں تک کہ ذہبی نے صالح بن موسیٰ کی اسی حدیث کو اپنی کتاب "میزان الاعتدال"

میں ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ صالح بن موسیٰ کی نقل کردہ یہ حدیث اس کی نا قابل قبول احادیث میں سے ہے. (٥)

............(١) تہذیب الکمال جلد ١٣ ص ٩٦ حافظ مزی.

(٢) تہذیب التہذیب جلد ٤ ص ٣٥٥، ابن حجر

(٣) ترجمہ تقریب، نمبر ٢٨٩١، ابن حجر

(٤) ترجمہ الکاشف، نمبر ٢٤١٢ ذہبی

(٥) میزان الاعتدال جلد ٢ ص ٣٠٢ ذہبی

حدیث "وسنتی" کی تیسری سند

ابن عبدالبر نے اپنی کتاب "تمھید" (١) میں اس حدیث کے متن کو درج ذیل سلسلہ سند کے ساتھ نقل کیا ہے.

"عبدالرحمن بن یحییٰ "عن" احمد بن سعید" عن "محمد بن ابراھیم الدبیل "عن" علی بن زید الفرائض" عن "الحنین" عن " کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف" عن "أبیہ" عن "جدہ".

امام شافعی نے کثیر بن عبداللہ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ جھوٹ کے ارکان میں سے ایک رکن تھا۔ (٢)

ابوداؤد کہتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے افراد میں سے تھا. (٣)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابن حبان اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ عبداللہ بن کثیر نے حدیث کی جو کتاب اپنے باپ اور دادا سے نقل کی ہے اس کی بنیاد جعل حدیث پر ہے اس کی کتاب سے کچھ نقل کرنا اور عبداللہ بن کثیر سے روایت لینا قطعا حرام ہے صرف اس صورت میں صحیح ہے کہ اس کی بات کو تعجب کے طور پر یا تنقید کرنے کے لئے نقل کیا جائے۔ (٤)

.... (١) التمہید، جلد ٢٤ ص ٣٣١

(٢) تھذیب التھذیب جلد ٨ ص ٣٧٧ (دارالفکر) اور تھذیب الکمال جلد ٢٤ ص ١٣٨

(٣) گزشتہ کتابوں سے مأخوذ

(٤) المجروحین، جلد ٢ ص ٢٢١ ابن حبان

نسائی اور دارقطنی کہتے ہیں: اس کی حدیث متروک ہے امام احمد کہتے ہیں: کہ وہ معتبر راوی نہیں ہے اور اعتماد کے لائق نہیں ہے۔

اسی طرح اس کے بارے میں ابن معین کا بھی یہی نظریہ ہے تعجب انگیز بات تو یہ ہے کہ ابن حجر نے ''التقریب'' کے ترجمہ میں صالح بن موسیٰ کو فقط ضعیف کہنے پر اکتفاء کیا ہے اور صالح بن موسیٰ کو جھوٹا کہنے والوں کو شدت پسند قرار دیا ہے، حالانکہ علمائے رجال نے اس کے بارے میں جھوٹا اور حدیثیں گھڑنے والا جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں یہاں تک کہ ذھبی اس کے بارے میں کہتے ہیں: اس کی باتیں باطل اور ضعیف ہیں۔

سند کے بغیر متن کا نقل

امام مالک نے اسی متن کو کتاب ''الموطا'' (١) میں سند کے بغیر اور بصورت مرسل (٢) نقل کیا ہے جبکہ ہم سب جانتے ہیں کہ اس قسم کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حدیث کوئی حیثیت نہیں رکھتی اس تحقیق سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ حدیث جس میں "وسنتی" ہے وہ جعلی اور من گھڑت ہے اور اسے جھوٹے راویوں اور اموی حکومت کے درباریوں نے "وعترتی" کے کلمہ والی صحیح حدیث کے مقابلے میں گھڑا ہے لہذا مساجد کے خطباء،

(۱) الموطا، مالک ص ۸۸۹ حدیث ۳.

(۲) روایت مرسل: ایسی روایت کو کہا جاتا ہے جس کے سلسلہ سند سے کوئی راوی حذف ہو جیسے کہا جائے "عن رجل" یا عن بعض اصحابنا تو ایسی روایت مرسلہ ہوگی (مترجم)

مقررین اور ائمہ جماعت حضرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس حدیث کو چھوڑ دیں جو رسول نے بیان نہیں کی ہے بلکہ اس کی جگہ صحیح حدیث سے لوگوں کو آشنا کریں۔ اور وہ حدیث جسے مسلم نے اپنی کتاب "صحیح" میں لفظ "واھل بیتی" کے ساتھ اور ترمذی نے لفظ "عترتی واھل بیتی" کے ساتھ نقل کیا ہے اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں اسی طرح علم و دانش کے متلاشی افراد کے لئے ضروری ہے کہ علم حدیث سیکھیں تا کہ صحیح اور ضعیف حدیث کو ایک دوسرے سے جدا کرسکیں۔

آخر میں ہم یہ یاد دلا دیں کہ حدیث ثقلین میں لفظ "اھل بیتی" سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حضرت علی اور وہ حضرت فاطمہ زہرا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ہیں۔

کیونکہ مسلم نے (۱) اپنی کتاب صحیح میں اور ترمذی نے (۲) اپنی کتاب سنن میں حضرت عائشہ سے اس طرح نقل کیا ہے:

نزلت هذه الآية على النبی ﷺ. (إنّما يريدُ اللهُ ليذهب عَنكم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الرِجْسَ أَهْلَ البيتِ ويُطِّهر كم تطهيراً) ف بيت أم سلمة فدعا النبﷺ فاطمة وحسناً وحسيناً فجللهم بكساءٍ وعَلِّ خلف

(۱) صحیح مسلم جلد ٤ ص ١٨٨٣ ح ٢٤٢٤.

(٢) ترمذی جلد ٥ ص ٦٦٣

ظهره فجلله بكساء ثم قال: أللّهم هٰؤلاء أهل بيت فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا. قالت أم سلمة و أنا معهم يا نبى الله؟ قال أنتِ على مكانك و أنتِ إلى الخير (١).

یہ آیت (إنّما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرِجْسَ اَھْلَ البیتِ و یُطَھِّر کم تطھیراً) ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی ہے پیغمبر اسلام ﷺ نے فاطمہ، حسن وحسین کو اپنی عبا کے اندر لے لیا اس وقت علی آنحضرت ﷺ کے پیچھے تھے آپ نے ان کو بھی چادر کے اندر بلا لیا اور فرمایا: اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں پلیدیوں کو ان سے دور رکھ اور ان کو پاک و پاکیزہ قرار دے۔ ام سلمہ نے کہا: اے پیغمبر خدا ﷺ کیا میں بھی ان میں سے ہوں (یعنی آیت میں جو لفظ اہل بیت آیا ہے میں بھی اس میں شامل ہوں؟) پیغمبر اکرم ※ نے فرمایا تم اپنی جگہ پر ہی رہو (عبا کے نیچے مت آؤ) اور تم نیکی کے راستے پر ہو ۔

حدیث ثقلین کا مفہوم

چونکہ رسول اسلام نے عترت کو قرآن کا ہم پلہ قرار دیا ہے اور دونوں کو امت کے

............(١) اقتباس از حسن بن علی السقاف صحیح

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

درمیان حجت خدا قرار دیا ہے لہٰذا اس سے دو نتیجے نکلتے ہیں:
١۔قرآن کی طرح عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام بھی حجت ہے اور تمام دینی امور خواہ وہ عقیدے سے متعلق ہوں یا فقہ سے متعلق ان سب میں ضروری ہے کہ ان کے کلام سے
تمسک کیا جائے ،اور ان کی طرف سے دلیل ورہنمائی مل جانے کے بعد ان سے روگردانی کر کے کسی اور کی طرف نہیں جانا چاہیئے.
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان خلافت اور امت کے سیاسی امور کی رہبری کے مسئلہ میں دو گروہوں میں بٹ گئے اور ہر گروہ اپنی بات کو حق ثابت کرنے کے لیے دلیل پیش کرنے لگا اگر چہ مسلمانوں کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے مگر اہل بیت کی علمی مرجعیت کے سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں کیا جا سکتا.
کیونکہ سارے مسلمان حدیث ثقلین کے صحیح ہونے پر متفق ہیں اور یہ حدیث عقائد اور احکام میں قرآن اور عترت کو مرجع قرار دیتی ہے اگر امت اسلامی اس حدیث پر عمل کرتی تو اس کے درمیان اختلاف کا دائرہ محدود اور وحدت کا دائرہ وسیع ہو جاتا.
٢۔قرآن مجید، کلام خدا ہونے کے لحاظ سے ہر قسم کی خطا اور غلطی سے محفوظ ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ اس میں خطا اور غلطی کا احتمال دیا جائے جبکہ خداوند کریم نے اس کی یوں توصیف کی ہے:
(لَا یَأْتِیهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِیلٌ مِنْ حَکِیمٍ حَمِیدٍ)(١)
باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے اور یہ حکیم وحمید

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے.
اگر قرآن مجید ہر قسم کی خطا سے محفوظ ہے تو اس کے ہم رتبہ اور ہم پلہ افراد بھی ہر قسم
کی خطا سے محفوظ ہیں کیونکہ یہ صحیح نہیں ہے کہ ایک یا کئی خطا کار افراد
قرآن مجید کے ہم پلہ اور ہم وزن قرار پائیں۔ یہ حدیث گواہ ہے کہ وہ
افراد ہر قسم کی لغزش اور خطا سے محفوظ اور معصوم ہیں البتہ یہ بات ملحوظ رہے
کہ عصمت کا لازمہ نبوت نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی معصوم ہو لیکن
نبی نہ ہو جیسے حضرت مریم اس آیہ شریفہ:

(إِنَّ اللهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ) (۲)

(اے مریم!) خدا نے تمہیں چن لیا اور پاکیزہ بنا دیا ہے اور عالمین کی
عورتوں میں منتخب قرار دیا ہے۔
کے مطابق گناہ سے تو پاک ہیں لیکن پیغمبر نہیں ہیں۔

.............(۱) سورہ فصلت آیت ٤٢
(۲) سورہ آل عمران آیت ٤٢

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تفسیر آیۂ ولایت سنی تفاسیر کی روشنی میں

مولائے کائنات امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی ولایت اور بلا فصل خلافت و امامت پر قرآن کریم سے کئی دلائل پیش کئے گئے ہیں مگر کچھ آیتیں ایسی ہیں جن کی حیثیت امامت و خلافت کے موضوع پر شق القمر سے زیادہ محکم ہے۔ یعنی یہ آیتیں وہ ہیں جو ہمارے مولاؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور انکی ولایت، امامت اور خلافت پر دلالت کر رہی ہیں اور تمام شیعہ اور سنی علماء ان پر متفق ہیں سوائے چند متعصب اور متکبر افراد کے جن کے انکار کی بنیاد عصبیت و عناد و لجاجت پر مبنی تھی ایسی ہی چند آیتوں میں ایک آیہ ولایت ہے۔

سورۃ المائدہ: آیہ 55

تمہارا ولی صرف اللہ ہے اسکا رسول ہے اور وہ صاحبان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں۔

آیئے! اس مضمون میں ہم اہل سنت کی تفاسیر میں سے چند روایات نقل کرتے ہیں جو اس آیۂ مبارکہ کے ذیل میں درج کی گئی ہیں۔

پہلی حدیث

مشہور و معروف مفسر قرآن احمد بن محمد ثعلبی اپنی تفسیر اَلْكَشْفُ وَ الْبَيَانُ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سدی، عتبۃ بن ابی حکیم اور غالب بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قول إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ سے مراد، علی بن ابی طالبؑ ہیں کیونکہ جب مسجد میں حالت رکوع میں تھے ایک سائل آپ کے پاس سے گذرا تو آپؑ نے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اپنی انگشتری اسے عطا کی۔

پھر ثعلبی لکھتے ہیں: ہمیں ابوالحسن محمد بن القاسم الفقیہ نے خبر دی عبداللہ بن احمد الشعرانی سے، انہوں نے ابوعلی احمد بن علی بن رزین سے، انہوں نے مظفر بن حسن الانصاری سے، انہوں نے السری بن علی الورّاق سے، انہوں نے یحیٰی بن عبدالحمید الحمانی سے، انہوں نے قیس بن ربیع سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے عبایہ بن الربعی سے اور انہوں نے نقل کیا عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سے جبکہ آپ زمزم کے کنارے تشریف فرما تھے اور کہہ رہے تھے "قال رسول اللہ" جب ایک شخص جو عمامہ پہنے ہوئے تھا اور عمامہ سے اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھا کھڑا ہوا۔ اب جو جو ابن عباس کہتے تھے "قال رسول اللہ" وہ شخص دہراتا تھا "قال رسولُ اللہِ" (یعنی وہ ابن عباس کے قول کی تائید کرتا جاتا تھا کہ ہاں یقیناً یہ حدیث رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے)۔

ابن عباس نے دریافت کیا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں تم کون ہو؟ اس شخص نے اپنے چہرے پر سے نقاب ہٹائی اور کہنے لگا: اے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے وہ مجھے پہچانتا ہے۔ اور جو مجھے نہیں پہچانتا ہے تو وہ جان لے کہ میں جندب بن جنادہ البدری ابوذر الغفاری ہوں۔ میں نے پیغمبر ﷺ سے سنا ہے ورنہ میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں اور میں نے پیغمبر ﷺ کو دیکھا ہے ورنہ میری دونوں آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ میں نے یہ سنا کہ آپؐ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

علیؑ نیکو کار افراد کے رہبر ہیں کفار کے قاتل ہیں، جس نے علیؑ کی نصرت کی اسکی مدد کی جائیگی اور جس نے علیؑ کو چھوڑ دیا، اسے چھوڑ دیا جائیگا۔
جان لو کہ ایک روز میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ظہر پڑھی۔
ایک سائل نے مسجد میں آ کر سوال کیا مگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا سائل نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور کہنے لگا
پروردگارا! تو گواہ رہنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں سوال کیا مگر مجھے کسی نے کچھ نہ دیا۔
اس وقت علیؑ حالت رکوع میں تھے۔ آپؑ نے اپنے داہنے ہاتھ کو سائل کی طرف بڑھا دیا اور اس ہاتھ کی انگلی میں انگشتری تھی۔ سائل آپؑ کی طرف بڑھا اور آپ کی انگلی سے انگشتری اُتار لی یہ واقعہ پیغمبر ﷺ کے حضور میں انجام پایا۔ جب آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے آپؐ نے اپنے سر اقدس کو آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا:
پروردگارا! موسیٰ نے تجھ سے سوال کیا ''میرے رب! میرے سینے کو میرے لئے کشادہ کر دے میرے امر کو میرے لئے آسان بنا دے، میری زبان کی گرہ کو کھول دے تا کہ یہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے خاندان سے میرے بھائی ھارون کو میرا وزیر معین فرما۔ انکے ذریعہ میری کمر کو مضبوطی عطا کر اور انہیں میرے امر میں شریک قرار دے۔'' (سورہ طہٰ: آیۃ 25-32)
اس پر تو نے انکے لئے جواب میں وحی فرمائی ''عنقریب ہم آپ کے بازوؤں کو تقویت پہونچائینگے آپ کے بھائی کے ذریعہ اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے بسبب ہماری نشانیوں کے جس کی بنا پر فرعونی تم تک پہنچ ہی نہ سکیں گے۔'' (سورہ قصص: آیۃ 35)

jabir.abbas@yahoo.com

پروردگارا! میں محمد ﷺ تیرا نبی اور تیرا برگزیدہ ہوں۔ پروردگارا! میرے سینے کو میرے لئے کشادہ کردے میرے امر کو آسان بنا، میرے خاندان میں سے علیؑ کو میرا جانشین مقرر فرما اور انکے ذریعہ میری کمر کو مضبوطی عطا فرما۔

جناب ابوذرؓ نقل کرتے ہیں: ابھی رسول اللہ ﷺ کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ جبرئیلؑ آپ پر نازل ہوئے اور فرمایا: اے محمد ﷺ پڑھئے! آپؐ نے دریافت کیا: کیا پڑھوں؟ جبرئیلؑ نے کہا: پڑھئے:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ. (تفسیر ثعلبی، ذیل سورہ مائدہ :آیہ 55)

دوسری حدیث

اہل سنت کے معتبر مصنف رزین نے اپنی کتاب "اَلْجَمْعُ بین الصحاح السنة" میں آیہ ولایت کے ذیل میں صحیح نسائی سے نقل کیا ہے کہ ابن سلام کی روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی" کچھ لوگ ہماری شدت سے مخالفت صرف اس بنا پر کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ اور اسکے رسول کی تصدیق کی۔ وہ لوگ قسم کھاتے ہیں کہ وہ ہم سے بول چال بھی بند کردیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ

بعد ازایں حضرت بلالؓ نے اذان ظہر دی۔ لوگوں نے نماز شروع کی رکوع اور سجدے کے درمیان تھے کہ سائل نے سوال کیا اور علیؑ نے اپنی انگشتری رکوع کے عالم میں دی۔ سائل نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی

jabir.abbas@yahoo.com

جس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دو 2/ آیتوں کی تلاوت فرمائی۔" (الجمع بین الصحاح الستۃ، تیسرا جزء نقل از صحیح مسلم)

تیسری حدیث

موفق بن احمد نے امیر شام معاویہ اور عمرو بن العاص کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی تھا اسے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عمرو بن العاص نے جواب میں تحریر کیا: اے معاویہ! تو جانتا ہے کہ اللہ کی کتاب میں علیؑ کے متعدّد فضائل شامل ہیں کہ جن میں کوئی علیؑ کا شریک نہیں ہے۔

مثلاً "یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ" "جو نذر پوری کرتے ہیں" (سورہ انسان: آیہ 7)

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ. (سورہ مائدہ :آیہ 55)

اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ وَمِنْ قَبْلِہٖ کِتَابُ مُوْسٰی اِمَامًا وَّرَحْمَۃً (سورہ هود :آیہ 17)

کیا جو شخص جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہو اور اسکے ساتھ اللہ کی طرف کا گواہ بھی ہو اور اس کے پہلے موسیٰ کی کتاب گواہی دے رہی ہے جو قوم کیلئے پیشوا اور رحمت تھی؟

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ

مومنین میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ (سورہ احزاب: آیۃ 23)

jabir.abbas@yahoo.com

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا: قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى. (سورہ شوریٰ :آیہ 23)

کہہ دیجئے کہ میں اس پر (یعنی رسالت پر) تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا مگر میرے رشتہ داروں کی محبت کے۔ (مناقب الخوارزمی، ص 200)

جب یہ آیت امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی، تو شاعر رسول اکرم ﷺ حسان بن ثابت نے فی البدیہ یہ قصیدہ پڑھا

أَبَا حَسَنٍ تَفْدِيكَ نَفْسِي وَ مُهْجَتِي
وَ كُلُّ بَطِيءٍ فِي الْهَوَا وَ مُسَارِعِ
أَيَذْهَبُ مَدْحِي وَ الْمُحَبِّرُ ضَائِعٌ
وَ مَا الْمَدْحُ فِي جَنْبِ الْإِلَهِ بِضَائِعِ
فَأَنْتَ الَّذِي أَعْطَيْتَ إِذْ كُنْتَ رَاكِعاً
فَدَتْكَ نُفُوسُ الْقَوْمِ يَا خَيْرَ رَاكِعِ
فَأَنْزَلَ فِيكَ اللَّهُ خَيْرَ وَلَايَةٍ
وَ بَيَّنَهَا فِي مُحْكَمَاتِ الشَّرَائِعِ

اے ابوالحسن! میری جان اور میرا خون آپ پر قربان ہو
اور ہر وہ شی جو ہوا میں اڑ رہی ہو یا سیر کر رہی ہو
کیا میری مدح اور میری نوشتار ضائع ہوگی؟
نہیں! اللہ کی راہ میں مدح کبھی ضائع نہیں ہوتی۔
آپ وہی ہیں جنہوں نے حالت رکوع میں عطا فرمایا
پورے قوم کی جانیں آپ پر قربان ہو، اے بہترین رکوع کرنے والے
پس اللہ نے آپ کے لئے بہترین ولایت نازل کی

jabirabbas@yahoo.com

اورانکے درمیان شریعت کے واضع قوانین موجود ہیں۔

(مناقب الخوارزمی، ص 265، کفایت الطالب، حافظ الکنجی الشافعی، باب 61، ص 228)

علاوہ ازاین، اہل سنت کے نامور عالم، الحافظ الکبیر عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد، جو اَلحَاکم الصکافی کے نام سے معروف ہیں، نے اپنے کتاب شواہد التنزیل میں تقریباً 25 روایات نقل کی ہیں کہ یہ آیت مبارکہ مولائے کائنات امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے.

ان تمام اظہر من الشّمس دلائل و براہین کے باوجود، کچھ افراد ایسے ہیں جنہوں نے اس حقیقت سے انکار کیا ہے اور لوگوں کے دل و دماغ میں یہ وسوسہ پیدا کرتے ہیں کہ یہ تفسیر شیعوں کی ایجاد کردہ ہے۔ ایسے ہی ایک شخص کا نام ہے احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ (جو ابن تیمیہ کے نام سے جانا جاتا ہے) اپنی کتاب "منہاج السنۃ" کے صفحہ 156 پر وہ لکھتا ہے:

قَدْ وَضَعَ بَعْضُ الکذّابین حدِیْثًا مُفْتَرِیً أَنَّ ھٰذِہِ الآیَۃَ: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ نَزَلَتْ فِی عَلِیٍّ لَمَّا تَصَدَّقَ بِخَاتَمِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ وَھٰذَا کِذْبٌ بِاِجْمَاعِ اَھْلِ الْعِلْمِ بِالنَّقْل.

کچھ جھوٹوں نے یہ حدیث گڑھی ہے کہ یہ آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

الزَّکٰوۃَ وَھُمۡ رَاکِعُوۡنَ علی کی شان میں نازل ہوئی ہے اس وقت جب آپ نے نماز میں اپنی انگشتری صدقہ کے طور سے عطا کی تمام علمائے حدیث اس پر متفق ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔(ابن تیمیہ کا قول تمام ہوا)۔

افتخار علماء اہل التشیع، علامہ مجاہد اکبر شیخ عبدالحسین امینیؒ نے اپنی گرانقدر کتاب "الغدیر" میں اس بیہودہ اور بے بنیاد کا جواب دیا ہے۔

(رجوع کیجئے الغدیر، ج3، ص156)

حقیقت یہ ہے کہ تعصب اور ہٹ دھرمی انسان کی آنکھوں پر اس طرح پردہ ڈال دیتی ہے کہ وہ حقائق ثابتہ سے انکار کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ وہ یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ وہ احادیث کہ جنہیں ائمہ احادیث اور حفّاظ کرام نے اپنی معتبر کتابوں میں نقل کیا ہے اور جنکی اسناد کی انتہا امیر المومنین علی بن ابی طالب عزوجل تعالیٰ، ابن عباس، ابوذر، عمار، جابر الانصاری، ابورافع، انس بن مالک، مسلمہ بن کہیل اور عبداللہ بن سلام جیسے صحابہ اور سلف صالح پر ہوتی ہے، کہیں اسے جھوٹ اور جعلی قرار دیتا ہے۔ یقیناً ابن تیمیہ کا یہ دعویٰ بھی اسکے بقیہ تمام دعووں کی طرح غلط اور بے بنیاد ہے اور جس میں اس نے یہ دعوی کر لیا ہے کہ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے، نہ جانے زمین کے کس گڈھے میں اسنے وہ علماء پائے کہ جن کا اس حدیث کے جعلی ہونے پر اتفاق ہے!

ان علماء اور انکی کتابوں پر ایک مختصر نظر کرتے ہیں جنہوں نے اپنی کتابوں اور تصانیف میں اس شان نزول کی تائید کی ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تیسری صدی ہجری کے علماء:

1۔ القاضی الواقدی(207ھ)

2۔ حافظ الصنعانی(211ھ)

3۔ حافظ ابن ابی شیبہ الکوفی(239ھ)

4۔ ابو جعفر الاسکافی المعتزلی(240ھ)

5۔ حافظ ابو محمد الکشی(249ھ)

6۔ ابو سعید الاسبح الکوفی(257ھ)اور دیگر بہت سارے علماء۔

چوتھی صدی ہجری کے علماء

1۔ حافظ نسائی اپنی صحیح میں(303ھ)

2۔ مشہور مؤرخ ومفسر محمد بن جریر طبری(310ھ)

3۔ ابن ابی حاتم الرازی(328ھ)وغیرہ

پانچویں صدی ہجری کے علماء

1۔ حافظ ابوبکر شیرازی(407ھ)

2۔ حافظ ابن مردویۃ الاصفہانی(416ھ)

3۔ ابو اسحاق الثعلبی(427ھ)

4۔ حافظ ابو نعیم الاصفہانی(430ھ)

5۔ الماوردی الفقیہ الشافعی(450ھ)

6۔ حافظ ابوبکر البیہقی(458ھ)

7۔ حافظ ابوبکر الخطیب ابغدادی الشافعی(463ھ)

8۔ حافظ ابو الحسن الواحدی النیشابوری(468ھ)

وغیرہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

چھٹی صدی کے علماء

1۔ الفقیہ ابوالحسن علی بن محمد الکیاالطبری الشافعی (504ھ)

2۔ حافظ الفراء البغوی الشافعی (516ھ)

3۔ ابوالحسن رزین العبدری الاندلسی (535ھ) اپنی کتاب الجمع بین الصحاح الست نقل از صحیح النسائی

4۔ ابوالقاسم جاراللہ الزمخشری الحنفی (538ھ)

5۔ حافظ سمعانی الشافعی (562ھ)

6۔ الامام القرطبی (567ھ)

7۔ ابن عساکر دمشقی (571ھ)

8۔ حافظ ابن جوزی حنبلی (597ھ) وغیرہ

(ہم نے یہاں نہایت اختصار سے کام لیا ہے جو قارئین کرام تفصیلات کے خواہاں ہیں، انہیں چاہیئے کہ کتاب الغدیر سے رجوع کریں)

تیسری صدی سے لیکر چھٹی صدی تک اتنے بزرگ مرتبہ علماء، فقہاء، متکلمین، محدثین، مفسرین، مورخین، وغیرہ نے اتفاقی و اجماعی طور پر نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے، بات کو ثابت کرنے کی ذمہ داری مدّعی پر ہوتی ہے۔ جب ابن تیمیہ نے اتنا بڑا دعویٰ کیا تو بات کو ثابت کیوں نہیں کیا؟ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ اہل سنت کے بڑے علماء اور جید فقہاء و مفسرین نے ابن تیمیہ کے خود اسلام پر شک کیا ہے اور کچھ نے تو باقاعدہ اسکے کفر کا اعلان کیا ہے جس کی تفصیلات انشاءاللہ کبھی اور۔ افسوس یہ ہے کہ آج ابن تیمیہ کے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

حامیوں نے اسے شیخ الاسلام جیسے لقب سے نوازا ہے اور اس کے فاسد و باطل نظریات کو اپنی زندگی کا مرکز بنالیا ہے۔

آخر میں یہ بات بے جا نہ ہوگی کہ جو لوگ سلف صالح کی پیروی کا دم بھرتے ہیں وہ در حقیقت جید صحابہ کی روایت و اقوال کو رد کر کے اپنی ہوائے نفس کی بات منوانا چاہتے ہیں۔

پروردگارا! ہم سب کو حقیقی اسلام و قرآن کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق مرحمت فرما۔ آمین۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

حی علی خیر العمل

میں تولا سے عبادت کا بھرم رکھتا ہوں
سوزِ دل سوزِ جگر دیدۂ نم رکھتا ہوں
دل کی قوّت کے لئے یاد خدا سے پہلے
یا علیؑ کہہ کہ مصلّے پہ قدم رکھتا ہوں

نماز ایک ایسی عبادت ہے جسے انبیاء کرام اور حضرات معصومین علیہم السلام نے سرِ لوحۂ عبادت، اسلام کا پرچم، دین کا ستون، جنت کی کنجی، مؤمن کی معراج، گناہوں کا کفارہ، رنج والم کے ماروں کی پناہ گاہ، عبد اور معبود کے درمیان رابطہ اور اعمال کی میزان قرار دیا ہے۔ یہ وہ عبادت ہے جسکے ذریعے دل کو سکون و اطمینان، روح کو تازگی، رنج وغم سے نجات اور حیات جاودانی نصیب ہوتی ہے۔ نماز کے ذریعے حاجتمندوں کی حاجتیں روا ہوتی ہیں، شیطان و ظالمین کے شر سے نجات کی ضامن نماز ہے۔ یہی نماز قبر کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں نور کا چراغ اور قیامت کے دن عذاب الٰہی سے بچانے والی ہے۔

نماز اس گلستان عبادت کا نام ہے جس کے چمن میں تکبیر و تحمید، قرأت و تسبیح، رکوع و سجود، قنوت و تشہد اور سلام جیسے لالہ زار پھول ہیں جنکی خوشبو سے نمازی اپنے آپ کو معطر کرتا ہے۔

نماز اس عسل مشفا pure honey کا نام ہے جس کی حلاوت سے انسان اپنے دہن کو ذکر اور یادِ پروردگار سے شیرین کرتا ہے۔

نماز وہ عبادت ہے جس دین اسلام میں ستون کی منزلت حاصل ہے جس طرح ستون کے بغیر کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی اسی طرح نماز کے بغیر بھی خدا کے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقدس و پسندیدہ دین کی عظیم عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ اتنی اہمیت کی حامل عبادت کہ بروزِ قیامت پہلا سوال اس عبادت کے بارے میں کیا جائے گا۔

ہم تو ان ہستیوں کے ماننے والے ہیں جو متقیوں کے امام، عبادت کرنے والوں کے سردار، سجدہ کرنیوالوں کی زینت ہیں اور جب زبان سے کسی سے دوستی اور محبت کا اظہار کیا جاتا ہے تو عمل و کردار سے بھی محبت کا اظہار ہونا چاہیے اگر ہم گفتار سے محمد و آل محمد علیہم السلام سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمیں ان کی سیرت پر بھی عمل کرنا چاہیے کیونکہ ہر محبت کرنے والا اپنے محبوب کو راضی و خوشنود دیکھنا چاہتا ہے۔ پس ہمارے آئمہ کرام علیہم السلام کی خوشی انکی سیرت پر عمل کرنے میں ہے تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کے ہمارے سرداروں نے مشکل سے مشکل مرحلے میں اس عظیم عبادت کو اپنے وقت پر ادا کیا
۔

حقیقی شیعہ اور حقیقی عزادار کسی بھی حال میں نماز کو ترک نہیں کرتے اگر ہم حقیقت میں حسینی ہیں تو ہمارا عمل، کردار، گفتار اور رفتار سب کچھ حسینی ہونا چاہیے اگر ہم شہداء کربلا کا غم مناتے ہیں اگر ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت ،حضرت عباس باوفا کے کٹے بازوں، حضرت علی اکبر کی جوانی، حضرت قاسم شبیہ امام حسن اور حضرت علی اصغر علیہم السلام کی معصومیت پہ روتے اور ماتم کرتے ہیں تو پھر ہمیں انکی سیرت پر بھی عمل کرنا چاہیے۔

ان ہستیوں نے واجب تو کجا مستحبات کو بھی کبھی ترک نہیں کیا۔ شب عاشور کا ایک واقعہ ملتا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی بہن حضرت ثانیٔ زہرا سلام اللہ علیہا سے وداع کرنے کیلیے تشریف لائے تو فرمایا:

یَا اُختِی زینب لاتنسینی فی صَلَاۃِ اللیل

اے میری بہن زینب مجھے نماز شب میں بھُولنا

ہماری آقا زادی نے اتنے مشکل حالات میں بھی نماز شب ترک نہیں کی اور ہم ان

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

کے ماننے والے ان سے محبت کرنے والے، انکے غم میں غم منانے والے انکی خوشیوں میں خوشی منانے والے واجبات کی پرواہ نہیں کرتے بے شک عزاداری، ماتم مظلوم کربلا ایک عظیم عبادت ہے لیکن ماتم کی معراج نماز میں اور نماز کی معراج ماتم میں ہے۔

ہمیں یادالٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جو لوگ یادالٰہی سے غافل رہتے ہیں وہ اس دنیا میں بھی نقصان اٹھاتے ہیں اور آخرت میں بھی۔ نماز یادالٰہی کا ذریعہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ذات کردگار فرماتی ہے:

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۱

میری یاد کیلئے نماز قائم کرو

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ۲

جو کوئی بھی میرے ذکر سے منہ موڑے گا میں اس کے لیے معیشت تنگ کردونگا اور وہ قیامت کے دن اندھا محشور ہوگا۔

آج دنیا میں مساجد تو بہت ہیں لیکن انکو آباد کرنے والے کم ہیں۔ نماز جماعت میں صرف گنے چنے لوگ نظر آتے ہیں خصوصاً ہمارے نوجوان بھائی نماز وعبادت سے دور ہیں آج ہم سال میں ایک وقت کی نماز بھی نہیں پڑھتے اور ماہ مبارک رمضان میں ایک روزہ بھی نہیں رکھتے مگر عیدالفطر وعید قربان کی نماز کو واجبات دین میں شمار کرتے ہیں۔

عید کے دن عمدہ قسم کے جوتے، لباس اور دیگر آرائش وزیبائش کا سامان کرتے ہیں لیکن نماز وعبادت کی طرف ہماری رغبت نہیں ہے۔ آج ہم ظاہر کیلیے تو بہت کچھ کرتے ہیں لیکن روح کی آرائش کیلئے کچھ بھی نہیں کرتے۔

آؤ میرے ماتمی عزادر بھائیوں ہمیں نماز جیسی عظیم عبادت کی حفاظت کرنا چاہیے کیونکہ بے نمازی خواہ کتنے ہی نیک کام کرے ان پر کوئی ثواب نہیں ملتا یہاں

jabir.abbas@yahoo.com

تک کہ روز قیامت حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کی شفاعت سے محروم رہے گا، حوض کوثر سے سیراب نہیں ہوگا جیسا کہ فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے:

مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ حَتّٰى تَفُوتَهُ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلَهُ [3]

جو شخص نماز کو بغیر کسی مجبوری کے ترک کر دیتا ہے اس کے تمام اعمال اس سے سلب کر لیے جاتے ہیں

تاریخ میں ایک ایسی عظیم ہستی کا نام بھی ملتا ہے جو اپنے وقت کا عزادار بھی ہے اور عبادت گزار بھی۔ اس ہستی کا نام سید سجاد علیہ السلام ہے۔ عزادار ایسے کہ چالیس سال خون کے آنسو روتے رہے اور عابد ایسے کہ زین العابدین اور سید الساجدین کے لقب سے مشہور تھے۔

ہمیں بھی ان کی سیرت پر عمل کرنا چاہیے جہاں ہمارے یہ ہاتھ یا حسین کہتے ہوئے ماتم کیلئے اٹھتے ہیں ویسے ہی ہمارے یہ ہاتھ اللہ اکبر کی صدا سن کر کانوں تک آنے چاہیے بے شک وہ نمازی نمازی نہیں جو ماتمی نہیں اور وہ ماتمی ماتمی نہیں جو نمازی نہیں۔

پہلی فصل

نماز کی اہمیت قرآن کریم کی روشنی میں

خداوند متعال کے طاہر ولاریب کلام میں نماز کو جو اہمیت دی گئی ہے وہ اس چیز سے معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کریم فرقان حمید میں فروع و احکام دین سے متعلق جو آیات کریمہ موجود ہیں ان میں جتنی آیتیں نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اتنی مقدار میں نماز کے علاوہ کسی بھی فروع دین کے متعلق نازل نہیں ہوئی ہیں۔

نماز انسان کو متقی اور پرہیزگار بناتی ہے

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ [4]

متقی اور پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں ہیں، پابندی کے ساتھ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

نماز کے ذریعہ اللہ کی مدد مدد حاصل ہوتی ہے

نماز خشیت الٰہی کی مظہر ہے اور اس کے ذریعہ خداوند متعال سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ٥

نماز اور صبر کی ذریعہ مدد طلب کرو، نماز بہت مشکل کام ہے سوائے ان لوگوں کے جو خضوع و خشوع والے ہیں۔

نماز روح عبادت اور بہترین ذکر ہے

نماز ذکر الٰہی ہے مثلاً جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر پہنچے تو اللہ نے آپ سے فرمایا:

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ٦

میں اللہ ہوں پس تم میری عبادت کرو اور میری یاد کیلئے نماز قائم کرو

خداوند متعال نے حضرت موسیٰ کو اپنی عبادت وذکر کرنے کا حکم دیا ہے تو اس میں قیام نماز کو اپنے ذکر و عبادت کا طریقہ قرار دیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز روحِ عبادت اور بہترین ذکر پروردگار ہے۔

نماز راہِ کامیابی ہے:

نماز دنیا و آخرت میں راہِ کامیابی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ٧

بے شک تزکیہ نفس کرنے والا کامیاب ہو گیا اور جس نے اپنے ربّ کے نام کی تسبیح کی اور پھر نماز پڑھی

نیک عمل پر دنیا و آخرت میں اجر ملتا ہے

خداوند عالم نمازی کو اسکے نیک عمل کی بناء پر اجر و ثواب ضرور عطا کرتا ہے وہ نمازی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور نیکو کار لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، نمازی پر اپنی نعمت، برکت، فضل نازل کرتا ہے اور آخرت میں بھی اجر عطا کرے گا جیسا کہ لاریب کتاب کتاب میں ہے۔

وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلاةَ إِنَّا لا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ۸

اور جو لوگ کتاب خدا (قرآن) سے تمسک رکھتے ہیں اور انہوں نے نماز قائم کی ہے ہم تو صالح اور نیک کردار لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ہیں۔

وَأَقِيمُوا الصَّلاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۹

نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو کیونکہ جو کچھ تم اپنے واسطے پہلے بھیج دو گے وہ سب خدا کے یہاں مل جائے گا بے شک خدا تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ ۱۰

جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل انجام دیئے نماز قائم کی اور زکوۃ ادا کی اُن کیلئے خدا کے یہاں اجر ہے اور ان کیلئے کسی طرح کا خوف یا حزن نہیں ہے۔

نماز انسان کو برائی سے روکتی ہے

حقیقی نماز کا اثر یہی ہے کہ وہ انسان کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیتی ہے اور آئندہ گناہ کرنے سے مانع ہوتی ہے کیونکہ جب انسان نماز کیلئے قیام کرنے گا تو وہ دیکھے گا کہ میرا لباس یا وضو کا برتن یا مکان نماز غصبی تو نہیں ہے اس لباس میں خمس و زکوۃ کا پیسہ تو شامل نہیں ہے جن ہاتھوں سے تکبیر کہہ رہا ہوں وہ کی چوری میں یا کسی غلط کام میں تو ملوث نہیں رہے ہیں۔ آنکھوں سے کسی کو بری نگاہ سے تو نہیں دیکھتا ہے، زبان سے کسی کی غیبت تو نہیں کی ہے، دل میں کسی کی نسبت برا گمان تو

jabir.abbas@yahoo.com

نہیں رکھتا ہے جب نمازی ان چیزوں پر نگاہ کرے گا تو وہ آئندہ چوری، شراب خوری، جوا ظلم ناچ گانا اور دیگر گناہوں سے محفوظ رہے گا اب اگر نماز کے بعد بھی انسان کسی گناہ کو انجام دیتا ہے تو گویا اس کی نماز نے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور نہ ہی قبول ہوئی ہے پس نماز وہ ہے جو انسان کو برائی اور گناہوں سے دور رکھتی ہے۔

وَأَقِمِ الصَّلاةَ إِنَّ الصَّلاةَ تَنْهى عَنِ الْفَحْشاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ ما تَصْنَعُونَ ١١

نمازیوں پر رحم اور بے نمازیوں کو واصل جہنم کیا جائے گا۔

آیات مجیدہ سے یہ بات ثابت ہے کہ مالک کائنات کسی بھی شخص کے نیک عمل کو ضائع نہیں کرتا بلکہ عمل صالح کے عوض دنیا و آخرت میں اجر و ثواب عطا کرتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز کے ذریعے ہی نمازی پر رحم کیا جائے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلاةَ وَآتُوا الزَّكاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

١٢

نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو تا کہ تمہارے حال پر رحم کیا جائے

وَيُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ١٣

نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر عنقریب خدا رحمت نازل کرے گا کیونکہ وہ ہر شے پر غالب ہے۔

جس طرح روز قیامت ذات رحمان کی اہل نماز پر رحمت نازل ہونے میں کوئی شک نہیں اسی طرح اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ روزِ قیامت بے نمازیوں پر

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کوئی رحم نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ خداوند متعال فرماتا ہے:

فِی جَنَّاتٍ یَتَسَاءَلُونَ عَنِ الْمُجْرِمِینَ مَا سَلَکَکُمْ فِی سَقَرَ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّینَ ۱۴

اہل سقر سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس چیز نے سقر میں پہنچایا ہے وہ کہیں گے کیونکہ ہم نمازی نہیں تھے۔

خداوند متعال کا رسول اکرم کو نماز کا حکم

نماز کی اہمیت اس بات سے اندازہ لگائیں کہ خداوند متعال اپنے حبیب کو حکم دے رہا ہے

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ ۱۵

کہ (اے حبیب) اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دو

وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِینَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۱۶

زنان پیامبر صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ نماز کو ادا کرو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو

نماز مومن اور مشرک کی پہچان

نماز مؤمن اور مشرک کے درمیان واضح فرق ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَقِیمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِینَ ۱۷

تم سب نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ

یعنی نماز انسان کو شرک سے بچاتی ہے کیونکہ خداوند متعال کو واحد و یکتا ماننے والا اس کے احکام کو بجالانے کی کوشش کرتا ہے جبکہ مشرک کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ کیا کر رہا ہے اس کی زندگی کا مقصد کچھ نہیں ہوتا جبکہ خداوند متعال کا ماننے والا اپنی زندگی میں مقصد کو مدنظر رکھتا ہے، اس کی زندگی بے مقصد نہیں ہوتی اور ہماری زندگیوں کا مقصد خداوند متعال کی عبادت ہے، جیسا کہ ارشاد باری

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ١٨

میں نے جن وانس کو خلق نہیں کیا مگر صرف عبادت کیلئے

نتیجہ:

پس مؤمن کی زندگی کا مقصد معین ہو گیا اور نماز تو انسان کو مقام اعلیٰ تک پہنچاتی ہے نماز افضل ترین عبادت ہے اس کا ذکر فقط قرآن مجید میں ہی نہیں بلکہ جتنی بھی آسمانی کتب اور صحیفے نازل ہوئے سب میں نماز کو افضل عبادت قرار دیا گیا ہے اور اللہ کے ہر نمائندے نے اس کی عبادت پر بہت زور دیا۔ اختصار کی خاطر آیات مجیدہ پر اکتفا کر رہا ہوں وگرنہ قرآن مجید میں احکام کے حوالے سے سب سے زیادہ اس افضل عبادت پر زور دیا گیا ہے۔

نماز کی اہمیت روایات کی روشنی میں

جب ہم نماز کی اہمیت کے سلسلے میں مکتب تشیع کی فقہی کتب پر نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مکتب تشیع میں روایات کا کثیر حصہ نماز اور اس کے احکام کے متعلق ہے نماز کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اس عبادت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے ہم یہاں چند احادیث و روایات کا سہارا لیتے ہیں۔

دین کا چہرہ

پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللهِ لِكُلِّ شَيْءٍ وَجْهٌ وَوَجْهُ دِينِكُمُ الصَّلَاةُ ١٩

ہر چیز کا ایک چہرہ ہوتا ہے اور نماز تمہارے دین کا چہرہ ہے

دین کا ستون

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللهِ مَثَلُ الصَّلَاةِ مَثَلُ عَمُودِ الْفُسْطَاطِ إِذَا ثَبَتَ الْعَمُودُ نَفَعَتِ الْأَطْنَابُ وَالْأَوْتَادُ وَالْغِشَاءُ وَإِذَا انْكَسَرَ الْعَمُودُ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

لَمۡ یَنۡفَعۡ طُنُبٌ وَلَا وَتِدٌ وَلَا غِشَاءٌ ۲۰

نماز کی مثال ستون خیمہ کی مانند ہے اگر ستون مستحکم ہیں تو اس کی رسیاں، کیلیں اور پردے بھی مفید ہیں لیکن اگر ستون ٹوٹ جائے تو پھر اس کی رسیاں، کیلیں اور پردے سب بیکار ہیں

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کا نور

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوذر غفاری سے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

یا أباذر جعل اللہ جل ثناؤہ قرۃ عینی فی الصلاۃ و حبب إلی الصلاۃ کما حبب إلی الجائع الطعام و إلی الظمآن الماء و إن الجائع إذا أکل شبع و إن الظمآن إذا شرب روی و أنا لا أشبع من الصلاۃ ۲۱

اے ابوذر! خداوند متعال نے میری آنکھوں کے نور کو نماز میں قرار دیا ہے اور نماز میرے لیے اسی طرح محبوب ہے جیسے غذا کسی بھوکے و پیاسے کیلئے محبوب ہوتی ہے بس فرق اتنا ہے کہ بھوکا کھانا کھا کر سیر ہو جاتا ہے لیکن میں کبھی بھی نماز سے سیر نہیں ہوتا۔

جنت کی کنجی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

الدُّعاءُ مفتاحُ الرَّحمۃ والوضوءُ مفتاحُ الصلاۃ والصلاۃ مفتاح الجنۃ ۲۲

دعا رحمت کی کنجی، وضو نماز کی کنجی اور نماز جنت کی کنجی ہے۔

نورِ نماز

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی إِنۡ ھُوَ إِلَّا وَحۡیٌ یُوحٰی ۲۳ کے مصداق نے اس سے پہلے روایت میں نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کا

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

نور ہے اور اس روایت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی اہمیت کو مزید اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ ﷺ الصَّلَاۃُ نُورُ الْمُؤْمِنِ وَ الصَّلَاۃُ نُورٌ مِنَ اللّٰہِ ۲۴

نماز نورِ مؤمن اور نورِ خدا ہے

مؤمن کی معراج

نماز کی اہمیت اس بات سے معلوم ہو جاتی ہے کہ خداوند عالم نے جتنے بھی نبی بھیجے ہر نبی کیلئے ایک خاص معراج مقرر کی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا یا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کا سفر وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح اللہ نے مؤمن کیلئے بھی ایک معراج معین کی ہے جسے نماز کہتے ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الصلاۃ معراج المؤمن ۲۵

نماز مؤمن کی معراج ہے

کتنا خوش نصیب ہے وہ نوجوان جو دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے حضور حاضر ہو کر معراج کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

دین کا ستون

مولائے متقیان اپنے فرزندان حضرات حسنین علیہم السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام قَالَ أُوصِيكُمْ بِالصَّلَاۃِ وَ حِفْظِهَا فَإِنَّهَا خَيْرُ الْعَمَلِ وَ هِيَ عَمُودُ دِينِكُمْ ۲۶

میں تمہیں نماز اور اس کے اوقات کی پابندی کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ بہترین عمل اور تمہارے دین کا ستون ہے نہج البلاغہ میں مولائے متقیان امیر کائنات مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اللّٰہَ اللّٰہَ فِي الصَّلَاۃِ فَإِنَّهَا عَمُودُ دِينِكُمْ ۲۷

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ بھی مولا اپنے فرزندان کو وصیت فرما رہے ہیں کہ: خدا کیلئے خدا کیلئے نماز کی طرف توجہ رکھنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔

شیطانی مکر وفریب سے بچنے کا بہترین ذریعہ

بے شک شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے وہ ہر وقت اس کوشش میں رہتا ہے کہ انسان نیک اعمال سے دور رہے وہ ہمیشہ انسان کو عمل صالح سے منصرف کرنے اور مکر وفریب دینے کی تلاش کرتا ہے لیکن جب کوئی عبدِ خدا نماز ادا کرتا ہے تو شیطان اس سے خوف وہراساں ہوجاتا ہے جیسا کہ کائنات کے عابد مولا حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

الصلاۃ حصن الرحمن و مدحرۃ الشیطان ۲۸

نماز خدائے مہربان کا قلعہ اور شیطان کو بھگانے کا ذریعہ ہے

ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں:

الصلاۃ حصن من سطوات الشیطان.... ۲۹

نماز شیطان کے حملوں سے بچنے کیلئے قلعہ ہے

رحمتِ الٰہی

امیر المؤمنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

لو یعلم المصلی ما یغشاہ من الرحمۃ لما رفع رأسہ من السجود ۳۰

اگر نماز گزار کو علم ہوجائے کہ کیسی رحمتوں نے اس کا احاطہ کر رکھا ہے تو وہ کبھی سجدے سے سر نہ اٹھائے

پروردگار الٰہی سے تقرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ

اس بارے میں مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں

قَالَ علی علیہ السلام: اَلصَّلَاۃُ قُرْبَانُ کُلِّ تَقِیٍّ ۳۱

نماز ہر پرہیز گار کا خداوند عالم سے تقرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

سیدہ کونین فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیھا جو خطبہ دربار خلافت میں ارشاد فرمایا جہاں عبادتوں کی علت بتلائیں نماز کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اللہ نے نماز کو تمہارے لئے تکبر سے دوری قرار دیا ہے۔ عیان الشیعہ ج ۱ ص ۳۱۶

امام حسین سید الشہدا کا ارشاد ہے:

تلوار سے زیادہ تیز وار مجھے اس شخص کے آنسو کرتے ہیں جو میری مصیبت پر روتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا۔ (بحار الانوار (اس کو میں نے دیکھا مگر کتاب کی جلد اور صفحہ نہیں مل سکا۔ کیا ہوا اگر اس حدیث کو دیکھ کر ہم پابندی سے نماز پڑھنے لگے تو یقیناً روحِ حسینؑ خوش ہو جائے گا اور جب حسین خوش ہو تو حسینؑ کا خالق یقیناً خوش ہوگا۔ مراد)

امام علی ابن حسین زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں؛

جو اوقت نماز کی پابندی کریگا دنیاوی لذت اس کی نظر میں ہیچ ہوگی۔ کتاب الشافی جلد ۲)

معاویہ بن وہب سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے معلوم کیا کہ سب سے بہترین عمل جو بندوں کو خدا کے قریب کرتا ہے اور خدا بھی اس عمل کو پسند کرتا ہے کونسا ہے؟ تو امام نے فرمایا:

مَا أَعْلَمُ شَيْئاً بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ أَفْضَلَ مِنْ هَذِهِ الصَّلَاةِ ۳۲

میں پروردگار کی معرفت کے بعد کسی بھی چیز کو نماز سے افضل و برتر نہیں جانتا

روزِ قیامت پہلا سوال

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَدْعُو الْعَبْدَ فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَسْأَلُ عَنْهُ الصَّلَاةُ فَإِنْ جَاءَ بِهَا تَامَّةً وَ إِلَّا زُخَّ بِهِ فِي النَّارِ ۳۳

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

پنجگانہ نماز کے پابند رہو بے شک روزِ قیامت خداوندعالم ہر بندے کو طلب کرے گا اور سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق کرے گا اب اگر تم نے (دنیا میں) نماز کو اس کے مکمل آداب و شرائط کے ساتھ انجام دیا ہوگا (تو نجات پا جاؤ گے) لیکن اگر آدابِ نماز کی رعایت نہیں کی ہوگی تو جہنم میں پھینک دیئے جاؤ گے۔

اعمال کی قبولیت کا انحصار

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ فَإِنْ قُبِلَتْ قُبِلَ سَائِرُ عَمَلِهِ وَإِذَا رُدَّتْ رُدَّ عَلَيْهِ سَائِرُ عَمَلِهِ ۳۴

قیامت کے دن جس چیز کا محاسبہ کیا جائے گا وہ نماز ہے پس اگر نماز قبول ہوگئی تو سارے اعمال قبول ہو جائیں گے اور اگر نماز کو رد کر دیا گیا تو باقی سارے اعمال بھی رد ہو جائیں گے۔

حوالہ جات

۱۔ القرآن، سورۂ طه آیت ۱۴

۲۔ القرآن، سورۂ طه آیت نمبر ۱۲۴

۳۔ بحار الأنوار، علامه مجلسی، ج۷۹، ص۲۰۲، مؤسسة الوفاء بیروت، لبنان، ۱۴۰۴ھ۔ق

۴۔ القرآن، سورۂ بقرہ آیت نمبر ۳

۵۔ القرآن، سورۂ بقرہ آیت نمبر ۴۵

۶۔ القرآن، سورۂ طه آیت نمبر ۱۴

۷۔ القرآن، سورۂ اعلیٰ آیت نمبر ۱۵،۱۴

۸۔ القرآن، سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۷۰

۹۔ القرآن، سورۂ بقرہ آیت ۱۱۰

۱۰۔ القرآن، سورۂ بقرۂ آیت ۲۷۷

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۱۔ القرآن، سورۂ عنکبوت آیت نمبر ۴۵
۱۲۔ القرآن، سورۂ نور آیت نمبر ۵۶
۱۳۔ القرآن، سورۂ توبہ آیت نمبر ۷۱
۱۴۔ القرآن، سورۂ المدثر ۴۰، ۴۱۔ ۴۲
۱۵۔ القرآن، سورۂ طہٰ آیت نمبر ۱۳۲
۱۶۔ القرآن، سورۂ احزاب آیت نمبر ۳۳
۱۷۔ القرآن، سورۂ الروم آیت نمبر ۳۱
۱۸۔ القرآن، سورۂ الذاریات آیت نمبر ۵۶
۱۹۔ تہذیب الأحکام، شیخ طوسی، ج۲ ص۲۳۷ باب فضل الصلاۃ۔۔۔ دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۵ھ۔ ش
۲۰۔ الکافی، ثقۃ الاسلام کلینی، ج۳ ص۲۶۶ باب فضل الصلاۃ۔۔۔ دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۵ھ۔ ش
۲۱۔ مستدرک الوسائل، محدث نوری، ج۳ ص۴۱ باب استحباب اختیار الصلاۃ۔۔۔ مؤسسۃ آل البیت، قم، ۱۴۰۸ھ۔ ق
۲۲۔ نہج الفصاحۃ، ص۳۳۱، ح ۱۵۸۸
۲۳۔ القرآن، سورہ النجم آیت نمبر ۳، ۴
۲۴۔ مستدرک الوسائل، محدث نوری، ج۳ ص۹۲ باب نوادر ما یتعلق بأعداد الفرا، مؤسسۃ آل البیت، قم، ۱۴۰۸ھ۔ ق
۲۵۔ بحار الأنوار، علامہ مجلسی، ج۷۹، ص۳۰۳، باب أن للصلاۃ أربعۃ آلاف باب۔۔۔، مؤسسۃ الوفاء بیروت، لبنان، ۱۴۰۴ھ۔ ق
۲۶۔ مستدرک الوسائل، محدث نوری، ج۳ ص۹۲ باب نوادر ما یتعلق بأعداد الفرا، مؤسسۃ آل البیت، قم، ۱۴۰۸ھ۔ ق
۲۷۔ نہج البلاغۃ، امام علی بن ابی طالب، ص۴۲۱، و من وصیۃ لہ ع

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

للحسن و الحسین ع،انتشارات دار الهجرة،قم
۲۸۔غرر الحکم،عبدالواحد،ص۱۷۵،فی الصلاۃ و أهمیتها
..،انتشارات دفتر تبلیغات قم،۱۳۶۶ھ۔ش
۲۹۔ایضاً
۳۰۔غرر الحکم،عبدالواحد،ص۱۷۵،فی الصلاۃ و أهمیتها
..،انتشارات دفتر تبلیغات قم،۱۳۶۶ھ۔ش
۳۱۔نہج البلاغة،امام علی بن ابی طالب،ص۱۳۶،انتشارات دار الهجرة،قم
۳۲۔الکافی،ثقة الاسلام کلینی،ج۳ص۲۶۴باب فضل الصلاۃ...دار الکتب الاسلامیه،تهران،۱۳۶۵ھ۔ش
۳۳۔مستدرک الوسائل،محدث نوری،ج۳ص۲۸ باب تحریم إضاعة الصلاۃ و وجوب..،مؤسسة آل البیت،قم،۱۴۰۸ھ۔ق
۳۴۔وسائل الشیعة،شیخ حر آملی،ج۴ص۳۴،باب وجوب إتمام الصلاۃ و إقامتها،مؤسسة آل البیت،قم،۱

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas